نئی کتاب

نئی کتاب

(چوتھا حصّہ)

مُرتّبہ

مکتبہ جامعہ، دہلی

پبلشرز

رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور

قیمت ۱۰/

سنہ ۱۹۴۱ء

(حقوق محفوظ)

باہتمام لالہ موتی رام مینیجر مفید عام پریس واقع چیمبرجی روڈ لاہور میں چھپی اندر رائے بہادر لالہ
سوہن لعل ایم۔ اے۔ ایل پروپرائیٹرا نصاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز نے لاہور سے شائع کی

نئی کتاب

چوتھا حصّہ

فہرست مضامین

چوتھا حصّہ

۱۔ بچّے کی تمنّا

یہ ایک بچّے کی دُعا ہے۔ بچّے کے دل میں تمنّا ہے کہ وہ دُنیا میں نیک بنے۔ اور نیکی پھیلائے۔ اپنے وطن کی خدمت کرے اور تمام دنیا والوں کے ساتھ بھلائی ۔ دیکھو، کیسے اچّھے لفظوں میں وہ ان سب باتوں کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہے :۔

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنّا میری
زندگی شمع کی صُورت ہو خدایا میری
دُور دنیا کا مرے دل سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے
ہو مرے دم سے یُونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھُول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو مری پروانے کی صُورت یا رب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبّت یا رب
ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبّت کرنا
مرے اللہ! بُرائی سے بچانا مجھُ کو
نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھُ کو

(اقبال)

سوال

۱- بچّہ اپنے آپ کو شمع جیسا کیوں بنانا چاہتا ہے؟
۲- بچّے کے دم سے وطن کی زینت کیسے ہو گی؟
۳- بچّہ کس چیز کا پروانہ بننا چاہتا ہے؟

۴- بچہ دنیا میں کیا کیا کام کرنا چاہتا ہے؟

۵- بچہ کیسے راستے پر چلنا چاہتا ہے؟

مشق

۱- زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

اوپر کے مصرع میں بچہ کہتا ہے کہ اے خدا میری زندگی شمع جیسی ہو جائے۔ اس کو مثال یا تشبیہ کہتے ہیں۔ اس نظم میں ایسی اور بھی مثالیں ہیں مثال والے شعروں کو اپنی کاپی میں لکھو۔

۲- اس نظم کے مشکل الفاظ کی ایک فہرست بناؤ۔ اور ان کے معنی معلوم کرو۔

۳- اس نظم کا آخری شعر یاد کر لو۔

عملی کام

اپنی ڈرائنگ کی کاپی میں ایک "شمع" کی تصویر بناؤ۔ اس کے نیچے خوش خط لکھو۔

"میں دنیا میں شمع بن کر برائی کے اندھیرے کو دور کردوں گا۔"

۲-جوگی

جوگی، کہاں سے آئے ہو۔ کہاں
جاتے ہو۔
آج یہاں ہو، کل وہاں۔
تم نے پہاڑ دیکھے ہوں گے۔ دریا دیکھے
ہوں گے۔ سمندر دیکھے ہوں گے۔ نہ جانے کیا
کیا دیکھا ہوگا۔ جو مَیں نے نہیں دیکھا۔

جوگی، جوگی راتوں کو بھی تم تو چلتے ہوگے
جب مَیں سوتا ہوں تو تم جاگتے ہوگے۔
دن کو جب مَیں مدرسے جاتا ہوں اور کام
کرتا ہوں اور کھیلتا ہوں تو تم کسی پیڑ کے
نیچے دریا کے کنارے سو جاتے ہوگے۔
تمہارا دن اور تمہاری رات کیا ایسی ہی
ہوتی ہے جیسی میری؟

جوگی، جوگی تمھارا جی نہ جانے خوش ہے،
نہ جانے اداس۔ نہ جانے تمھیں ہم سب بُرے
لگتے ہیں یا بھلے۔
تمھارے دِل میں نہ جانے کیا کیا آتا ہوگا۔
جو میرے دل میں نہیں آتا۔

جوگی چُپ سنتا رہا۔ ذرا سر اُٹھایا، مُسکرایا
اور پھر سر نیچے کر لیا۔

ہمارے مکان کی چھت میں چڑیوں نے ایک گھونسلا بنایا۔ انڈے دیئے اور اُن میں سے بچّے نکلے۔ چڑیا اور چڑا دونوں پھولے نہ سمائے۔ جب وہ چوں چوں کرتے تھے تو چڑا فخر سے اپنی گردن کو اونچا کر لیتا تھا اور چڑیا محبّت بھری نظروں سے ان گوشت کی بوٹیوں کی طرف دیکھنے لگتی تھی۔ تم کو یاد نہیں ہے مگر تمہارے پیدا ہونے پر تمہارے ابّا بھی اِسی طرح خوشِ ہوئے ہوں گے۔

ان دونوں میں سے ایک اپنے بچّوں کے پاس بیٹھتا تھا اور دوسرا جنگل جنگل اور گھر گھر پھرتا تھا کہ اناج کے دانے جمع کرکے لائے، اور اپنے بچّوں کے کھلے ہوئے منہ میں ڈال دے۔ بہت دن یوں ہی گذر گئے۔ بچّے بڑے ہو گئے۔ پر نکل آئے اور وہ اب اپنے گھونسلے

ہیں سے نکل کر اِدھر اُدھر پھُدکنے لگے اور اپنی زبان میں بات چیت بھی کرنے لگے۔ تم جانتے ہو کہ چڑیوں کے یہاں نہ تو کوئی مدرسہ ہے نہ کوئی مکتب، بچّوں کے ماں باپ ہی نے اُنھیں اڑنا سکھایا، زمین پر گرے ہوئے دانوں کو چُگنا بتایا، اناج کی بالیوں کو توڑ کر دانے نکالنے کی کوشش کرائی اور بلّی، عقاب، شکرے اور دوسرے شکاری جانوروں کی پہچان کرا کے ان کی تعلیم کو ختم کر دیا۔ اس کے بعد ماں باپ نے اپنے بچّوں سے کہا کہ تم بڑے ہو گئے، ہشیار ہو گئے۔ اپنی روزی خود پیدا کرو، مہربانی کر کے ہمارا گھر خالی کر دو۔ بچے سلام کر کے ایک طرف کو اُڑ گئے۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ تم بھی اسکول میں پڑھتے ہو اور جب تم بڑے ہو جاؤ گے تو تمھیں بھی چڑیا کے بچّوں کی طرح اپنی روزی خود پیدا کرنا پڑے گی۔ مگر فرق اتنا ہے کہ چڑیوں کو اناج کے دانے اِدھر اُدھر پڑے ہوئے مل جاتے ہیں۔ لیکن تم کو روپے کی ڈھیریاں یوں زمین پر پڑی ہوئی

نہیں ملیں گی۔

تمہارے لئے بہت سی مشکلیں ہیں۔ الٰہ دین کا چراغ آج کل دنیا میں موجود نہیں ہے، جس کی رگڑ سے تم چراغ کے جن کو بلا سکو۔ الف لیلہ کی پریاں جو روپے کا مینہ برسایا کرتی تھیں اس دنیا سے چلی گئیں۔ زمین کے نیچے گڑے ہوئے خزانے کی دیگیں جن کا ذکر تمہاری دادی اور نانی امّاں رات کے وقت کیا کرتی ہیں، وہ سب نکال لی گئی ہیں اور سونے چاندی کی کانوں پر گورنمنٹ نے قبضہ کر لیا ہے۔ البتہ تم میں سے چند بچّوں کے ابّا جان کے پاس بہت موٹی، چیک بک ہے۔ اور امّاں جان کے صندوقچے میں بہت سے نوٹ ہیں۔ مگر یاد رکھو آج کل کے ابّا جان، اور امّاں جان بہت تجربے کار ہیں۔ وہ اپنے کمائے ہوئے نوٹوں کے گڈّے تمہارے ہاتھوں میں نہیں دیں گے۔ جب تم خود روپیہ پیدا کرنا سیکھ جاؤ گے اُس وقت کوئی حرج نہیں ہے ۔

اب سوال یہ ہے۔ تم روپیہ کس طرح کماؤ؟

اس کا جواب یہ ہے :۔

اِنسان کی خدمت کرکے، اپنے بھائیوں کی سیوا کرکے، دوسروں کو آرام پہنچا کے۔ اِس سے تم نہ صرف روپئے والے ہو جاؤ گے، بلکہ تمھاری عزّت بھی ہوگی، مشہُور ہو جاؤ گے اَور بڑے اِنسانوں میں گنے جاؤ گے ؞

اب تم سچ سچ بتاؤ کہ تم انسانوں کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں؟ اگر تیّار ہو تو کِس طرح کرنی چاہتے ہو؟ کیسا بننا پسند کروگے؟ اَور کون سا پیشہ اختیار کروگے؟

ڈاکٹر بنوگے، انجینئر بنوگے، بیرسٹر بنوگے، تاجر بنوگے، ہوائی جہاز بنانا اَور چلانا سیکھوگے، کیا کروگے؟ یہ بات تم ابھی سے سوچ رکھّو، اَور جو کام کرنا چاہو، اس کی ابھی سے تیاری شرُوع کر دو ؞

یاد رکھّو میرے بچّو تم جو کچھ بننا چاہوگے، وہی بن سکتے ہو ؞

سوال

۱۔ چڑیاں اپنے بچّوں کو کب تک اپنے ساتھ رکھتی ہیں ؟

۲۔ وہ ان کو اپنے گھونسلے سے کیوں نکال دیتی ہیں؟

۳۔ کیا چڑیوں کے بچّوں کو ماں باپ سے الگ ہوکر دانہ دُنکا پانے میں مشکل ہوتی ہے ؟

۴۔ آدمی کو اپنی روزی پیدا کرنے میں کیوں مشکل ہوتی ہے ؟

۵۔ آدمی ایسی مشکل کو کیسے آسان کر سکتا ہے ؟

۶۔ وہ کون کون سے کام ہیں جن سے تمھیں روزی مل سکتی ہے ؟

۷۔ تم اگر کوئی کام نہ سیکھوگے اور آگے کی تیاری نہ کروگے تو کیا نتیجہ ہوگا ؟

مشق

۱۔ وہ کون کون سے کام ہیں جن سے روپیہ کمایا جا سکتا ہے اور عزّت بھی مل سکتی ہے۔ جواب کاپی پر لکھو ۔

۲- "تم جو کچھ بننا چاہو گے، وہی بن سکتے ہو" یہ بات کیسے ہو سکتی ہے - جواب کاپی میں لکھو ÷

۳- الہ دین کا چراغ - الف لیلہ کی پریاں - زمین کے نیچے گڑے ہوئے خزانے اور دیگیں -

اوپر کی تینوں باتیں تم نے سُنی ہوں گی - اگر نہ سنی ہوں تو ان کا حال معلوم کرو - پھر اس پر غور کرو کہ ان باتوں کا تمہارے سبق میں کیوں ذکر کیا گیا ÷

۴- نیچے کے لفظوں پر سبق میں نشان لگاؤ اور ان سے تم بھی جُملے بناؤ :-

پھولے نہ سمانا - فخر - ہُن برسانا - تجربہ کار - حرج ÷

۵- تھوڑے سے جملوں میں اپنی کاپی پر یہ لکھو کہ "تم کیا بنو گے" ÷

۶- کسی چیز کے نام کو اسم کہتے ہیں - جیسے میز، چڑیا، آدمی - یہ تینوں لفظ اسم ہیں - کیونکہ کسی نہ کسی چیز کے نام ہیں - اپنے سبق کی پہلی دس سطروں میں سے اسموں کو تلاش کرو ÷

۴۔ حضرت عیسٰےؑ

دسمبر کی چھٹیاں جب ختم ہو گئیں اور جنوری میں مدرسہ کھلا تو مدرسے میں عجیب چہل پہل تھی۔ لڑکے آپس میں مل مل کر خوش ہو رہے تھے۔ "نیا سال مبارک"۔ "نیا سال مبارک" کا مدرسے بھر میں شور و غل مچ گیا۔

جب چھٹیوں کے بعد مدرسہ کھلتا ہے۔ تو پہلے دن زیادہ تر گپ شپ ہی رہتی ہے۔ چوتھے درجے کے لڑکوں کو اپنے اُستاد کا بہت انتظار تھا، کیونکہ وہ بہت مزے کی باتیں کرتے تھے۔ جب وہ درجے میں پہنچے، تو لڑکوں میں خوشی کی لہر دَوڑ گئی۔ سب سے پہلے ماسٹر صاحب کی نظر بورڈ پر پڑی۔ بورڈ پر لڑکوں نے "نیا سال مبارک" لکھ رکھا تھا۔ ماسٹر صاحب دیکھ کر مسکرائے اور کہا "بچّو، تم کو

بھی یہ سال مبارک ہو۔ تمھیں معلوم ہے - یہ
کون سا سنہ ختم ہوا اور کون سا شروع۔ اسی
مہینے سے سنہ ۱۹۴۰ء شروع ہوا ہے"۔ ماسٹر صاحب
نے بورڈ پر سنہ ۱۹۴۰ء لکھ دیا۔ جمیل بہت باتونی
اور شریر لڑکا تھا۔ مگر بات کام کی کرتا تھا۔ فوراً
کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "ماسٹر صاحب یہ سنہ
کے بعد ع کیا ہے"۔ ماسٹر صاحب نے فرمایا۔
"میاں! یہ عیسوی سنہ کی علامت ہے"۔ "عیسوی
سنہ کسے کہتے ہیں"؟ یہ سوال رام کرشن نے
کر ڈالا۔ ماسٹر صاحب نے کہا "جو حضرت عیسےٰ
کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے"۔ کشور نے
پوچھا "یہ حضرت عیسےٰ کون تھے"؟ سوالوں کی
بوچھار پر ماسٹر صاحب ہنس پڑے "اچھا تو
آج سبق نہ ہوگا - یہی قصہ سُن لو"۔

حضرت عیسےٰ آج سے ۱۹۳۸ سال پہلے پیدا
ہوئے تھے - یہ ان پیغمبروں میں سے تھے
جو دنیا والوں کو اچھی باتیں بتانے خدا کی طرف
سے آتے ہیں - اپنی پاک زندگی اور اچھی باتوں
سے لوگوں کے دل بدل دیتے ہیں۔

حضرت عیسےٰؑ فلسطین کے ایک گاؤں بیت اللحم میں پیدا ہوئے تھے۔ بارہ برس کی عمر تک اپنی ماں حضرت مریم کے ساتھ مصر میں رہے۔ اور پھر شام واپس آ گئے۔ یہاں ساری عمر انھوں نے درویشوں کی سی زندگی بسر کی۔ جب وہ تیس برس کے ہو گئے تو اپنے مذہب کے اصول لوگوں کو سمجھانے لگے۔ جگہ جگہ جاتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔ اِس مذہب کے پھیلانے میں خدا کے نیک بندوں نے مدد دی۔ ان میں سے بارہ آدمی بہت مشہور ہیں ان کو حواری کہتے ہیں۔

دنیا ہمیشہ پُرانی چال چلنا چاہتی ہے۔ لوگوں کو اپنی پُرانی چیزوں سے اتنی محبّت ہو جاتی ہے کہ وہ کوئی نئی بات نہیں سُننا چاہتے۔ چاہے وہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ یہی مشکل حضرت عیسےٰؑ کو بھی پیش آئی۔ جب انھوں نے خدا کے حکم سے اچھی اچھی باتیں اپنی قوم کو سمجھانی شروع کیں تو وہ لوگوں کو انوکھی معلوم ہوئیں۔ اور بہت سے لوگ

اُن سے خفا ہو گئے۔ قسم قسم کی تکلیفیں دینے لگے۔ خود ان کے حواریوں میں سے ایک شخص دشمنوں سے جا مِلا۔ اَور حضرت عیسٰے کو سُولی پر لٹکانے کے منصوبے میں شریک ہو گیا۔ عیسائیوں کے یہاں روایت ہے کہ آخر ایک روز حضرت عیسٰی کو سُولی دے دی گئی۔ مگر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا نے انھیں بچا لیا اَور چوتھے آسمان پر بُلا لیا ؞

حضرت عیسٰے نے لوگوں کو بتایا کہ جو تمھارے ساتھ برائی کرے۔ اس کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر کوئی تمھارے ایک گال پر طمانچہ مارے، تو تم دوسرا گال بھی پیش کر دو ؞

اچھے کام لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ کرو۔ کسی کو خیرات دو تو اس طرح کہ دائیں ہاتھ سے دو۔ بائیں کو خبر نہ ہو ؞

حضرت عیسٰے تو آج دُنیا میں نہیں ہیں۔ لیکن کروڑوں ان کے ماننے والے موجود ہیں۔ انھیں عیسائی کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی عیسائی بستے ہیں ؞

سوال

۱۔ عیسوی سنہ سے کیا مطلب ہے ؟
۲۔ حضرت عیسےٰؑ کہاں پیدا ہوئے ۔ وہ ملک تمھارے یہاں سے کس طرف ہے ؟
۳۔ حضرت عیسےٰؑ کے "حواری" کیا تھے ۔ انھوں نے حضرت کی کیا مدد کی ؟
۴۔ حضرت عیسےٰؑ کو مذہب پھیلانے میں کیا مشکلیں پیش آئیں ؟
۵۔ آخر میں ان کے دشمنوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ؟
۶۔ حضرت عیسےٰؑ نے لوگوں کو کیا تعلیم دی ؟

مشق

۱۔ چہل پہل ۔ شور و غل ۔ گپ شپ ۔
اُوپر کے لفظوں سے جملے بناؤ ۔
۲۔ حضرت عیسےٰؑ نے ایک مذہب پھیلایا ۔ تم دو ایسے نیک اور پاک انسانوں کے نام معلوم کرو ۔ جنھوں

نے اِسی طرح دنیا میں نیکی پھیلائی - جیسے حضرت عیسےٰ نے ؛

۳ - حضرت عیسےٰ کی بتائی ہوئی اچھّی باتوں کو اپنی کاپی میں لکھو ؛

۴ - حضرت عیسےٰ کے مذہب کے ماننے والوں کا کیا نام ہے ؟ جواب کاپی میں لکھو ؛

۵ - تمھارے ملک میں عیسوی سنہ کے ساتھ اور کون کون سے سنوں کا رواج ہے - اپنی کاپی میں لکھو کہ سنہ ۱۹۳۹ء کے ساتھ ساتھ کون کون سے دوسرے سنہ چل رہے ہیں ؟

۶ - نیچے کے جملوں میں خالی جگھوں پر ٹھیک ٹھیک اسم لکھ دو :-

درزی .... سے ...... سیتا ہے ؛

ہم ...... کا دُودھ پیتے ہیں ؛

مچھلیاں ...... میں تیرتی ہیں ؛

باغ میں ...... کھلتے ہیں ؛

۵- باچھو

ایک ننھّا سا بچّہ تھا - بڑا نام اس کا نہ جانے کیا تھا - مگر سب اُسے باچھو باچھو کہتے تھے - ماں نے اس کے لئے ایک ہنڈولا بنوایا تھا - یہ رات کو بھی اس میں سوتا تھا، اور دن کو بھی - جب یہ کھیلتے کھیلتے تھک جاتا، تو ماں اس میں لٹا دیتی - اور یہ سو جایا کرتا - لیکن اگر زیادہ تھکا نہ ہوتا - تو پھر اسے نیند نہ آتی - اس کی ماں ہنڈولے کو ہلا ہلا کر سارے گھر میں لئے پھرتی - اس میں باچھو کو بڑا مزا آتا تھا -

ایک رات کا ذکر ہے کہ ماں نے باچھو کو ہنڈولے میں ڈال دیا - اور لوری دے دے کر سُلانا چاہا - "للو للو" آجا ری نیندیا آجا ری - باچھو کی آنکھوں میں گھل مل جا ری - آجا ری - آجا ری - نیندیا آجا ری -

ماں نے ہزار سُلانا چاہا - مگر باچھو کو نیند نہ آنا تھی، نہ آئی - ماں غریب دن بھر کی تھکی ہاری اس کی آنکھیں بند ہو ہو جاتیں - اور میاں باچھو ہیں کہ سونے کا نام نہیں لیتے - لوری دیتے دیتے خود ماں کی آنکھ لگ گئی - مگر ہاتھ ہنڈولے ہی پر تھا - اور اسے برابر ہلائے جاتا تھا - جہاں ہاتھ رُکا، اور باچھو نے رونا شروع کیا - باچھو میاں روئے اور ماں کا ہاتھ سوتے سوتے ہی چلنے لگتا تھا، مگر ذرا آہستہ آہستہ اور باچھو میاں چلّاتے تھے - "زور سے اور زور سے" لیکن آخر ماں خوب اچھی طرح سو گئی - میاں باچھو بہت کچھ چلّائے، مگر ماں کو کچھ خبر نہ ہوئی *

میاں باچھو جب چلّا چلّا کر تھک گئے، تو سوچنے لگے کہ اب کیا کریں - نیند کہتی تھی کہ نہ آئی ہوں نہ آؤں گی - ذرا ہی دیر ہوئی تھی کہ چندا ماموں نے کھڑکی سے جھانکا - چندا ماموں کی تم جانو بہت عمر

ہونے آئی ہے ۔ مگر انھوں نے کبھی ایسا تماشا
نہ دیکھا تھا ۔ باچھو کو دیکھ کر حیرت میں رہ
گئے ۔ باچھو اپنی چھوٹی چھوٹی ، گول گول
آنکھیں کھولے پڑا تھا ۔ اپنی دونوں ٹانگیں
اُوپر اٹھا رکھّی تھیں ۔ ان میں اپنے ننھے
سے کُرتے کے دامن دبا رکھے تھے ۔ کُرتے
کی ایک آستین ایک ہاتھ میں تھی ۔ ایک
دُوسرے میں ۔ اُدھر گلے میں اُس نے اپنا مُنہ
لگا رکھا تھا اور خوب زور سے اس میں پھونک
رہا تھا ۔ خود باچھو کا مُنہ پھول کر چھوٹی سی کُپّی
کی طرح ہوگیا تھا کہ کوئی دیکھتا تو ہنسی آجاتی ۔
مگر میاں باچھو تھے کہ پھونکے جاتے تھے اور اتنا
زور لگا رہے تھے کہ منہ لال ہوگیا تھا اور آنکھیں
بٹن کی طرح باہر نکل آئی تھیں ۔ کُرتا جب ہوا سے
بھر گیا ۔ تو ہنڈولا آہستہ آہستہ چلنے لگا ۔
پہلے تو کمرے کے فرش پر چلا ۔ اس کے بعد
دیوار پر چڑھنے لگا ۔ چھت پر پہنچا ، تو
باچھو کا سر نیچے ، پیر اُوپر ۔ مگر یہ برابر
پھُونکے گیا ۔ اور ہنڈولا دُوسری دیوار پر

سے ہو کر پھر فرش پر اتر آیا، تو باچھو بولا "اَور چل اَور چل" اَور لگا پھر زور سے پھونکنے۔ کُرتا پھر پھُول گیا۔ اُور ہنڈولا اسی طرح دیوار پر سے چڑھ، چھت پر چل کر دُوسری دیوار سے نیچے اُتر آیا۔ چندا ماموں کھڑے حیرت سے تک رہے تھے کہ یہ لڑکا کرتا کیا ہَے۔ جب باچھو نے سارے کمرے کا سفر اس طرح تین مرتبہ کر لیا تو اُن سے نہ رہا گیا اور بولے۔"ارے لڑکے کیا اب بھی بس نہیں کرے گا؟"

باچھو بولا "نہیں نہیں، ابھی اَور ابھی اَور ماموں۔ ماموں خدا کے لئے دروازہ کھول دو۔ کھول دو ماموں تو مَیں ذرا شہر بھی ہو آؤں۔ لوگ دیکھیں تو میرا ہنڈولا کیسے چلتا ہَے"

چندا ماموں نے کہا۔" مَیں دروازہ نہیں کھولتا۔ پہلے اپنی ماں سے پُوچھ لے"

باچھو بہت امّاں امّاں پکارا۔ مگر امّاں کہاں؟ وہ تو خوب گہری نیند سو رہی تھی۔

آخر کو باچھو نے دیکھا کہ دروازے میں
ایک پتلی سی دراز ہے۔ اپنا ہنڈولا چلا کر
دراز کے پاس لے گیا۔ اور اس زور سے
کُرتے میں پھونک بھری کہ ہنڈولا دراز میں
سے باہر ہو گیا ؞
گھر سے نکل کر باچھو نے اُچھلنا کودنا
شروع کر دیا۔ لیکن اس اُچھلنے کودنے میں
کُرتے میں سے پھونک نکل گئی۔ اور ہنڈولا
رُک گیا، مگر باچھو نے اپنی ٹانگوں کو پھر
اُوپر اُٹھایا۔ کُرتے کی آستینوں کو زور سے
مُٹھیوں میں تھاما۔ اور مُنہ سے کُرتے کے
گلے میں پھُونکنا شرُوع کیا۔ اور ہنڈولا پھر
چل کھڑا ہوُا، مگر آدھی رات کا وقت تھا۔
سڑکوں پر آدم نہ آدم زاد۔ چندا ماموں کی
لالٹین سے مکان تو سب جھل مل، جھل مل
ہو رہے تھے۔ مگر سب گھروں کے دروازے
بند تھے۔ اور سارے شہر میں سنّاٹا تھا۔
میاں باچھو تمام سڑکوں پر اپنے ہنڈولے
کو لئے پھرے، مگر کوئی دیکھنے والا نہ تھا۔

بس وہی چندا ماموں اِس خیال سے کہ لڑکا شریر ہے، کہیں ہاتھ پیر نہ توڑ لے، اپنی لالٹین لیئے ساتھ ساتھ پھرتے تھے۔ شہر کی مسجد کے پاس سے گذرے تو ایک مُرغ نے بانگ دی۔ باچھو نے خیال کیا کہ خیر کوئی تو ہے۔ اَور مرغ سے پُوچھا "ارے یہ سارے آدمی کدھر گُم ہو گئے"۔ مرغا بولا "میاں ننھے! وہ تو سب کے سب سو رہے ہیں۔ ابھی تو مَیں نے ایک بانگ دی ہے کہیں تیسری بانگ پر جا کر پہلا آدمی اُٹھے گا۔"

"اوہو" باچھو نے کہا۔" اس میں تو پھر بہت دیر ہے۔ اچھا تو اتنے، میں ذرا جنگل میں گھوم آؤں۔ سارے جانور تو دیکھ لیں کہ ہنڈولا کیسے چلتا ہے"۔

چندا ماموں نے کہا۔"بیٹا باچھو! اب تو بس کرو بہت سیر ہو چکی"۔

باچھو نے کہا۔"نہیں ابھی اور ابھی اور چندا ماموں ذرا اپنی لالٹین ساتھ لیئے چلو"۔

یہ کہہ کر پاچھو نے پھر اپنا مُنہ پھُلایا۔
اور کرُتے ہیں ہوا بھری ۔ ہنڈولا تیز تیز
شہر سے باہر نکلا ۔ اُونچے اُونچے کھنڈروں
میں گذرتا کھیتوں میں ہوتا ہنڈولا جنگل میں
پہنچا ۔ جنگل میں پیڑ اتنے گھنے تھے کہ چندا
ماموں کو چلنے میں بڑی مشکل پڑتی تھی ۔ بار
بار پیچھے رہ جاتے تھے ۔ مگر قدم بڑھا کر
پاچھو کے ہنڈولے کے پاس اپنی لالٹین لئے
پہنچ جاتے تھے ؛

جنگل میں بھی اندھیرا تھا ۔ ہوا سائیں
سائیں کر رہی تھی ۔ جانور ایک بھی دکھائی نہ
دیتا تھا ۔ بس پاچھو کا ہنڈولا تھا ' اور ساتھ
ساتھ چندا ماموں اور اُن کی لالٹین ۔ ایک
جگہ ایک پیڑ پر سے دو گول گول انگارے
چمکے ۔ پاچھو چلّا اٹھا ۔" اوہو چندا ماموں دیکھو
وہ کیا ہے " چندا ماموں نے بتایا کہ یہ منّو
بلائی ہے ۔ میرے تاروں کی نقل کرتی ہے
نقل "؛

پاچھو نے کہا ۔" منّو بلائی اور سب جانور

کہاں ہیں؟" "ہیں کہاں سوتے ہیں" منو بلائی
بولی "سن نا سب خرّاٹے لے رہے ہیں"۔ چندا
ماموں کی لالٹین میں تیل ذرا کم ہو چلا تھا۔
انھوں نے پھر کہا "بیٹا باچھو۔ اب تو بس
کرو۔ چلو گھر لوٹ چلو"۔ لیکن باچھو نے
وہی جواب دیا کہ "نہیں ابھی اور ابھی اور
ماموں جان ذرا اور ساتھ چلے چلو"۔ خیر چلتے
چلتے جنگل کے سرے پر پہنچے۔ پھر نہ جانے
کہاں ہوتے ہوئے زمین کے چھور پر پہنچ گئے
وہاں باچھو نے پھر زور سے گرتے میں پھونک
بھری۔ اور اللہ کی شان نہ کبھی سنا نہ دیکھا
یہ ہنڈولا اڑ کر آسمان پر پہنچ گیا۔

یہاں خوب ریل پیل تھی۔ ستارے سب
جاگ رہے تھے۔ سب کی آنکھیں کھلی ہوئی
تھیں اور ایسی چمک رہی تھیں کہ سارا آسمان
جگمگا رہا تھا۔

"راستہ چھوڑو راستہ"۔ باچھو زور سے چلّایا
اور بے چارے ستارے سہم گئے۔ اور ادھر
ادھر ہو گئے۔ جیسے کائی پھٹ جائے۔ ران

غریبوں کی اوقات ہی کیا ہے۔ ننھی ننھی سی
جانیں۔ بس باچھو کے للکارے سے ڈر گئے۔
چندا ماموں کو یہ اچھا نہ لگا کہ باچھو اِن
ننھے ننھے ستاروں کو ڈراتا ہے۔ کچھ ناراض
ہو کر بولے ۔" باچھو بس اب بہت لاڈ ہو چکا
اب ختم کرو۔" مگر میاں باچھو بہت سر
چڑھ گئے تھے۔ ماموں کی ایک نہ سُنی اور
تو اور اُن کے پاؤں پر سے اپنا ہنڈولا
گذار دیا۔ چندا ماموں نے کہا۔" توبہ توبہ
بڑا ہی بد تمیز ہے۔ بس ہر چیز کی ایک
حد ہوتی ہے۔" یہ کہہ کر انھوں نے اُفو
کر کے پھونک سے اپنی لالٹین بُجھا دی۔
سب ستاروں نے جھٹ اپنی آنکھیں بند
کر لیں۔ اور سارے آسمان میں ایسا اندھیرا
ہو گیا۔ کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا۔
اب تو باچھو لگے خوشامد کرنے "چندا ماموں
لالٹین جلا دو۔ ماموں جان تھوڑی سی دیر
کے لئے، بس ذرا جلا دو۔ میں پھر ابھی
واپس چلا جاؤں گا۔ مگر نہ چندا ماموں کا پتہ

تھا۔ نہ ستاروں کا۔ وُہ تو سب کے سب اپنے اپنے بچھونوں پر جا کر سو گئے تھے۔ باچھو کو ڈر لگنے لگا۔ جدھر نظر اٹھاتا اندھیرا ہی اندھیرا اور کسی کا نام نہ نشان۔ اُس نے پھر آستینیں مٹھیوں میں کس کر پکڑیں۔ اور منہ سے کُرتے میں ہوا بھری۔ ہنڈولا کبھی اِدھر جاتا اور کبھی اُدھر۔ مگر نہ آدمی اُسے دیکھتے تھے نہ جانور۔ نہ چندا ماموں نہ ننھے ننھے ستارے ؛

بہت دیر تک مارے مارے پھرنے کے بعد نیچے آسمان کے کنارے پر سے کسی نے جھانکا۔ اس کا مُنہ گول گول اور لال لال تھا۔ باچھو سمجھا کہ چندا ماموں کوئی لال چادر منہ پر ڈال کر پھر آئے ہیں۔ ان سے پھر خوشامد شروع کی۔ "چندا ماموں ذرا دیر کو لالٹین جلا دو۔" مگر وہ چندا ماموں نہیں، سُورج چچا تھے۔ ابھی ابھی سمندر کے پانی سے نہا دھو کر نکلے تھے۔ چچا جان کا مزاج ذرا تیز تھا۔ کہنے لگے۔ "یہ کیا لگا رکھا

ہے - ماموں جان - ماموں جان - بڑا آیا ماموں جان کا بھانجا بن کر، میرے آسمان میں کیا گڑ بڑ مچا رکھی ہے"۔

باچھو کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ چچا جان نے ہنڈولا ہاتھ میں اٹھایا - اور آؤ دیکھا نہ تاؤ، سمندر میں پھینک دیا - اور کہا:

"جاؤ جاؤ، آسمان کی بہت سیر کر لی - اب ذرا تیرنا سیکھو"۔

اور پھر؟ ہاں پھر کیا ہوا - کچھ خبر ہے؟

میں اس وقت ابا کے ساتھ کشتی میں نہ آ رہا ہوتا - اور ابا جان باچھو اور اس کے ہنڈولے کو اٹھا کر کشتی میں نہ رکھ لیتے - تو میاں باچھو دو چار ڈبکیاں کھاتے اور ختم ہو جاتے۔

سوال

۱- میاں باچھو نے اپنا ہنڈولا کیسے چلایا؟

۲- ہنڈولا گھر میں کہاں کہاں اڑتا پھرا؟

۳- میاں باچھو ہنڈولے کو شہر سے جنگل میں کیوں لے گئے ؟

۴- میاں باچھو کے ساتھ کون تھا ؟

۵- آسمان پر میاں باچھو نے اپنے ہنڈولے کا تماشا کیسے دکھایا ؟

۶- چندا ماموں کیوں خفا ہو گئے اور انھوں نے کیا کیا ؟

۷- سورج چچا نے میاں باچھو کو سمندر میں کیوں پھینک دیا ؟

۸- وہاں باچھو کیسے بچے ؟

مشق

۱- ان چاروں جگہوں کے نام بتاؤ - جہاں میاں باچھو کا ہنڈولا چلا - یہ نام اپنی کاپی میں لکھ لو ۔

۲- جھولا کیسا ہوتا ہے اور ہنڈولا کیسا ہوتا ہے ؟

۳- زمین - آسمان - سمندر -
بتاؤ اوپر کی چیزوں میں کون کون رہتا ہے ؟

۴- گہری نیند سو رہی تھی ۔
خرّاٹے لے رہے ہیں ۔
زمین کے چھور پر پہنچ گئے ۔
سر پر چڑھ گئے ۔
آؤ دیکھا نہ تاؤ ۔

تمہارے سبق کی عبارت میں اوپر کے ٹکڑے کن کن کے لئے آئے ہیں ۔ دیکھو یہ سب محاورے ہیں ۔ گہری نیند ۔ خراٹے لینا ۔ زمین کے چھور پر ۔ سر چڑھنا ۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ ۔ اب ان محاوروں سے تم جملے بناؤ ۔

۶۔ جاگو اور جگاؤ

ہندوستانی اب تک سو رہے تھے۔ انھیں اپنی ترقی کی زیادہ فکر نہ تھی۔ اب تھوڑے دنوں سے وہ سب جاگے ہیں۔ وطن کی خدمت کے کام کر رہے ہیں۔ اپنے بھائیوں کو جگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ضرورت اس کی ہے کہ ایک دفعہ جاگنے کے بعد پھر نہ سو جائیں۔ اسی لئے اس گیت کا نام "جاگو اور جگاؤ" ہے۔

جاگو اور جگاؤ

آؤ آؤ پیارو آؤ ماں کے راج دلارو آؤ
دیش کی آنکھ کے تارو آؤ آزادی کے گیت سناؤ
جاگو اور جگاؤ
اُٹھو اُٹھو نیند کے ماتو دنیا جاگی تم بھی جاگو
ہر سونے والے کو اُٹھا دو خود جاگو اوروں کو جگاؤ

جاگو اور جگاؤ

آزادی کا سورج نکلا بچّہ بچّہ نیند سے جاگا
جو پیچھے تھا آگے بھاگا اپنا گھوڑا تم بھی بھگاؤ
جاگو اور جگاؤ

کیسی بہار آئی ہے چمن میں سوتے جاگ اُٹھے ہیں وطن میں
بجلی دوڑ گئی تن من میں اب تم بھی کچھ کر کے دکھاؤ
جاگو اور جگاؤ

کام کرو اور پڑھتے جاؤ دن دن آگے بڑھتے جاؤ
بڑھتے جاؤ چڑھتے جاؤ اوروں کو بھی آگے بڑھاؤ
جاگو اور جگاؤ

پیاری ماں کے پیارے ہو تم یعنی وطن کے سہارے ہو تم
ناؤ کے کھیون ہارے ہو تم ناؤ وطن کی پار لگاؤ
جاگو اور جگاؤ

(احسن عثمانی)

سوال

۱۔ شاعر تم سے کیسے گیت سننا چاہتا ہے؟
۲۔ تمھیں نیند سے جاگ کر کیا کرنا چاہیئے؟
۳۔ آزادی کا سورج نکلنے سے ملک کی حالت کیا ہو رہی ہے؟

۴- بچّوں کو شاعر کیا صلاح دیتا ہے ؟

۵- بچّوں کو شاعر "وطن کا سہارا" اور "دیس کی ناؤ کا کھیون ہار" کیوں کہتا ہے ؟

مشق

۱- نظم کے پہلے اور آخری ٹکڑے میں بچّوں کو شاعر نے جن لفظوں سے پُکارا ہے اُن کو چُن لو ۔ اَور پھر غور کرو کہ شاعر نے تمھیں ایسا کیوں پُکارا ؟

۲- آخری سے پہلے ٹکڑے میں کن پانچ باتوں کی بچّوں کو صلاح دی گئی ہے ؟ اُن کو پڑھ کر کاپی میں ایسے لکھو کہ' پانچوں باتیں تمھاری زبان سے ہو جائیں کہ میں اَیسا کروں گا ۔

۳- "آزادی کا سُورج نِکلا"

اوپر کی بات کو سمجھاؤ ۔ کب ایسا ہوُا اور اس کا کیا نتیجہ ہوُا ؟

۴- نیند کے ماتے ، تن من ، کھیون ہار ۔

اوپر کے لفظوں کو سبق میں ڈھونڈو اور اُن پر نشان لگاؤ ۔ پھر وطن کی خدمت پر ان سے جُملے بناؤ ۔

عملی کام

اِس نظم کے وہ ٹکڑے زبانی یاد کر لو جو تمھیں پسند ہوں ۔

۷- خدا کے نام خط

ایک دن رمیش مدرسے سے آیا۔ کتابیں طاق میں رکھیں اور ماں سے کہنے لگا:-

ماتا جی! ماسٹر صاحب کہتے تھے۔ پرسوں ہولی ہے۔ دیکھئے۔ آپ نے ہمارے لئے کچھ بھی نہیں منگوایا۔ کپڑے نہ جوتے۔

رمیش کا باپ کئی برس ہوئے مر چکا تھا۔ رمیش کی ماں پہلے سے اُداس بیٹھی تھی۔ بچے کی یہ باتیں سُن کر اور بھی دل بھر آیا۔ مشکل سے ضبط کر کے بولی:-

ماں:- بیٹا! ابھی تو کئی دن پڑے ہیں۔ صبر سے کام لو۔ پرماتما دے گا۔

رمیش:- ماتا جی! آپ روز یہی کہہ دیتی ہیں۔ دیکھئے نا۔ شنکر کے پتا کل ہی شنکر کے لئے خوب صورت موزے اور گھنڈی دار جوتا۔ نئی نئی ٹوپی اور جانے کیا کیا لائے ہیں۔

ماں :۔ تُو کیوں دل تھوڑا کرتا ہے میرے لال!
تیرے پتا بھی تیرے لئے اچھّی اچھی چیزیں
بھیج دیں گے *
رمیش :۔ میرے پتا! میرے پتا کہاں ہیں؟
ماں :۔ آسمان پر رہتے ہیں *
رمیش :۔ ماتا جی! اُن کا نام کیا ہے؟
ماں بہت سوچ میں پڑی کہ کیا نام بتائے۔
کہنے لگی "بیٹے! اُن کا نام پرماتما ہے۔ مگر وہ
شریر لڑکوں کے پاس نہیں آتے"*
رمیش :۔ ماتا جی! میں تو کوئی شرارت بھی نہیں
کرتا *
ماں :۔ بھئی واہ! اپنی غریب ماں سے طرح طرح کی
چیزیں مانگتے ہو۔ اور جب وہ نہیں دے
سکتی تو خُوب ضِد کرتے ہو۔ اور شرارت
کسے کہتے ہیں *
رمیش :۔ میں ضد کرنا چھوڑ دُوں تو پتا جی
آ جائیں گے؟
ماں :۔ ہاں ضرور آئیں گے *
رمیش :۔ اور اچھّی اچھّی چیزیں بھی لائیں گے؟

ماں :- اور اپنے لال کے لئے اچھّی اچھّی چیزیں بھی لائیں گے۔

رمیش :- تو لیجئے۔ آج سے میں کبھی ضد نہیں کروں گا اور نہ کوئی چیز مانگوں گا۔

ماں :- شاباش بیٹا شاباش!

دوسرے دن صبح کو رمیش لیٹر بکس میں خط ڈال رہا تھا۔ لیٹر بکس کا منہ بہت اونچا تھا۔ بہت اُچک اُچک کر اُس تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا پر پہنچ نہ پاتا تھا۔ ایک شریف
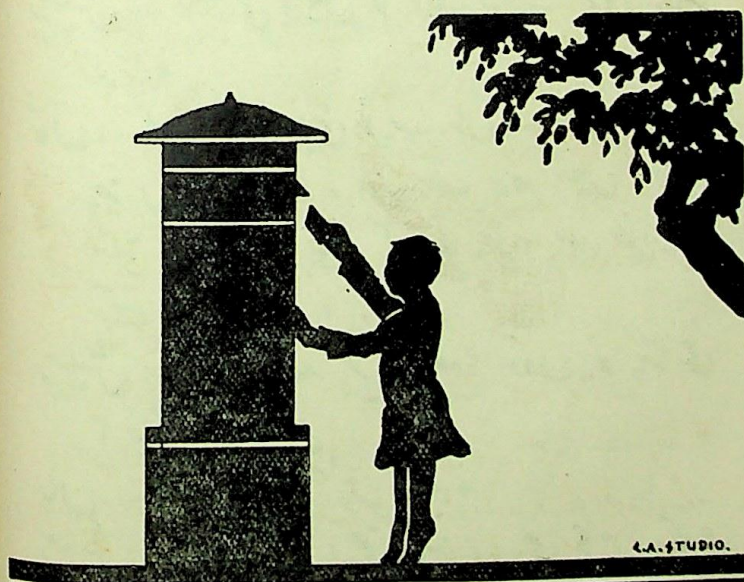
آدمی نے بچّے کو اس پریشانی میں دیکھا تو کہا "لاؤ - بیٹے، تُمھارا خط ہم ڈال دیں"۔ پتے پر نظر پڑی - تو لکھا تھا :-

"میرے اچھے پتا جی پرماتما کو ملے"۔

شریف آدمی بہت حیران ہوُا۔ اُس نے خط کھول لیا - اُس میں یہ عبارت تھی :-

" اچھّے پتا جی! آداب - ماتا جی کہتی تھیں۔ آپ بہت دنوں سے گھر نہیں آئے - ہمارا تو دیکھنے کو جی چاہتا ہے - اب تو میں نے شرارت بھی چھوڑ دی - ماتا جی سے کوئی چیز نہیں مانگتا - نہ ضد کرتا ہوں۔ اب تو آئیے گا؟ دیکھئے ہولی کے دن آئیے گا۔ اور دیکھئے میرے لیئے اچھّی اچھّی چیزیں ضرور لائیے گا - بس ایسی جیسی شنکر کے پتا شنکر کے لیئے لائے ہیں۔ نہیں تو وہ مجھے دکھا دکھا کر چڑائے گا - اچھّا آداب!"

آپ کا نیک بیٹا رمیش

ہولی کی صبح کو رمیش چارپائی پر لیٹا اپنے پتا کا انتظار کر رہا تھا کہ اب آتے ہوں گے - اب آتے ہوں گے۔ اِتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اَب رمیش

کو کہاں تاب تھی۔ چارپائی سے کُود، جلدی سے
کُنڈی کھولی۔ وہ شریف آدمی نئے نئے کپڑے۔
جُوتی۔ ٹوپی اور روپیہ لیئے کھڑا تھا۔ کہنے لگا:
"تمھارے پتا جی نے یہ سب چیزیں بھیجی ہیں۔
تمھارا خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور کہلا
بھیجا ہے کہ تم اسی طرح نیک بنے رہوگے،
اور اپنی ماتا جی کو دق نہ کروگے تو میں خود
بھی تمھارے پاس آؤں گا"۔

اب تو رمیش بابو مارے خُوشی کے ایک ٹانگ
سے اُچھلنے لگے۔

سوال

۱۔ رمیش نے ہولی کے دن ماں سے کیا مانگا؟
۲۔ رمیش کو اس کی ماں نے کیا جواب دیا؟
۳۔ رمیش نے پرماتما کو خط میں کیا لکھا؟
۴۔ وہ خط کس کے پاس پہنچا اور کیسے؟
۵۔ خط کا جواب رمیش کے پاس کیا آیا؟

مشق

۱ - اگر تم اپنی ماں کو دق نہ کروگے تو میں تمہارے پاس آؤں گا +

اوپر ایک جملہ لکھا گیا ہے - اصل میں یہ دو جملے ہیں - پہلا "اگر" سے شروع ہوتا ہے - دوسرا "تو" سے - تم بھی دو جملے ایسے بناؤ - جن میں اگر اور تو کا استعمال کرو +

۲ - نیچے کے لفظوں سے جملے بناؤ :-

ضد کرنا - صبر سے کام لینا - ضبط کرنا - سوچ میں پڑنا - دل بھر آنا +

۳ - چار ایسی چیزوں کے اسم لکھو - جنھیں تم خط لکھنے میں استعمال کرتے ہو +

۸- ہاتھی تولنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ سخت بیمار ہؤا - یہاں تک کہ جینے کی آس باقی نہ رہی - اُس نے یہ منّت مانی کہ اگر خُدا نے مجھے صحّت عطا فرما دی تو اُس کے نام پر ہاتھی کے وزن کے برابر روپیہ تول کر بھُوکے ننگے فقیروں کو خیرات کرُوں گا +

خُدائے تعالیٰ نے اُس پر رحم فرمایا - اور وُہ چند ہی دنوں میں اچھا ہوگیا - لیکن اب وہ حیران تھا کہ ہاتھی کو کیونکر تولے - اور اُس کا وزن معلوم کئے بغیر وہ منّت پُوری نہ کر سکتا تھا - دربار میں یوں تو بہت سے عقلمند موجود تھے - انھوں نے بہتیرا سوچا - لیکن کوئی بات بن نہ پڑی - اِس لئے کُل مُلک میں اشتہار دیا گیا کہ جو شخص ہاتھی کے برابر روپیہ تول کر دِکھائے گا، ہم اُسے انعام سے مالامال کر دیں گے +

انعام کے لالچ سے بہتیروں نے اپنی عقل پر زور ڈالا، ہزاروں جتن کئے۔ مگر کوئی صورت بن نہ آئی۔ کچھ مہینے اسی طرح گذر گئے۔ بادشاہ کو فکر ہوئی کہ زندگی کا بھروسا نہیں۔ منّت کا عہد خدا سے کر چکا ہوں۔ اس کا پورا کرنا اب مجھ پر فرض ہے۔ ہاتھی کو تولنے کی تدبیر کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اب کیا کیا جائے۔ ایک دن اسی شش و پنج میں تھا کہ ایک ملّاح خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی "جہاں پناہ! مجھے ایک تدبیر سوجھی ہے۔ اگر حضور روپے اور ہاتھی میرے ساتھ کر دیں تو اُمید ہے کہ میں دریا پر جا کر ہاتھی کے برابر روپیہ تول کر حضور کو دکھا سکوں گا"۔ یہ سُن کر بادشاہ بہت خوش ہوا۔ وزیر کو ہاتھی اور روپیہ ملّاح کے ساتھ کر دینے کا حکم دیا، اور خود بھی درباریوں کے ساتھ دریا کی طرف چلا۔ شہر میں یہ بات مشہور ہو گئی۔ اس لئے بہت سے تماشائی بھی دریا کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ، درباری اور عام لوگ

وہاں پہنچ گئے۔ تو ملّاح نے ناؤ کو کنارے
کے قریب لا کھڑا کیا۔ اور ہاتھی کو اس پر سوار
کر دیا۔ ہاتھی کے بوجھ سے ناؤ کا کچھ حصّہ پانی
میں ڈوب گیا۔ جہاں تک ناؤ پانی میں ڈوبی
تھی۔ وہاں ملّاح نے نشان کر دیا اور بادشاہ
سے عرض کی کہ حضور ہاتھی کا وزن اتنا ہے۔
کہ یہاں تک ناؤ کو پانی میں ڈبو دے۔ اس
کے بعد ناؤ میں روپیہ بھرنے کے لیئے کہا۔
بادشاہ کے حکم سے لوگ روپیہ ناؤ میں بھرنے
لگے۔ ناؤ پانی میں نیچے ہوتی گئی۔ جب نشان
تک پوری ناؤ ڈوب گئی تو ملّاح نے کہا۔
"بس اب ہاتھی کے وزن کے برابر ان روپیوں
کا وزن ہو گیا" بادشاہ اور درباری ملّاح کی
اس تدبیر سے بہت خوش ہوئے۔ اور اُس
کی عقل کی داد دی۔ اُسے اتنا انعام دیا کہ
وہ امیر و کبیر بن گیا۔ بادشاہ نے ناؤ میں بھرے
ہوئے روپئے یتیموں۔ بیواؤں۔ محتاجوں اور
بیکسوں میں تقسیم کرا دئے۔

بچّو! تم نے دیکھا۔ غور کرنے سے آدمی

کیسی کیسی مشکل باتوں کو حل کر لیتا ہے تم بھی کسی بات کو مشکل نہ جانو۔ سوچنے اور غور کرنے پر مشکل سے مشکل بات بھی سہل ہو جاتی ہے۔ پہلے ہاتھی کو تولنا سب کو دُشوار اور ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ لیکن ایک ملّاح نے سوچ سوچ کر اِس کی کیسی آسان تدبیر نکال لی۔ اگر تم بھی کسی ہُنر یا پیشے میں ترقّی کرنا چاہو تو غور و فکر کی عادت ڈالو۔ اِس سے تمہاری مُشکلیں حل ہو جائیں گی، اور دقّتیں دور ہو جائیں گی +

سوال

۱۔ بادشاہ نے کیا منّت مانی تھی؟
۲۔ منّت کے پورا کرنے میں بادشاہ کو کیا مشکل پیش آئی؟
۳۔ بادشاہ کی فکر کو کس شخص نے دُور کیا؟
۴۔ اُس نے کس طرح اِس فکر کو دُور کیا؟
۵۔ مشکل کے وقت تمہیں کیا کرنا چاہیئے؟

مشق

۱ - ہاتھی تولنا سب کو دشوار تھا - لیکن ایک ملّاح نے سوچ کر کیسی آسان تدبیر نکالی ۔

اوپر دو جملوں کو " لیکن " سے جوڑ دیا گیا ہے ۔ تم تین جملے ایسے بناؤ - جن میں سے ہر ایک جملے میں دو چھوٹے جھوٹے جملے ہوں - اور وہ دونوں ' لیکن ' سے جوڑے گئے ہوں ۔

۲ - ناؤ ہاتھی - ناؤ پر پانی کا نشان ۔

ناؤ روپیہ - ناؤ پر پانی کا نشان ۔

اوپر اشارے کے طور پر بتایا جاتا ہے کہ ہاتھی کیسے تولا گیا - تم اوپر کی دونوں باتوں کو پورا کرکے لکھو ۔

۳ - نیچے کے محاوروں سے جملے بناؤ ۔

مالا مال کر دینا - صورت بن جانا - عہد کرنا - شش و پنج میں ہونا - داد دینا ۔

۴ - نیچے کے لفظوں کے لغت میں دیکھو ۔

خوش حال - امیر کبیر - ہُنر - غور و فکر - وقت ۔

۹۔ حکیم اجمل خاں

ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ دلّی میں ایک بڑے نامی حکیم تھے۔ ہندو۔ مسلمان سب ان کی عزّت کرتے تھے۔ انھیں بڑا حکیم مانتے تھے اور اچھّا آدمی جانتے تھے۔ ان کا نام اجمل خاں تھا۔

حکیم صاحب ۱۸۶۴ئہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ترسٹھ سال کی عمر میں اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے ۱۹۲۷ئہ میں اس دُنیا سے اُٹھ گئے۔ اگر تمھیں حکیم صاحب کا تھوڑا سا حال بھی بتایا جائے تو کم سے کم تمھاری اس کتاب کے لگ بھگ ایک کتاب بن جائے۔ اس لئے ہم صرف دو چار باتیں بتائیں گے۔

۱۹۲۱ئہ تک لوگ حکیم صاحب کو بس ایک اچھّا حکیم ہی جانتے تھے۔ ان کی ٹکّر کا ہندوستان میں کوئی حکیم نہیں تھا۔ نوّابوں، راجاؤں سے ماہوار ہزاروں کی رقمیں بندھی ہوئی تھیں۔

دلّی سے باہر جانے کی ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس مُقرّر تھی۔ تم سمجھتے ہو گے۔ اتنا بڑا طبیب تو بس امیروں ہی کا علاج کر سکتا ہے۔ غریبوں کو بھلا اِس سے کیا فائدہ پہنچتا ہو گا۔ لیکن یہ بات نہیں ہے۔ ان کی نظر میں امیر و غریب سب برابر تھے۔ وہ جو کچھ کماتے، اپنے عزیزوں اور غریبوں کی مدد اُور قومی کاموں میں اُٹھا دیتے۔ دینے کا انداز ایسا ہوتا کہ ایک ہاتھ سے دیتے تو دُوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی اور لینے والا بھی شرمندہ نہ ہوتا۔ پھر یہ کہ دہلی اور اس کے آس پاس کسی امیر غریب کے گھر جاتے تو کبھی ایک پائی نہ لیتے۔ اِسی وجہ سے وہ بڑا طبیب جو راجاؤں اور نوّابوں کے محلّوں میں بزار رہا ہے۔ جاتا اکثر ٹوٹی ہوئی جھونپڑیوں میں بھی خدمت کرتا نظر آتا تھا۔ اس کی جیب سے بے شمار غریبوں کو دوائیں مُفت ملتی تھیں۔ اور ان کے تندرست ہونے تک ان کے لیئے پرہیزی کھانے کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔

ان کی قابلیت کی وجہ سے حکومت نے انھیں حاذق الملک کا خطاب دیا تھا۔ حکومت پر ان کا بہت اثر تھا +

۱۹۲۱ء میں ترکِ موالات کی تحریک شروع ہوئی تو حکیم صاحب بھی اس میں شریک ہو گئے۔ اپنا خطاب واپس کر دیا۔ حاکموں سے میل ملاپ چھوڑ دیا۔ حکیم صاحب بہت سمجھ دار آدمی تھے۔ ہر بات کی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ مزاج میں سنجیدگی تھی۔ اس لئے اوّل دن سے چوٹی کے لیڈروں میں گنے جانے لگے۔ اس زمانے میں لیڈری عزّت کمانے اور آرام پانے کا نام تو تھا نہیں۔ لیڈروں کو جیل جانا اور سختیاں اٹھانا پڑتی تھیں۔ حکیم صاحب سوچ سمجھ کر سیاست کے میدان میں آئے تھے۔ اس لئے انھوں نے بڑی بے جگری سے کام کیا اور آخر دم تک اپنے اس خیال پر جمے رہے +

قوم نے اپنی طرف سے انھیں مسیح الملک کا خطاب دیا۔ مسیح حضرت عیسیٰؑ کو کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ

خدا کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ اس لئے بیماروں کو اچھا کر دینے والے کو بھی مسیح کہا کرتے ہیں۔ یُوں تو مارنے اور جِلانے والا بس ایک خُدا ہے۔ لیکن آج بھی ہزاروں لاکھوں انسان اس ملک میں ایسے موجود ہیں، جو اپنی زندگیوں سے مایوس ہو چکے تھے اور حکیم صاحب کے ہاتھوں انھوں نے دوبارہ زندگی پائی۔

وہ لوگوں کی خدمت ہی کو سب سے بڑا کام سمجھتے تھے۔ خدمت کے موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حکیم صاحب رام پور سے دہلی جا رہے تھے۔ برسات کا زمانہ تھا۔ بارش شدّت سے ہوئی تھی۔ امروہے سے کوئی دو میل آگے ایک پُل کم زور ہو گیا تھا۔ اُس پُل پر سے حکیم صاحب کی گاڑی جانے والی تھی۔ ان کا ڈبّا انجن سے آٹھویں نمبر پر تھا۔ نوکر چاکر دو تین ڈبّے اور پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اگلے ڈبّوں میں ایک بارات دولھا دولھن اور بہت سے مسافر تھے۔ رات کا وقت تھا۔ بارش ہو رہی تھی۔ جونہی گاڑی پُل پر پہنچی، پُل

ٹوٹ گیا اور انجن ندی میں گر گیا۔ اس کے بعد ڈبّے ٹوٹنا شروع ہوئے۔ خدا کا کرنا ٹھیک حکیم صاحب کے ڈبّے پر آ کر گاڑی کٹ گئی، اور رُک گئی۔ ڈوبنے والوں کی چیخ پکار سے ایک کہرام مچ گیا۔ ساتھ ہی نوکر دَوڑا دوڑا حکیم صاحب کے ڈبّے میں آیا اور جگا کر خبر دی۔ اُنھوں نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اِدھر اُدھر نظر دَوڑائی۔ اور ننگے سر ننگے پاؤں جا کر قریب کے آم کے باغ سے لوگوں کو بلایا، اور ڈوبنے والوں کی جان بچانے کی فکر میں لگ گئے۔ جتنے لوگ نکلتے جاتے، اُن کے پیٹ کا پانی خود اپنے سامنے نکلواتے رہے۔ اپنے کپڑے ان مصیبت کے ماروں میں بانٹ دِئے۔ صبح ہوتے ہوتے جنھیں مرنا تھا مر گئے۔ جو بچ سکتے تھے بچ گئے۔ پھر حکیم صاحب اسی حالت میں پَیدل ہی امروہہ اسٹیشن پہنچے۔ یہ اس بڑے آدمی کا ایک معمولی سا واقعہ ہے۔ ان کی زندگی اَیسے بہت سے کارناموں سے بھری پڑی ہے +

ایک مرتبہ دہلی میں انفلوئینزا پھیلا۔ گھر گھر ماتم تھا۔ خاندان کے خاندان صاف ہو گئے۔ کوئی کسی کی خبر لینے والا نہ تھا۔ دلّی پہ ایسی آفت آئی کہ اچھّے اچھّوں کے اُوسان خطا ہو گئے۔ مگر ایسے نازک وقت میں حکیم صاحب لاریوں میں دوائیں بانٹتے پھرتے تھے۔ ان کو اپنی جان کی کچھ فکر نہ تھی +

ان کے ہاتھوں صرف غریب لوگوں ہی کو فائدہ نہ پہنچتا تھا۔ بلکہ قومی مدرسوں اور طرح طرح کے چھوٹے بڑے قومی کاموں کو بھی اُن کی ذات سے مدد مِلتی تھی +

ایور ویدک طبّی کالج دہلی تو بس اِن ہی کی کوششوں سے پھلا پھولا۔ انھوں نے اِس کالج کو اپنا دوا خانہ بھی دے ڈالا۔ جس کا نفع آج کل کوئی پونے دو لاکھ سالانہ ہے۔ آخری زمانے میں وہ اپنا زیادہ وقت جامعہ مِلّیہ کے کاموں میں لگاتے تھے۔ اس سے ان کو بہت سی اُمّیدیں تھیں +

حکیم اجمل خاں میں نئی تہذیب کی خُوبیاں

اور پُرانی تہذیب کی اچھائیاں سب جمع تھیں۔
وہ اپنی وضع کے بڑے پابند تھے۔ کبھی کوئی
بات وضعداری کے خلاف نہیں کرتے تھے۔
ریاکاری اور جھوٹ سے انھیں نفرت تھی۔
متانت کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی نے انھیں قہقہہ
مار کر ہنستے نہیں دیکھا۔ لڑنا جھگڑنا تو الگ
نوکروں تک سے سختی سے بات نہ کرتے تھے۔
ان کے ساتھ کوئی بہت زیادہ بُرائی کرتا تو
بہت غصّے کی حالت میں اگر کچھ کہتے تو صرف
اتنا کہ "یہ اچھا آدمی نہیں ہے"۔

جاڑے۔ گرمی۔ برسات ہر موسم میں ٹھیک
صبح چھ بجے گھر سے نکل آتے اور ہزاروں مریضوں
کو دیکھتے۔ مریضوں کی اُوٹ پٹانگ باتیں سُنتے،
مگر پیشانی پر بل نہ لاتے۔ ان کے اس عام
دربار میں چھوٹے بڑے کی تمیز نہ تھی۔ امیر ہو
یا غریب سب کو باری باری دیکھتے۔

ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ آج
حکیم اجمل خاں نہیں ہیں۔ لیکن اُن کی یاد
کروڑوں دلوں میں زندہ ہے۔ نیکی کا پیڑ دل

میں جڑ پکڑتا ہے اور کبھی نہیں اُکھڑتا +

سوال

۱ - کیا وجہ تھی کہ حکیم صاحب کی عزّت ہندو۔مسلمان دونوں کرتے تھے ؟

۲ - اپنی کمائی اور اپنی قابلیّت سے حکیم صاحب غریبوں کو کیا فائدہ پہنچاتے تھے ؟

۳ - ۱۹۲۱ء میں حکیم صاحب نے کس طرح اپنے مُلک کا ساتھ دیا ؟

۴ - حکیم صاحب کس وجہ سے چوٹی کے لیڈروں میں گنے جانے لگے ؟

۵ - قوم نے حکیم صاحب کو مسیح المُلک کا خطاب کیوں دیا ؟

۶ - امروہے کے قریب ریل کے مُسافروں کی مصیبت میں حکیم صاحب نے کیا مدد دی تھی ؟

۷ - دہلی میں حکیم صاحب کی کیا کیا یادگاریں ہیں ؟ اور وہ کیوں مشہور ہیں ؟

مشق

۱ ۔ ماہوار ۔ روزانہ ۔

اوپر کے دو لفظ تُم نے سبق میں پڑھے ۔ ایسے ہی دو لفظ اور ہیں ؛ ہفتہ وار اور سالانہ ۔ اب تم اِن چاروں لفظوں کے معنی معلوم کرو اور اُن سے جُملے بناؤ ۔

۲ ۔ حاذق الملک ۔ مسیح الملک ۔

اوپر دو لفظ تمہارے سبق میں آئے ہیں ۔ ایسا ہی ایک لفظ ہے شفاء الملک ۔ اب تم تینوں کے معنی معلوم کرو اور اپنی کاپی میں لکھو ۔

۳ ۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں سے جُملے بناؤ :۔

بے شمار ۔ تحریک ۔ ریاکاری ۔ بے جگری ۔ آخری دم تک ۔ جڑ پکڑنا ۔

۴ ۔ نیچے دو خانے بنے ہوئے ہیں ۔ ایک اسم کا ۔ اور ایک صفت کا ۔ اِسم کے خانے میں تمہارے سبق کے چند اسم لکھے جاتے ہیں ۔ تُم غور کرکے ان اسموں سے بننے والی صفتیں دوسرے

خانے میں لکھ دو :-

اسم	صفت
قابلیت	
سمجھ	
بیماری	
فائدہ	
غصّہ	

عملی کام

حکیم اجمل خاں کی تصویر، طبّیہ کالج اور جامعہ ملیہ کی تصویریں جمع کرو۔

۱۰- ہمدردی

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا
بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی
اڑنے چگنے میں دن گزارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک
ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا
سن کے بلبل کی آہ و زاری
جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے
کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری
میں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل
چمکا کے مجھے دیا بنایا
ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

(اقبال)

سوال

۱ - بُلبل کہاں بیٹھا تھا ؟
۲ - وہ کیوں اداس بیٹھا تھا ؟
۳ - اُس کی بات سُن کر کون آیا ؟
۴ - اُس نے بُلبل کی کیا مدد کی ؟
۵ - اچھّے لوگ کون ہیں ؟
۶ - اچھا بننے کے لئے تم کیا کروگے ؟

مشق

نیچے کے جُملوں میں اُلٹ پُلٹ کر لفظ لکھے ہیں۔ تم لفظوں کو ٹھیک جگہ پر رکھ کر صحیح جملے بناؤ :-

۱ - بُلبل تھا کوئی اُداس بیٹھا +
۲ - پہنچوں کس طرح آشیاں تک +
۳ - آتے ہیں جو کام دوسروں کے +
۴ - چمکا کے مجھے دِیا بنایا +

۱۱- کھادی نگر

ہمارا مدت سے کھادی نگر دیکھنے کا خیال تھا لیکن جانے کی نوبت نہ آتی تھی۔ جب دسمبر کی چھٹیاں آئیں تو ریل کا کرایہ کم ہو گیا۔ ہم نے بھی کھادی نگر جانے کا ارادہ کر لیا +

۲۱ دسمبر کو ½۴ بجے دہلی کے بڑے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ گاڑی کھڑی ہی تھی۔ ہم جلدی سے اُس میں بیٹھ گئے اور ایک خالی سیٹ پر اپنا بستر بچھا لیا +

ٹھیک ۵ بج کر ۳۰ منٹ پر ہماری گاڑی چل پڑی اور دوسرے روز ٹھیک ½۵ بجے شام کو ہم کھادی نگر پہنچ گئے۔ تانگہ کیا، اور وہاں سے تین میل پر شہر پہنچے۔ رات کو وہیں ٹھہرے۔ دوسرے دن ایک شخص کو ساتھ لے کر ہم اُس جگہ گئے، جہاں کھادی کا کارخانہ ہے +

ہمارے ساتھی کا نام جیون تھا۔ سب سے

پہلے جیون ہمیں اُس جگہ لے گیا، جہاں چرخی سے کپاس کی رُوئی اور بنولے الگ الگ کئے جا رہے تھے +

چرخی میں دو ڈنڈے لگے ہوتے ہیں ، جو ایک دوسرے سے مختلف سمت میں گھومتے ہیں - اِس لئے کپاس کے ریشے دونوں ڈنڈوں کے بیچ میں آ کر کھنچ جاتے ہیں - اور بنولے الگ اور رُوئی الگ ہو جاتی ہے +

وہاں کئی آدمی چرخی پر کام کر رہے تھے۔ اس کام کو اوٹنا کہتے ہیں - ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کی چرخی میں بنولے دب کر ٹوٹ ٹوٹ جاتے تھے۔اور کام ٹھیک نہیں ہو رہا تھا -ہم نے جیون سے پُوچھا۔" بھئی ! یہ کیا بات ہے ؟" جیون بولا۔" چرخی میں بنولے ٹوٹنے کے دو سبب ہیں - ایک تو یہ کہ کام شروع کرنے سے پہلے کپاس اگر دُھوپ میں نہ سُکھائی جائے اور بنولے میں نمی رہ جائے تو بنولے ٹوٹتے ہیں - دوسرے یہ کہ اِن اُلٹے سیدھے ڈنڈوں کی پکڑ اگر ٹھیک نہ ہو، تب

بھی بنولے ٹوٹنے لگتے ہیں +

ہم آگے بڑھے تو ایک صاحب رُوئی اور بنولے کی 'جھڑنی' دیکھ رہے تھے ۔ ہم نے جیون سے پوچھا ۔" بھئی ! یہ جھڑنی کسے کہتے ہیں ؟" جیون بولا ۔" کپاس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ روئی کتنی ہوئی اور بنولا کتنا نکلا ۔ اس کو جھڑنی کہتے ہیں ۔ جس کپاس سے رُوئی زیادہ نکلے اور بنولا کم ، وہ اچھّی مانی جاتی ہے "۔

جب ہم اور آگے بڑھے تو جیون ہمیں ایک بند کمرے میں لے گیا ، جہاں کچھ لڑکے رُوئی دُھن رہے تھے ۔ کمرہ بند اِس لئے رکھا جاتا ہے کہ روئی دھننے کے وقت ہوا نہ لگے ۔ اگر ہوا آتی رہے تو ریشے اُڑ جاتے ہیں ۔ اِن کی دھنکیاں دیکھ کر ہمیں حیرت ہوئی ۔ کیونکہ ہمارے گھروں پر لحاف اور توشک بھرنے کے لئے جو دُھنئے آتے ہیں ، ان کے پاس لمبی دُھنکی ہوتی ہے ۔ اور اس میں موٹی سی تانت لگی ہوتی ہے ۔ مگر ہم نے دیکھا کہ یہ بہت چھوٹی چھوٹی دُھنکیاں ہیں ۔ اور ان میں تانت

بھی باریک لگی ہوئی ہے - ان کا دستہ بھی اتنا بڑا اور موٹا نہیں ہوتا، جتنا ہمارے دُھنئے کا ہوتا ہے اور یہ بھی دیکھا کہ ہمارا دُھنیا تو زمین پر ہی رُوئی دُھنتا ہے، مگر یہاں سُوراخ دار چٹائی پر روئی دُھنی جا رہی تھی۔

ہم نے جیون سے پُوچھا "چٹائی پر روئی کیوں دُھنی جا رہی ہے؟" جیون بولا۔ "چٹائی پر روئی رکھ کر دُھننے سے روئی کا کچرا چٹائی کے سُوراخوں سے نِکل کر نیچے گر پڑتا ہے۔ اَور روئی صاف ہو جاتی ہے"۔ دُھنی ہُوئی روئی دیکھ کر ہم بہت خوش ہوئے۔ روئی کا ایک ایک ریشہ الگ الگ ہو گیا تھا۔ پُرانے زمانے کے دھنیئے پُونی بنانے کے لئے پیڑے اَور ہتّے سے کام نہیں لیتے تھے۔ بلکہ بانس کی کھپچّی کو گاؤ دُم چھیل کر دُھنی ہوئی روئی اس پر لپیٹتے تھے، اور روئی ہاتھ سے دبا کر پُونی بناتے تھے۔ یہاں ہم نے دیکھا کہ ایک پیڑے پر روئی رکھ کر اس پر لوہے کی ایک سِلاخ رکھتے تھے اور ہتّے سے اُسے دبا کر

سلاخ پر روئی جماتے ہُوئے سلاخ گھماتے اور جب روئی چاروں طرف سے لپٹ کر ہموار جم جاتی تو سلاخ اُس میں سے کھینچ لیتے +

اب جیون ہمیں ان غریب لوگوں کی جھونپڑیوں کی طرف لے گیا۔ جہاں مرد، عورت بچّے، بوڑھے اَور جوان سب ہی سُوت کات رہے تھے۔ بعض تکلی سے اور بعض چرخے سے۔ کتنا دل لگا کر سُوت کات رہے تھے۔ اور سُوت بھی کیسا اچھّا تھا۔ ایک کاتنے والی بُڑھیا سے ہم نے پوچھا۔" تم روز کتنا کاتتی ہو؟" بُڑھیا بولی "مَیں روز بیس نمبر کا پانچ تولے سُوت کاتتی ہوں۔" ہم نے پوچھا" مزدوری کیا ملتی ہَے؟" وہ بولی۔" چار آنے"۔ یہ سُن کر ہم حیرت میں رہ گئے کہ پانچ تولے سُوت کاتنے کی مزدوری چار آنے کیوں کر دی جاتی ہَے؟"

بُڑھیا نے کہا" صاحب! پہلے ہمیں اتنے ہی سُوت کی مزدوری $1\frac{1}{2}$ آنہ ملتی تھی۔ مگر اب مزدوری بڑھا دی گئی ہَے۔ تاکہ ہمارا

پیٹ بھر سکے۔ اب ہمارے بال بچے خوش ہیں
اور آرام سے گزر ہوتی ہے"۔

کھادی اتنی مہنگی کیوں ہوتی ہے۔ یہ بات
اب ہماری سمجھ میں آئی اور یہ معلوم کرکے دل
کو بڑا اطمینان ہوا کہ کھادی خریدنے سے ہمارا
پیسہ غریبوں کے پاس جاتا ہے۔

اب ہم 'بنائی گھر' کی طرف چلے۔ راستے میں
ہم نے دیکھا کہ تانا تنا جا رہا ہے۔ سوت کھولا
جا رہا ہے۔ 'بنائی گھر' کی عمارت پکّی بنی ہے۔
وہاں نئے طریقے کے بیس پچیس کرگھے چل
رہے تھے۔ کسی پر دھوتی۔ کسی پر کھادی،
کسی پر ساڑی، کسی پر کچھ، کسی پر کچھ،
کھٹا کھٹ بُنا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر ہم وہاں
کھڑے رہے۔ پھر لوٹ آئے۔

چند روز اِسی طرح اِدھر اُدھر کی سیر کرنے
کے بعد جب ہماری چھٹیاں ختم ہونے کو
آئیں تو ہم دہلی واپس آ گئے۔ سچ پوچھو تو
اس سفر سے ہم کو بہت سی باتیں معلوم
ہوئیں۔

سوال

۱- چرخی بنولوں کو کپاس سے کیسے الگ کرتی ہے؟
۲- بنولے کی جھڑائی کیا ہوتی ہے؟ اِس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟
۳- ہمارے یہاں کے دُھنیوں کی دُھنکی اور کھادی گھر کی دُھنکیوں میں کیا فرق ہے؟
۴- دُھنکی ہوئی روئی سے پونیاں کیسے بنائی جاتی ہیں؟
۵- کھادی گھر میں دن بھر میں ایک آدمی کتنا سُوت کات لیتا ہے اور اُسے کتنی مزدوری ملتی ہے؟
۶- کھادی مہنگی کیوں ہوتی ہے؟

مشق

۱- چرخی - دُھنکی ، پونی ، تکلی ، کرگھا -
کپاس سے کپڑا اوپر کی چیزوں کی مدد سے

تیّار کیا جاتا ہے۔ تم ہر چیز کا کام ایک ایک
جملے میں اپنی کاپی میں لکھ دو +

۲۔ نیچے لکھی ہوئی باتوں کا کیا نتیجہ ہوگا :-
(الف) اگر نم کپاس چرخی میں اوٹی
جائے +
(ب) اگر روئی دُھننے کے کمرے کو بند نہ کیا
جائے +
(ج) اگر دُھنی ہوئی روئی کو سوراخوں والی
چٹائی پر نہ ڈالا جائے +
(د) اگر مزدوروں کو زیادہ مزدوری نہ دی
جائے +

۳۔ ایسے آدمی کو تم کیا کہوگے ؟ :-
جس کی تندرستی اچھی ہو +
جو عقل کی باتیں کرتا ہو +
جو سچ بولتا ہو +
جو ہمیشہ نیکی کرتا ہو +
جس کے پاس بہت دولت ہو +

عملی کام

تُمھارے مدرسے میں اگر کاتنے بننے کا کام نہ ہوتا ہو تو اپنے گاؤں یا شہر کے کسی کھادی گھر میں جا کر دیکھو کہ روئی کیسے اوٹی جاتی ہے، کیسے دُھنکی جاتی ہے، کیسے کاتی جاتی ہے اور کیسے کپڑا بُنا جاتا ہے۔

١٢- دُنیا کی کہانی

رات کو جب بجلی اور کُہر نہ ہو۔ تو نیلے نیلے آسمان میں چھوٹے بڑے ستارے کیسے جھلکے ہوتے ہیں۔ اور کس مزے سے چم چم چم چم کرتے ہیں۔ یوں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی جوہری نے ایک خوبصورت نیلے رنگ کے گنبد میں برابر برابر ہیرے جڑ دئے ہیں۔ مگر لوگوں نے پتہ چلا لیا ہے کہ ان میں سے کوئی ہم سے دُور ہے، کوئی پاس۔ یہ پاس والے بھی ہم سے اتنی دُور ہیں کہ اگر میلوں، کوسوں میں ان کا فاصلہ بتایا جائے تو تصوّر میں نہیں آتا۔ اور جو دُور ہیں، ان کا تو کہنا ہی کیا۔ غرض بہت دُور تک ستاروں کی یہ آبادی چلی گئی ہے۔ اور سب اپنی بلندی سے ہر وقت ہمارا حال دیکھتے رہتے ہیں۔ ہماری آواز تو شاید ان تک نہیں پہنچتی ہوگی، مگر دیکھتے دیکھتے انھیں ایسی اٹکل ہو گئی ہے کہ ہمارے چلنے پھرنے

کا حال بلکہ ہمارے دل تک کی باتیں جان لیتے ہیں۔ اِن میں سے بعض کو تو دنیا کا تماشا، ہمارا کھیل کود، ہمارا کام کاج، ہماری لڑائی بھڑائی دیکھتے میں ایسا مزا آنے لگا ہے کہ اگر کبھی تھوڑی دیر کو بھی اسے نہیں دیکھ پاتے تو بے چین ہونے لگتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ برسات کے بادل کئی دن سے ہماری زمین پر چھائے ہوئے تھے۔ اُدھر ستاروں کا ایک جھُنڈ تھا۔ بہت سے ننھے ننھے تاروں نے مل کر اپنی نانی امّاں سے جو ایک کونے میں بیٹھی چرخہ کات رہی تھیں، کہا "نانی اماں! نانی امّاں! اب تو یہاں جی گھبراتا ہے۔ کتنے دن سے اِن چھوٹے چھوٹے پاؤں والوں کا تماشا بھی نہیں دکھائی دیتا۔ نانی اماں! کوئی کہانی ہی سُناؤ۔ جو وقت کٹے"۔ نانی اماں بولیں "اچھا بچّو اچھا، مَیں ذرا دو پونیاں کات لوں پھر کہانی سُناتی ہوں" "نہیں نہیں نانی اماں! تم جانے دو پُونیاں کتنی دیر میں کات پاؤگی اب گھڑی گھڑی تو تمھارا تاگا ٹوٹ جاتا ہے۔

نانی اماں کاتتی بھی جاؤ اور کہانی بھی کہتی
جاؤ"۔ بڑی بی نے کہا " بیٹا ایسی بھی کیا بے
صبری۔ مَیں ابھی دم بھر میں یہ دونوں پونیاں
کات لُوں اور پھر کہانی شروع کر دوں گی"۔
"نہیں نانی امّاں نہیں"۔ سب چلّائے "ہمارا تو
جی گھبراتا ہے"۔ نانی امّاں مسکرائیں اور کہا۔
"اچّھا تمھاری خوشی۔ تو پھر میں کاتتے جاؤں گی۔
اور کہانی بھی کہتی جاؤں گی۔ مگر سنو میری نگاہ
ذرا ٹھیک نہیں رہی ہے۔ نئی پُونی سے
دھاگا نکالنے میں یا تو تار ٹوٹ جاتا ہے، یا
زیادہ بل کھا جاتا ہے۔ اس میں مجھے ذرا
دیر لگتی ہے۔ کہانی اتنی دیر رُک جایا کرے گی
پھر نہ چلّانا کہ نانی امّاں رُکو مت"۔ سب
نے کہا "ہاں ہاں اتنی دیر کو رُک جایا کرنا۔
ہم چُپ رہیں گے۔ مگر نانی امّاں! یہ تو بتاؤ
کون سی کہانی سناؤ گی؟" نانی امّاں نے کہا " اچّھا
آج تمھیں اُن دو پاؤں والوں کی کہانی سناؤں
جو اس چھوٹے سے گولے پر اِدھر اُدھر پھدکتے
پھرتے ہیں۔ اس کہانی کا نام ہے " آدمی کی

کہانی " ہاں ہاں ضرور۔ نانی اماں! سچ سچ بتاؤ تو یہ ہیں کون لوگ۔ اور یہ چھوٹا سا گولا جس پر یہ بستے ہیں کیا ہے؟" نانی اماں نے کہا "اچھا سنو۔ یہ جو تمہیں چھوٹا گولہ نظر آتا ہے۔ یہ اتنا چھوٹا نہیں۔ جتنا تم سمجھتے ہو۔ ہم لوگ اس سے بہت دور ہیں۔ اس لئے یہ اتنا ننھا سا لگتا ہے۔ دیکھو میری جو یہ بڑی بڑی پونیاں ہیں، ان میں سے ایک پونی سے ۵۰۰ میل لمبا تاگا نکالتی ہوں۔ ایسی ایسی پچاس پونیوں سے تاگا نکالوں تب کہیں اتنا لمبا ہو کہ اس گولے کے ارد گرد لپٹ سکے۔ تم اتنا حساب تو جانتے ہی ہو۔ پانچ پانچ سو میل کے پچاس لمبے تاگے ملاؤ، تو پچیس ہزار میل لمبا تاگا بنے گا۔ ہاں تو اس گولے کے چاروں طرف ۲۵ ہزار میل کا تاگا لپٹ سکتا ہے۔ اور میری پرنانی کہتی تھیں کہ ایک دفعہ ہمارے پڑوس کے ایک جنّ کو غصہ آیا تھا تو اُس نے اس گولے پر ایک بہت بڑا تیر چلایا تھا۔ ایسا کہ زمین کے بیچ سے

آر پار ہو گیا تھا۔ ایک سرا اِدھر تھا، ایک اُدھر۔ پرنانی کہتی تھیں کہ وہ تیر کوئی آٹھ ہزار میل کا تھا۔ تو جس گولے کے گرد پچیس ہزار میل تاگا لپٹ جائے اور جس کے بیچ میں آٹھ ہزار میل لمبا تیر سما جائے وُہ خاصا بڑا گولا ہوُا۔ اس پر یہ ننھے سے دو پاؤں والے پھرتے ہیں۔ ان میں سے کروڑوں تو ایسے ہیں جو اپنے گھر سے دس پانچ کوس سے زیادہ اِدھر اُدھر نہیں گئے۔ اَور دوسرے بہت گئے تو دو چار ہزار میل۔ اب کہیں پچھلے دنوں میں ان میں سے بعض نے بہت چلنا پھرنا شروع کیا۔ تو بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جنھوں نے سارے گولے کی سیر کر لی ہے۔ اب ان کو معلوم ہو گیا ہے، کہ ان کی دنیا گول ہے۔ ہوُا یہ کہ اِن میں سے کچھ لوگ ایک جگہ سے چلے اور ناک کی سیدھ چلتے چلے گئے۔ تو یہ پھر اسی جگہ پہنچ گئے، جہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ پہلے یہ لوگ سمجھا کرتے تھے کہ ہماری زمین ایک چپٹا سا میدان ہے۔ جس کے گرداگرد سمندر کا پانی

ہے ۔

پر نانی بتاتی تھیں کہ زمین اور سُورج کے بیچ میں کوئی نو کروڑ میل کا فاصلہ ہے۔ زمین جیسے گیارہ ہزار گولے مِلا مِلا کر رکھو تو کہیں جا کر زمین سے سُورج تک پہنچ سکو۔ اور ہم تم تو ان لوگوں سے بہت ہی دُور ہیں۔ ہمارا تو ان کے سُورج تک سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہمارا اپنا سورج ہے الگ اور ہماری ساری دنیا ہی اور ہے۔ اور ایسی ایسی نہ جانیں۔ کتنی کروڑوں اور دنیائیں ہیں"۔

"اچھا تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہم ان گولوں سے کتنی دُور ہیں"؟ "نہیں نانی اماں! ہم کیا جانیں تم بتاؤ"! چھوٹے چھوٹے تاروں نے کہا۔ "دیکھو میں نے تمھیں سُورج اور زمین کا فاصلہ تو بتا دیا۔ جتنا فاصلہ زمین اور زمین والوں کے سورج میں ہے۔ وَیسے وَیسے پچّیس لاکھ فاصلے ہم میں اور ان میں ہیں۔ جو حکمت اور قدرت والا ان کی، ہماری اور ساری بے گنتی دُنیاؤں کی دیکھ بھال کرتا ہے، اُس

نے اِس چھوٹے سے گولے زمین پر ان دو پاؤں والے جانوروں کو بسایا ہے کہ اس پر پھریں، چلیں۔ اور اس کے حکم بجا لائیں ؛

سوال

۱۔ نانی اماں نے چھوٹے ستاروں کو کون سی کہانی سُنائی ؟

۲۔ وہ گولہ کون سا ہے۔ جس کا نانی اماں نے کہانی میں حال بتایا ؟

۳۔ اس گولے کی گولائی کتنی ہوگی ؟

۴۔ لوگوں نے یہ کیسے جانا کہ دنیا گول ہے ؟

۵۔ پہلے کے لوگ دنیا کو کیا سمجھتے تھے ؟

مشق

۱۔ کھیل کود۔ کام کاج ، لڑائی بھڑائی ، دیکھ بھال ؛

اوپر کے محاوروں کو سبق میں پڑھ کر ان پر نشان لگاؤ۔ اور تم بھی ان سے جملے بناؤ ؛

۲۔ سبق کے شروع میں ستاروں کو کس چیز سے مثال دی گئی ہے۔ وہ جملے ڈھونڈ کر اپنی کاپی میں لکھ لو ؛

۳۔ دنیا کی گولائی اپنی کاپی میں لکھ لو۔ وہ فاصلے بھی لکھ لو جو زمین سے سورج تک اور سورج سے ستاروں کی دُنیا تک ہیں ؛

عملی کام

آج اپنے مدرسے کی سب سے اونچی دیوار کو ناپ کر یہ معلوم کرو کہ وہ کتنے گز اُونچی ہے۔ پھر یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ ایک فرلانگ کی اونچائی کتنی ہوتی ہے اور پھر ایک میل کی ؛

تمھارے استاد تمھیں سبق پڑھاتے وقت گلوب (زمین کا گولہ) دکھائیں گے۔ غور سے دیکھو۔ اِس پر خشکی اور پانی کہاں کہاں ہیں ؛

۱۳- خلیفہ ہارون رشید

ہندوستان کے شمال مغرب کی طرف ایک
مُلک ہے - عراق - وہاں مسلمان بادشاہ حکومت
کرتے تھے - بغداد عراق کا ایک مشہور شہر
اور دارالسلطنت ہے - اب سے کئی
سَو برس پہلے بغداد میں ایک بادشاہ
ہارون رشید تھے - یہ بڑے مشہور
بادشاہ گذرے ہیں - آج کے سبق میں
تم انہی کا حال پڑھو گے ؛

ہارون رشید بغداد کے عباسی خلفا میں پانچویں
خلیفہ ہوئے ہیں - وہ بڑی شان شوکت کے بادشاہ
تھے - ان کے زمانے میں اسلامی سلطنت اتنی
بڑھی کہ پہلے کبھی اتنی ترقی نہ ہوئی تھی - ہارون
رشید سچے پاکباز اور پکے مُسلمان تھے - مذہبی
عقیدوں اور حکموں کو دل سے مانتے اور اُن
کی پابندی کرتے تھے ایک سال بیچ حج کو جاتے
اور حج کا سفر پیدل کرتے - جس سال حج کو نہ

جا سکتے تو اپنی جگہ تین سَو آدمیوں کو بہت
شاندار ساز و سامان کے ساتھ بھیجتے۔ نماز،
روزے کے بھی بہت پابند تھے۔ ہاروں کی فیاضی
مشہور ہے۔ وہ خود بڑے عالم فاضل تھے اور عالموں
حکیموں اور شاعروں کی صحبت میں اُن کا جی بہت
لگتا تھا۔ ایسے لوگوں کو دل کھول کر دیتے
دلاتے تھے اور اُن کی دل سے عزّت کرتے تھے۔
دنیا بھر کے عالم فاضل بغداد میں اکٹھا کر لئے
تھے۔ "بیت الحکمت" نام سے ایک محکمہ قائم
کیا تھا۔ جس میں پارسی۔ عیسائی۔ یہودی اور
ہندو عالم نوکر تھے۔ یہ تصنیف اور ترجمے کا
کام کرتے تھے۔ اُن دنوں امام مالکؒ ایک
بہت بڑے عالم تھے۔ بڑے بڑے عالم اور امام
ان کے شاگرد تھے۔ ہاروں نے اُن سے درخواست
کی کہ شاہی محل میں تشریف لا کر شہزادوں کو
تعلیم دیا کریں۔ امام صاحب نے کہلا بھیجا کہ
علم کے پاس لوگ خود آتے ہیں۔ وہ دُوسروں
کے پاس نہیں جاتا۔ پھر غیرت دلائی کہ یہ علم
تمھارے ہی گھر سے نکلا ہے۔ اب جو تم ہی

اس کی عزت نہ کروگے تو وہ کیسے عزّت پائے گا۔
ہارون خوشی خوشی یہ بات مان گئے اور شہزادوں
کو حکم دِیا کہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر
ہُوا کرو ۔

شہزادوں میں مامون بہت لائق اور علم کا
شائق تھا۔ ایک دفعہ مامون نے ایک عرضی نظم
میں لکھ کر دی۔ ہاروں کو خبر نہ تھی کِہ ماموں
شعر بھی کہتا ہے۔ ہاروں پڑھ کر خوش تو ہوئے
مگر جواب میں یہ لِکھا: "پیارے بیٹے! تم کو
شعر سے کیا کام؟ شعر عام لوگوں کے لئے تو
باعثِ فخر ہے۔ مگر بڑے لوگوں کے لئے کچھ
عزّت کی بات نہیں" ۔

مامون علم اور عالموں کی قدر دانی میں باپ
سے بڑھ گئے۔ یوں تو وہ سلطنت کا ہر کام
پُوری توجّہ اور بڑی خوبی سے چلاتے، لیکن علمی
باتیں اُنہیں دِل سے بھاتیں۔ جن بادشاہوں سے
دوستانہ تھا۔ وہ اُنہیں تحفے بھی اسی قسم کے
بھیجتے تھے۔ ہندوستان کے ایک راجہ نے اپنی
ریاست کے مشہُور حکیم ردیان کو بھیجا۔ اُور خط

میں لکھا کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر مفید، نامور اور معزّز تحفہ نہیں ہو سکتا۔ مامُون نے پرکھا اور جانچا تو سچ مچ روبان کو ایسا ہی پایا۔

مامون نے دنیا بھر کی کتابیں منگا منگا کر ان کے ترجمے کرائے۔ بڑے بڑے فاضل ترجمے کا کام کرتے۔ ان میں سے اکثر کی تنخواہ ڈھائی ڈھائی ہزار روپیہ مہینہ تھی۔ مامون ان عالموں کو تنخواہ کے سوا بے حساب انعام اکرام دیتے مشہور ہے کہ ہر کتاب کے ترجمے کے بدلے کتاب کے بوجھ کے برابر سونا تول کے دیتے تھے۔

غرض ہارون اور ان کے سپوت بیٹے مامون نے علم اور علم والوں کی ایسی قدر کی جو آج بھی حیرت سے دیکھی جاتی ہے۔

سوال

۱۔ ہم کس طرح یہ کہ سکتے ہیں کہ ہارون رشید پکّے مسلمان تھے؟

۲- عالموں کے ساتھ ہارون کیسا برتاؤ کرتے تھے؟
۳- بَیتُ الحِکمت کیا تھا ؟
۴- امام مالک کون تھے ؟
۵- ہارون نے امام مالک سے کیا درخواست کی؟
۶- ان کے جواب سے ہارون خفا کیوں نہ ہوئے؟
۷- مامون رشید ہارون رشید کا کون تھا ؟
۸- مامون رشید کے دربار میں ہندوستان کے راجہ نے کیا تحفہ بھیجا ؟

مشق

۱- سبق میں امام مالک کا جواب ڈھونڈو - اور اسے خوش خط اپنی کاپی میں لکھو ؛
۲- خلیفہ کی جمع ہے خلفاء - اسی طرح غریب کی غرباء - امیر کی جمع ہے اُمرا -
تم اپنی کاپی میں دو خانے بناؤ - ایک واحد کے لئے اور ایک جمع کے لئے - اور اوپر کے تینوں الفاظ ان میں لکھ لو ؛
۳- نیچے کے لفظوں کے معنی لغت میں دیکھو ؛
شوکت - پاکباز - شائق - فخر - حیرت ؛

۴۔ نیچے کے محاوروں سے جملے بناؤ :۔
غیرت دلانا ۔ پرکھنا ۔ بے حساب ؞

۵۔ نیچے کے جملوں میں خالی جگھوں پر ایسے الفاظ
لکھ دو جو صفت ہوں :۔
ہاروں رشید .... مسلمان تھے ؞
ہاروں کے زمانے میں امام مالک ایک .....
..... عالم گذرے ہیں ؞
ہارون کا بیٹا ماموں رشید بھی ....
بادشاہ تھا ؞

۱۴- آدھی مُلاقات

باپ۔ اتنے دن ہو گئے۔ سلیم نے علی گڑھ سے کوئی خط ہی نہیں بھیجا۔ نعیم! تم نے بھی انھیں کوئی خط لکھا؟

نعیم۔ جی نہیں مَیں نے تو نہیں لکھا ہے۔

باپ۔ اچھا تو ابھی لکھ دو۔

نعیم۔ بہت اچھّا۔

باپ۔ ہَیں ہَیں! یہ کیا؟ کاپی کے ورق پھاڑ رہے ہو۔ کاپی خراب ہو جائے گی۔ دیکھو میری میز پر خط لکھنے کا پیڈ رکھا ہے۔ سنبھال کر اٹھا لاؤ۔

نعیم۔ ابّا! یہ تو بڑے خوب صُورت رنگ کا کاغذ ہے۔

باپ۔ ایسے ہی کاغذ پر خط لکھتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو سادہ کاغذ لے لینا چاہیے۔

نعیم۔ بہت اچھّا۔

(لکھنے لگتا ہے)

باپ - ارے تم نے اوپر اپنا پتہ تو لکھا ہی نہیں ٭
نعیم - کیسے لکھوں ؟
باپ - تم کس محلّے میں رہتے ہو ؟
نعیم - شاہ آباد میں ٭
باپ - شہر ؟
نعیم - بریلی -
باپ - آج تاریخ کون سی ہے ؟
نعیم - ۲۲ جنوری ٭
باپ - اچھا تو اوپر سیدھے کونے پر اس طرح لکھو :-

محلہ شاہ آباد
بریلی
۲۲ر جنوری ۱۹۳۹ء

نعیم - لکھ لیا ٭
باپ - ہاں اِسی طرح ! اچھا القاب کیا لکھوگے ؟
نعیم - مخدوم و محترم جناب اخوی صاحب قبلہ مدّظلّہ العالی ٭

باپ۔ (ماتھے پر شکن ڈال کر) اس کے بعد؟

نعیم۔ بعد آدائے آداب کے گذارش ہے۔ کہ یہاں پر سب خیریت ہے۔ اور خیر و عافیت آنجناب کی درگاہِ الٰہی سے نیک مطلوب۔ دیگر احوال یہ ہے کہ........

باپ۔ ارے میاں یہ باتیں تمھیں کس نے بتائیں۔ شاید کسی انشاء کی کتاب میں پڑھی ہوں گی۔ اب سے پچاس برس پہلے لوگ اسی طرح خط لکھتے تھے۔ مگر اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اب تو القاب و آداب خط کا مضمون غرض یہ سب باتیں بہت مختصر اور صاف و سادہ زبان میں لکھی جاتی ہیں۔ زبان کا انداز ایسا ہونا چاہیئے۔ جیسے بات چیت کر رہے ہیں۔ خط کو آدھی ملاقات کہتے ہیں تو بس آدھی ملاقات کا مزا آ جائے۔ ہاں تو کیا لکھو گے۔

نعیم۔ بتایئے؟

باپ۔ لکھو۔ بھائی جان، آداب!
آپ کو علی گڑھ گئے ہوئے اتنے دن ہو گئے

مگر اب تک آپ نے خیریّت کا خط
نہیں بھیجا۔ ابّا اور امّی پریشان ہیں۔ سُنا ہے
وہاں کا موسم بھی آج کل خراب ہے۔ کبھی
کبھی تو خط لکھ دیا کیجیئے ؛
نعیم۔ ابّا! مَیں امتحان میں اوّل آگیا ہوں
اس کی خوش خبری بھی دے دوں ؟
باپ۔ ہاں اس طرح لکھ دو۔ آپ یہ
سُن کر خوش ہوں گے کہ مَیں چھٹے درجے کے
امتحان میں اوّل آگیا ؛
جمیلہ۔ نعیم! بھائی جان کو میرا بھی آداب
لِکھ دیجئے ؛
باپ۔ ہاں لِکھو۔ امّاں اور ابّا دُعا کہتے
ہیں۔ چھوٹی جمیلہ آداب کہتی ہے۔ اب خط
ختم کر دو۔ اور نیچے لِکھ دو۔ آپ کا چھوٹا بھائی
نعیم

نعیم۔ جی لِکھ لیا ؛
باپ۔ شاباش! بس اسی طرح سے خط
لکھنا چاہیئے۔ میز کی دراز میں لفافے رکھّے
ہیں۔ اُن میں سے ایک لے آؤ۔ صندوقچے

میں سے ایک آنے والا ٹکٹ بھی لیتے آنا +
دیکھو خط کا پیڈ خریدتے وقت دو باتوں کا
خیال رکھنا چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ خط کے کاغذ
اور لفافے کا رنگ ایک ہو۔ دُوسرے خط تہ
کرنے کے بعد لفافے میں ٹھیک آ جائے۔ اچّھا
اب تہ کرکے لفافے میں رکھ دو۔ ہاں بس اس
طرح، لفافے کو بند کر دو۔ ٹکٹ کہاں لگاؤگے؟
نعیم۔ جس طرف سے لفافہ بند کیا ہے +
باپ۔ نہیں نہیں۔ ٹکٹ ہمیشہ اس طرف
لگاؤ۔ جس طرف پتہ لکھا جاتا ہے۔ داہنی طرف
اوپر کے کونے میں، اب پتہ کیسے لکھوگے؟
نعیم۔ بمقام شہر علی گڑھ۔ محلّہ سوداگراں۔
رئیس منزل۔ بخدمت جناب بھائی محمد نسیم صاحب،
مد ظلہٗ، کے بگذرد" +
باپ۔ توبہ توبہ! یہ تو بالکل ہی دقیانوسی
انداز ہے۔ بھلا اِس طرح پتہ لکھا جاتا ہے۔
پہلے بائیں طرف لکھو:۔
جناب بھائی محمد نسیم صاحب۔ اس کے نیچے لکھو
رئیس منزل۔ پھر محلّے کا نام، پھر شہر کا نام +

نعیم - لکھ لیا ۔

جناب بھائی محمد نسیم صاحب

رئیس منزل - محلہ سوداگران

علی گڑھ (یو۔پی)

باپ - لاؤ دکھاؤ - ہاں اس طرح - جاؤ اب اسے لیٹر بکس میں ڈال آؤ ۔

نعیم - ابا! نانا میاں کو کیا القاب لکھوں؟

باپ - ہر درجے کے لوگوں کے القاب مختلف ہوتے ہیں - نانا صاحب کے لئے - جناب نانا صاحب قبلہ آداب یا تسلیم کافی ہے - اگر کسی بے تکلف دوست کو لکھ رہے ہو تو اس کا نام ہی کافی ہے یا پہلے بھائی وغیرہ لگا دو - جیسے تمھیں

اپنے دوست رام پرشاد کو خط لکھنا ہو۔ تو بھائی رام پرشاد لکھ دو۔ اگر کوئی کارو باری خط ہے۔ جیسے تمہیں دُوسرے شہر سے کوئی کتاب منگوانا ہے تو مکرّمی تسلیم لکھنا کافی ہے۔

نعیم۔ ابّا! آج تو آپ نے بڑی اچھی اچھی باتیں بتا دیں۔ اب مَیں خوب خط لکھا کروں گا اچھّا ایک بات اَور بتا دیجئے۔

باپ۔ کیا؟

نعیم۔ پہلے لوگ اتنے لمبے لمبے اَور پھر ایسی مشکل زبان میں خط کیوں لکھتے تھے؟

باپ۔ بات یہ ہے کہ پہلے ڈاک کا انتظام ایسا تو تھا نہیں، جیسے اب ہے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر پیادے یا سوار خط لے جاتے تھے۔ ہفتوں اَور مہینوں میں خط پہنچتے تھے۔ خرچ بھی بہت ہوتا تھا۔ لوگ کبھی کبھار ہی خط بھیجتے تھے۔ اِس لئے بہت تفصیل سے لکھتے تھے۔ گھر کا حال، شہر کی خبریں اور پھر اِدھر اُدھر کی باتیں۔ اب ڈاک کا انتظام ایسا اچھا ہو گیا ہے کہ ایک ہفتہ سے کم میں تو لندن

خط پہنچ جاتا ہے - پھر اخباروں کے ذریعے
روز کی روز ہر جگہ کی خبریں ملتی رہتی ہیں
اس لئے اتنے لمبے خط لکھنے کی ضرورت ہی
نہیں رہی ٭

نعیم - اور زبان اتنی مشکل کیوں ہوتی
تھی ٭

باپ - بیٹے! بات یہ ہے کہ پہلے فارسی
کا رواج زیادہ تھا - لوگ بات چیت تو اُردو
میں کرتے تھے - مگر لکھتے فارسی میں تھے -
پھر اردو کا رواج اتنا بڑھا کہ لوگ خط بھی
اردو ہی میں لکھنے لگے - مگر انداز وہی فارسی
کا رہا - پھر آہستہ آہستہ وہ انداز بھی بدل
گیا - سب سے پہلے ہمارے مشہور شاعر مرزا
غالب نے اس طرح کے خط لکھنے شروع کئے
جیسے کوئی آمنے سامنے بیٹھا بات چیت کرتا
ہو - یہ طریقہ ایسا اچھا تھا کہ سب ہی نے
اُسے اختیار کر لیا ٭

سوال

۱- تمہیں خط میں اپنا پتہ کس طرح لکھنا چاہیئے؟
۲- تم اپنے خط کو آدھی ملاقات کیسے بنا سکتے ہو؟
۳- خط لکھنے کی پیڈ اور لفافے خریدتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے؟
۴- لفافے پر پتہ کس طرف لکھنا چاہیئے اور ٹکٹ کہاں لگانا چاہیئے؟
۵- پرانے زمانے کے لوگ لمبے لمبے خط کیوں لکھتے تھے؟
۶- اُس زمانے کے خطوں کی عبارت مشکل کیوں ہوتی تھی؟

مشق

۱- بڑوں کو، برابر والوں کو اور غیروں کو کیا کیا القاب لکھے جاتے ہیں - اپنی کاپی پر لکھ لو۔
۲- پرانے انداز کے خط کی وہ عبارت جو نعیم نے خط میں بھائی کو لکھنا چاہی۔

غور سے پڑھو۔ اور اس کے معنی سمجھنے کی کوشش کرو ؛

۳۔ نسیم کی طرف سے تم نعیم کے خط کا جواب لکھو۔

۴۔ اپنی کاپی کے ایک صفحے پر ایک لفافے کی ڈرائنگ بنا کر اپنے دوست کا پتہ لکھو ٹکٹ کی جگہ پر ٹکٹ لکھ دو ؛

۵۔ نیچے لفظوں کے معنی لغت میں دیکھو۔
دقیانوسی ۔ تفصیل ۔ اندازہ ؛

۶۔ تمہارے سبق میں جتنے اسم آتے ہیں۔ ان کو چن لو۔ اور جو جو صفتیں ہیں۔ ان پر بھی نشان لگاؤ ؛

۱۵- پھل پھول

کِھلے پھول بیلے کے وہ لاجواب
وہ پھولے ہزاروں طرح کے گلاب
وہ پھولی چنبیلی، کِھلا موگرا
کِھلی چاندنی باغ میں جا بجا
وہ پھولی نواڑی، کِھلی کاسنی
وہ لالہ کھلا، وہ کِھلی کامنی
یہ فطرت کا ہے قدرتی اِنتظام
کِھلے پھول لاکھوں طرح کے تمام
وہ پھولوں پہ اُڑتی ہوئی تتلیاں
دکھاتی ہیں قدرت کی صنّاعیاں
گریں پھولوں پر شہد کی مکّھیاں
وہ چھتّوں سے جھکنے لگیں ٹہنیاں
بھری گود شاخوں کی اثمار سے
ٹپکنے لگا شہد اشجار سے
وہ انگور، وہ، رس بھری، لیچیاں
لٹکتی ہیں آموں کی وہ کیریاں

انا روں میں کلیاں بھی لو آ گئیں
وہ کیلوں کی پھلیاں بھی گدرا گئیں
بہی ، سیب ، امرود پکنے لگے
وہ شاخوں میں گولے چمکنے لگے
وہ پک کر شریفے بھی سب کھل گئے
ٹپک پڑتے ہیں جو ذرا ہل گئے
لدی ہیں درختوں میں نارنگیاں
پھٹی پڑتی ہیں بوجھ سے ڈالیاں
تر و تازہ سر سبز ہے ہر شجر
لدے ہیں درختوں میں فصلی ثمر
وہ صحرا کی دیکھے کوئی اب بہار
کہ پھولوں سے ہر شاخ ہے شعلہ زار
وہ پھولا ہوا ڈھاک بھی ہر طرف
لگائے ہے اک آگ سی ہر طرف
میں اُس شانِ قدرت پہ ہر دم نثار
دکھائی ہمیں جس نے کیا کیا بہار

(بے نظیر شاہ)

سوال

۱- چنبیلی اور موگرے کے کھلنے سے باغ میں چاندنی کیوں کھل گئی ؟
۲- تتلی میں قدرت کی کیا کاریگری ہے ؟
۳- ہندوستان میں کن کن پھلوں کی فصلیں ہوتی ہیں ؟
۴- پھولوں کی وجہ سے صحرا کا کیا حال ہو رہا ہے؟
۵- ڈھاک کے پھولنے سے جنگل کی کیا حالت ہو رہی ہے ؟

مشق

۱- شجر - اشجار - ثمر - اثمار -
اوپر کے لفظ تم نے سبق میں پڑھے - پہلا واحد ہے - دوسرا جمع - پھر تیسرا واحد ہے - چوتھا جمع - تم ان کے معنی لغت میں دیکھو ۔
۲- ہمارے ملک میں کون کون سے پھول اور کیا کیا پھل پیدا ہوتے ہیں - سبق سے اُن کے نام

چُن کر اپنی کاپی میں لکھو ۔

۳۔ جن پھُولوں اُور پھلوں کے نام سبق میں آئے ہیں۔ان کی بابت یہ معلوم کرو کہ ہر پھل یا پھول کس موسم میں پایا جاتا ہے؟

۴۔ نظم کے آخری شعر کا مطلب ایسے لکھو کہ ان پھلوں، پھولوں پر اللہ میاں کا شکر ادا ہوجائے۔

عملی کام

اس نظم میں جتنے پھول اور پھل بیان کئے گئے ہیں۔ ان کو باغوں اور بازاروں میں جا کر دیکھو۔ اگر کوئی پھل یا پھول نہ مل سکے تو اس کی تصویر دیکھو ۔

۱۶- ہاں! نہیں!

درجے میں سب بچّوں نے اپنی اپنی کاپیاں کھول لی تھیں۔ اُستاد نے تختۂ سیاہ (بلیک بورڈ) پر کچھ لکھنا شروع کیا تھا کہ آواز آئی "بچّو! آداب! آج ہم تمھیں کوئی نیا کھیل کھلائیں؟"

سب بچّے چونک پڑے اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ ننھے ارشد نے کہا "مجھے تو ریڈیو کی سی آواز معلوم ہوتی ہے۔"

افضل:- ریڈیو! ریڈیو کہاں سے آیا؟

ماسٹر صاحب ہنس پڑے "ادھر میری میز پر دیکھو!"

محفوظ:- اہا! ریڈیو!

ریڈیو پھر بولا:-

"اگر تم میرے ساتھ کھیلنا چاہتے ہو تو سیدھے بیٹھ جاؤ اور کان لگا کر سُنو!"

سب بچّے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

ریڈیو:- کاغذ اور پنسل نکالو۔ اور لفظ "ہاں"

سیدھی طرف اور "نہیں" اُلٹی طرف لکھو۔ میں
اِس کے لئے تمھیں دو منٹ دیتا ہوں "۔
ماسٹر صاحب تختہ سیاہ کے پاس گئے اور لڑکوں
کو بتایا کہ اس طرح لکھنا چاہیئے۔
لڑکوں نے جلدی جلدی پنسل کاغذ نکالا اور
دو منٹ ختم ہونے سے پہلے ہی سب نے اپنے
کاغذ تیار کر لیئے اور ریڈیو کے کھیل کا بے چینی
سے انتظار کرنے لگے۔
ریڈیو:۔ اب میں تم سے کچھ سوال
کروں گا۔ اگر جواب 'ہاں' ہو
تو کھڑے ہو جاؤ۔ 'نہیں' ہو تو بیٹھے رہو۔ ایک
بات۔ اور سُن لو۔ جواب 'ہاں' ہو تو داہنی طرف
لفظ 'ہاں' کے نیچے نشان لگا دو۔ اور اگر جواب
'نہیں' ہو تو 'نہیں' کے نیچے نشان لگاؤ۔ جب
کھیل ختم ہو جائے گا تو جس کے نشان داہنی
طرف زیادہ ہوں گے، وہی ہیرو ہوگا۔
ماسٹر صاحب نے بتایا کہ نشان اس طرح
لگایا جائے (✓)۔
محفوظ:۔ ماسٹر صاحب! آپ بھی کھیلیں گے؟

ماسٹر:- ہاں ہاں! میں کیوں نہ کھیلوں گا!
ماسٹر صاحب نے بھی پنسل کاغذ سنبھالا؛
ریڈیو:- اچھا اب ہم سوال شروع کرتے ہیں
پہلا سوال سُنو:-
"تمھارے ناخن صاف ہیں؟"
گیارہ لڑکوں کا جواب نہیں تھا۔ اِس لئے
بے چارے بیٹھے رہے؛
ریڈیو:- اپنے کاغذ پر نشان لگا دو۔ اور دوسرا
سوال سُنو:-
"ناشتے سے پہلے تم نے ہاتھ منہ دھو لیا تھا؟"
سب لڑکے ایک دم کھڑے ہو گئے۔ اور پھر
بیٹھ کر اپنے اپنے کاغذ پر نشان لگایا۔ صرف
ایک لڑکے کا جواب "نہیں" تھا؛
تیسرا سوال تھا:-
"تمھارے کپڑے صاف ہیں؟"
سترہ لڑکوں کا جواب "نہیں" تھا؛
چوتھا سوال تھا:-
"تم نے ناشتے سے پہلے اپنے دانت مانجھے تھے؟"
سب لڑکے کھڑے ہو گئے۔ بس ایک ماسٹر صاحب رہ گئے؛

ارشد :- ماسٹر صاحب اُٹھیے!
ماسٹر صاحب نے سر ہلایا اور ہنسنے لگے ۔
"بھئی آج میری منجن کی ڈبیا کھو گئی - شام کو سونے سے پہلے مانجھوں گا"۔
ریڈیو :- اچھا بس ایک سوال اور سُن لو :-
"کیا اگلی بار یہ کھیل کھیلنے سے پہلے سب بچّے ان سب باتوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں گے؟"
سب بچّے کھڑے ہو گئے ، ماسٹر صاحب بھی کھڑے ہو گئے ۔
ریڈیو :- ہمارا آج کا کھیل ختم ہوتا ہے - جس بچّے کے نشان کاغذ پر داہنی طرف زیادہ ہیں ، وہ رہبری ہے - میرا خیال ہے کہ ہمارا کل کا کھیل آج کے کھیل سے زیادہ اچھا رہے گا!"
"ضرور ، ضرور!" سب بچّوں نے چیخ کر کہا ۔
تُم چاہو تو یہ کھیل ویسے بھی کھیل سکتے ہو ، بس اِسی طرح کہ کچھ سوال بنا لو - اور تمہارا ایک ساتھی الگ کھڑا ہو جائے اور یہ سوال تم سے پوچھے بس جیسے ریڈیو بول رہا ہے - اور تم اِسی طرح ان سوالوں کا جواب دو - اچھا کچھ سوال ہم تمہارے

لئے بنائے دیتے ہیں :-

۱- کھانے سے پہلے تم اپنے ہاتھ دھو لیا کرتے ہو؟

۲- تمھارے پاس تمھارا اپنا رومال یا تولیا الگ ہے؟

۳- سونے سے پہلے تم نے منہ ہاتھ دھو لیا تھا؟

۴- سونے سے پہلے تم نے دانت مانجھ لئے تھے؟

۵- آج تم نے پاؤں دھوئے تھے؟

۶- تمھارے ناخن کترے ہوئے اور صاف ہیں؟

اسی طرح تم اور اچھی عادتوں کے بارے میں سوال بنا سکتے ہو۔

سوال

(۱) آواز کہاں سے آئی؟

(۲) سیدھی طرف "ہاں" اور اُلٹی طرف "نہیں" لکھنے کا مطلب بتاؤ۔

(۳) ریری کسے کہتے ہیں، کھیل میں ریری کون ہوگا؟

(۴) ماسٹر صاحب کس بات میں بیٹھے رہے؟

(۵) ریڈیو نے کیا کیا سوال کئے؟

مشق

(۱) چونک پڑے ، کان لگا کر سُنو -

تم اِن دونوں محاوروں سے دو جُملے بناؤ - ایک بندوق کی آواز پر اور دوسرا سبق پر ۔

(۲) ناشتا ، کپڑے ، دانت -

ریڈیو نے اوپر کی تین باتوں پر جو تین سوال پوچھے وہ لکھ دو ۔

(۳) نیچے دو خانے بنے ہوئے ہیں - ایک پر لکھا ہُوا ہے "تمیز دار لڑکا" اور دوسرے پر لکھا ہے "بے تمیز لڑکا" تم کوئی سی تین باتیں لے کر ان خانوں میں الگ الگ لکھ دو کہ یہ بات تمیز دار کرتا ہے یہ بے تمیز کرتا ہے :

تمیز دار لڑکا	بے تمیز لڑکا
....	....
....	....
....	....

(۴) "موہن ایک گاؤں کا رہنے والا ہے - موہن دن بھر کھیت پر رہتا ہے - موہن صبح کو دریا پر سیر کے لئے جاتا ہے "

دیکھو اوپر کی تینوں باتیں ایک ساتھ موہن کے متعلق
کہی گئی ہیں ۔ جملوں میں بار بار "موہن" کا نام آتا
ہے ۔ اس کے بجائے اگر آخری دو جملوں میں "وہ"
کہیں تو جملے اچھے معلوم ہوں گے اور 'وہ' کا لفظ
قواعد میں قائم مقام اسم یا ضمیر کہلائے گا ۔ کیونکہ یہ
لفظ 'موہن' کا قائم مقام ہے اور موہن اسم ہے ۔
اس لئے یہ قائم مقام اسم ہؤا ۔ اب تم سوچ کر بتاؤ
کہ ایسا کوئی اور لفظ بھی ہے جو قائم مقام اسم ہو +

عملی کام

تم بھی کچھ سوال بناؤ ۔ ایک لڑکا ریڈیو بن جائے ۔ باقی
سب یہ کھیل کھیلیں +

۱۷- اشوک

بہت زمانہ ہوا ہندوستان میں ایک مشہور راجا گذرا ہے۔ اِس کا نام اشوک تھا۔ اور اُس کی راجدھانی پاٹلی پتر (پٹنہ) تھی۔ ایک دفعہ اشوک نے دکن کے علاقے کالنگا پر چڑھائی کی۔ کالنگا فتح ہو گیا، مگر لڑائی میں اس قدر آدمی مارے گئے اور اُنھیں اتنی تکلیف اٹھانی پڑی کہ راجا کو بہت رنج ہوا۔ اُس نے ہمیشہ کے لئے لڑائی سے توبہ کر لی۔ اس کے بعد اُس نے بدھ مذہب اختیار کر لیا +

اشوک بُدھ مذہب کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے بزرگوں، رشیوں، مُنیوں کی صحبت میں بیٹھتا، اُن سے بات چیت کرتا اور نصیحتیں حاصل کرتا +

اشوک بڑا رحم دل تھا۔ خلق کو فائدہ پہنچانے کی دُھن اُسے ہر وقت لگی رہتی تھی۔ اُس نے مسافروں کے آرام کے لئے سڑکوں پر کنوئیں کھُدوائے اور غریب آدمیوں اور مویشیوں کے علاج

کے لیئے سرکاری اسپتال کھلوائے - اشوک چاہتا تھا کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے - جتنی جان دار چیزیں ہیں اُن سے اچھا سلوک کیا جائے +

پرانے زمانے میں شکار کھیلنا بھی بادشاہ کی ایک شان تھی - مگر اشوک بہت رحم دل تھا - اس لیئے اُس نے شکار کھیلنا بالکل چھوڑ دیا - اشوک نے اپنی رعایا کو یہ بھی ہدایت کی کہ وہ اپنے بزرگوں، اُستادوں اور برہمنوں کی عزت کریں اور ان سے نرمی سے پیش آئیں - لوگ کفایت شعاری سے رہیں - اور سادہ زندگی بسر کریں +

پُرانا قاعدہ تھا کہ جب راجا آرام کرتا ہو، تو اُس سے کوئی شخص نہیں مل سکتا تھا - اور آج کل تو کسی بادشاہ تک پہنچنا ہی ناممکن ہے - لیکن اشوک نے اجازت دے دی تھی کہ اگر کسی شخص کو ضروری کام ہو تو وہ مجھ سے ہر وقت مل سکتا ہے - بڑے بڑے سرکاری ملازموں کو اُس نے حکم دیا کہ وہ مختلف جگہوں کا دورہ کیا کریں

اور لوگوں کو اخلاقی تعلیم دیں۔ چند ایسے مذہبی افسر بھی مقرر کئے۔ جن کا کام لوگوں کو پاک زندگی بسر کرنے کی تعلیم دینا، غریبوں کی تکلیفیں دُور کرنا تھا +

اپنی حکومت کے آخری بارہ سال اشوک نے بُدھ مذہب کی ترقی میں صرف کئے۔ تقریباً چوراسی ہزار مندر اور دوسری مذہبی عمارتیں بنوائیں۔ مہاتما گوتم بُدھ کی جو چیزیں یادگار تھیں، ان کو جمع کیا اور تھوڑی تھوڑی ہر جگہ تقسیم کرائیں۔ اور ہندوستان کے باہر دور دور کے مُلکوں میں بُدھ مذہب پھیلانے کے لئے بڑے بڑے عالم بھیجے۔ اشوک کی کوشش کی وجہ سے بُدھ مذہب کافی پھیل چکا تھا۔ مگر اس میں اصلاح کی ضرورت تھی۔ اس نے ایک مرتبہ بہت بڑا مذہبی جلسہ کیا۔ اس جلسے کے بعد بدھ مذہب پھیلانے کی اور زیادہ کوشش کی گئی اور اس میں بہت زیادہ اصلاحیں بھی ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو راجہ اشوک کو بُدھ مذہب سے اتنی دلچسپی تھی، پھر بھی اُس نے رعایا کو مذہبی آزادی

دے رکھی تھی۔ لیکن مذہب کے نام پر لڑنے کا سخت مخالف تھا۔ وہ جب کبھی رشیوں اور سادھوؤں سے مل کر آتا تو اپنے مذہبی اعلان شائع کراتا اور پھر ان کو لاٹوں اور چٹانوں پر کھدوا دیتا تھا۔ اس کی لاٹیں اب تک دہلی اور دوسرے شہروں میں موجود ہیں ؂

سوال

(۱) اشوک کی راجدھانی ہندوستان کے کس صوبے میں تھی ؟
(۲) اشوک نے بدھ مذہب کیوں اختیار کیا ؟
(۳) اشوک نے خدا کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا کیا؟
(۴) اشوک نے کون کون سی اچھی باتوں کو ملک میں رواج دینے کی کوشش کی ؟
(۵) اشوک نے مہاتما بُدھ کے مذہب کو ترقّی دینے کے لئے کیا کوششیں کیں ؟
(۶) اشوک کی یادگاریں ہندوستان میں کہاں کہاں ہیں ؟

مشق

(۱) راجدھانی - دارالسلطنت ۔

پہلا لفظ سبق میں آیا ہے۔ دوسرا اسی معنی کا نیا لفظ
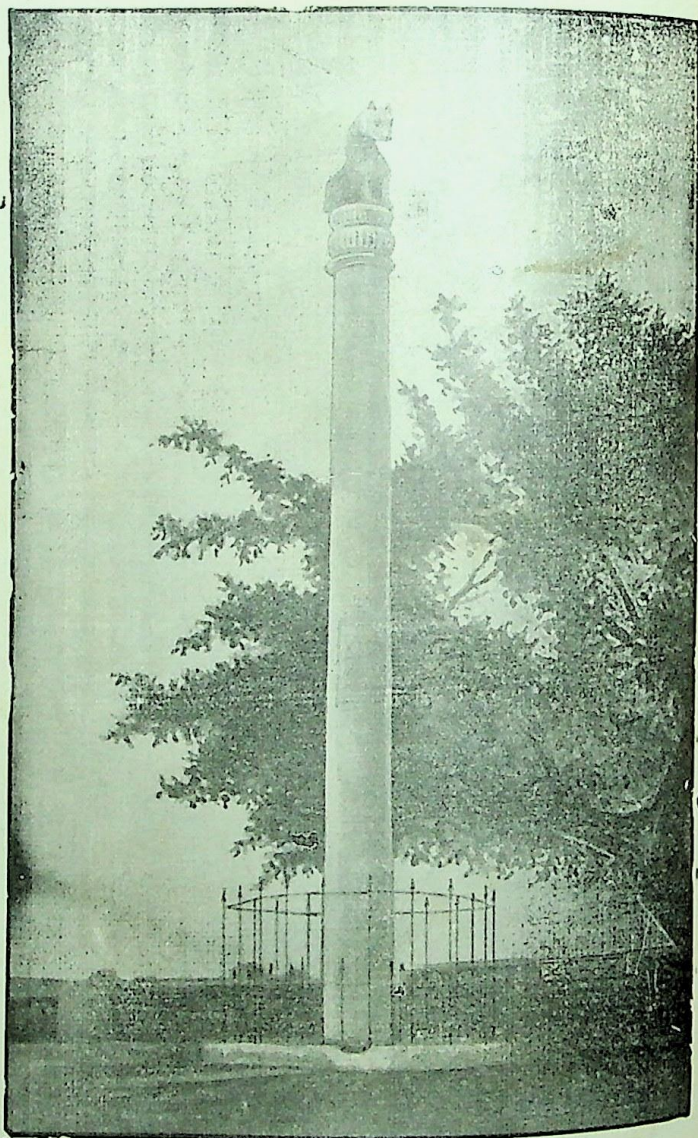
ہے۔ معلوم کرو کہ آج کل ہندوستان کی راجدھانی (دار السلطنت) کیا ہے؟

(۲) اخلاقی۔ مذہبی۔

اخلاق سے ایک لفظ بنا "اخلاقی" اور مذہب سے "مذہبی"۔ اب تم ان دونوں لفظوں کے معنی معلوم کرو اور ان سے جُملے بناؤ۔ 'سماجی' اور 'مُلکی' کے معنی بھی معلوم کرو۔

(۳) رشی۔ مُنی۔ سادھو۔ بزرگ۔ درویش۔

اوپر کے لفظوں کا ایک ہی مطلب ہے۔ ہر ایک کے معنی پر غور کرو۔

عملی کام

اپنے مدرسے کے کتب خانے سے تاریخ کی کوئی بڑی کتاب نکلوا کر راجہ اشوک کی بنوائی ہوئی لاٹھوں اور چٹانوں کی تصویریں دیکھو۔ اُس کے سکّوں کی تصویریں بھی دیکھو۔

۱۸- جیبی اُستاد

تم نے شاید رشید کا قصّہ نہ سُنا ہو، یہ بہت دلچسپ لڑکا تھا - درجے میں یوں اور بھی لڑکے تھے، لیکن یہ سب سے ذہین تھا - اس کا باپ دلّی سے کوئی دو میل جنگ پورے کے پاس ریل کی ایک چوکی میں نوکر تھا - جہاں کہیں ریل کی لائن پر سے کوئی سڑک گذرتی ہے، وہاں ریلوے کی طرف سے ایک چوکی بنا دی جاتی ہے - اور سڑک پر دونوں طرف پھاٹک لگا دئے جاتے ہیں - یہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ جب ریل آئے تو پھاٹک بند کر دئے جائیں، اور آنے جانے والے آدمیوں یا سواریوں اور ریل سے ٹکر نہ ہو - اس چوکی پر جو آدمی رہتا ہے اُسے چوکیدار کہتے ہیں - تو رشید کا باپ بھی جنگ پورے کی چوکی پر چوکیدار تھا +

رشید چوتھے درجے میں پڑھتا تھا - حساب اور ڈرائنگ میں تو وہ اچھّا خاصا تھا، پر اُردو

کتاب میں بعض لفظوں کے معنی معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر عبارتیں اس کی سمجھ میں نہ آتی تھیں +

جنگ پورے کی چوکی کے پاس ایک چُنگی گھر بھی ہے - وہاں منشی نیکی رام شرما کام کرتے ہیں - چُنگی وصول کرنے میں تو بڑے چوکس ہیں کبھی کسی سے رو رعایت نہیں کرتے، مگر انھیں بچّوں سے اتنی دلچسپی تھی کہ جب کسی بچّے کو دیکھتے تو بہت پیار سے بات چیت کرتے +

رشید بھی منشی جی کے پاس جایا کرتا تھا - اور مُشکل لفظوں کے معنی پوچھ لیتا تھا - منشی جی بہت شفقت سے اُسے سب باتیں بتاتے - اُن کا چُنگی کا کام اتنا زیادہ تھا کہ رشید کو بہت انتظار کرنا پڑتا - اتفاق کی بات، ایک مُوقع پر برابر ایک ہفتے تک رشید روزانہ آتا رہا - مگر منشی صاحب کو بات کرنے کی بھی مُہلت نہ ملی - منشی جی نوکری سے مجبور تھے - مگر اُنھیں اس بات کا دکھ بہت ہوا - اس کے بعد چُھٹّی کے دن جب وہ دہلی گئے تو اُردو بازار سے ایک

کتاب خرید لائے +

دوسرے دن جب رشید ان کے پاس آیا تو منشی جی نے مُسکراتے ہوئے کہا "لو رشید، آج تمھارے لئے ہم ایک جیبی اُستاد لائے ہیں جو تمھیں ہر وقت معنی بتائے گا۔ جو بات تم اس سے پوچھوگے فوراً بتا دے گا۔ اب تمھیں میرے پاس آکر انتظار نہیں کرنا پڑے گا"+

آج رشید کو یہ چھوٹی سی کتاب پا کر اتنی خوشی ہوئی کہ اس سے پہلے شاید ہی کبھی ہوئی ہو ادھر منشی جی نے کتاب کے صفحے اُلٹ پلٹ کر دکھانے شروع کئے، ادھر رشید کی باچھیں حیرت اور خوشی سے کِھل گئیں +

منشی جی نے کتاب ہاتھ میں لے کر رشید سے کہا "دیکھو رشید! اِس کتاب کا نام 'لُغت' ہے۔ اس میں الف سے لے کر ی تک ہر ہر لفظ کے لئے ایک ایک باب ہے۔ جو لفظ "الف" سے شروع ہوتے ہیں، وہ "الف" کے باب میں، اور جو "ب" سے شروع ہوتے ہیں، وہ "ب" کے باب میں ہیں اسی طرح پ ت اور باقی تمام حرفوں کے علحدہ علحدہ

باب ہیں۔ رشید میں یہ عادت اچھی تھی کہ جو بات
سمجھ میں نہ آئے فوراً پوچھ لیتا تھا۔ رشید "باب"
کا مطلب نہ سمجھا۔ وہ پوچھنا ہی چاہتا تھا
کہ منشی جی تاڑ گئے اور فوراً کہا 'باب' کتاب
کے ایک حصّے کو کہتے ہیں۔ پھر کہنے لگے "ذرا
ایک مثال سے اس بات کو اچھی طرح سمجھو۔
فرض کرو۔ تمہیں بچے کی تمنا کے سبق میں
سے 'دردمند'۔ 'زینت'۔ 'ضعیف'۔ یہ تین لفظ دیکھنا ہیں
تو تم 'دردمند' کو 'د' کے باب میں اور 'زینت' کو
'ز' کے باب میں اور 'ضعیف' کو 'ض' کے باب میں
دیکھوگے۔ سمجھ گئے"؟

رشید یوں بھی ذہین لڑکا تھا۔ منشی جی کا
شکریہ ادا کیا اور لغت لے کر گھر چلا آیا۔ اب
وہ ہر روز دو دو چار چار سبق لغت کی مدد
سے پڑھ لیتا +

ایک دن اُسے لغت میں ایک گُر اور معلوم
ہوا۔ اور وہ دیوانوں کی طرح اُچھلنے کودنے لگا۔
رشید لفظ "کلیم"، لغت میں دیکھنا چاہتا تھا۔ اُس
نے منشی جی کے بتائے ہوئے قاعدے کے مطابق

پہلے 'ک' کا باب نکالا اور دیکھنا شروع کیا۔ اسے ایک خاص ترتیب نظر آئی۔ اِس باب میں سبھی لفظ کاف سے شروع ہوتے تھے، مگر سب سے پہلے وہ لفظ تھے جن میں کاف کے بعد الف آتا ہے، پھر وہ جن میں کاف کے بعد بے آتی ہے، پھر وہ جن میں کاف کے بعد پے آتی ہے۔ یہ ترتیب پورے باب میں رکھی گئی تھی۔ رشید نے "کلیم" کی تلاش میں کاف کا باب نکالا۔ اس میں ان لفظوں کو چھوڑ کر جن میں کاف کے بعد الف سے لے کر گاف تک کوئی حرف آیا۔ ان لفظوں پر نظر دوڑائی جن میں کاف کے بعد ل م آتا ہے۔ دم بھر میں اُسے 'کلیم' کا لفظ مل گیا۔ وہ دوڑا دوڑا منشی جی کے پاس گیا اور کہنے لگا: "منشی جی صاحب! اس کتاب میں صرف الفاظ کے پہلے ہی حرفوں میں ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے، بلکہ ان کے بعد کے حرفوں میں بھی یہی ترتیب مدِّ نظر رکھی گئی ہے۔ اس سے تو بہت جلد لفظ مل جاتے ہیں"۔

منشی صاحب نے کہا "بیٹا! یہ بات میں تمھیں

پھر بتانے والا تھا۔ تم نے اپنی سوجھ بوجھ سے خود ہی نکال لی۔ خدا تمھاری عمر میں برکت اور علم میں ترقّی دے"۔

منشی نیکی رام شرما اب بہت بوڑھے ہو گئے ہیں اور چُنگی کا کام اُسی محنت اور جفاکشی سے کرتے ہیں۔

رشید نے تعلیم ختم کر لی ہے اور وہ قریب کے ایک گاؤں میں مدرّس ہو گیا ہے۔ مدرسے کے سب اُستاد اور لڑکے رشید کو بہت مانتے ہیں۔ وہ ہیڈ ماسٹر تو نہیں ہے مگر ہیڈ ماسٹر سے اُس کی عزّت کچھ کم نہیں ہے۔

سوال

(۱) 'لُغت' کس کو کہتے ہیں؟
(۲) لغت میں باب کیوں بنائے جاتے ہیں؟
(۳) لغت سے رشید کو کیا فائدہ پہنچا؟
(۴) تمھارے سبق کا نام جیبی اُستاد کیوں رکھّا گیا؟

مشق

(۱) تم نے سبق میں پڑھا کہ لغت میں 'الف' سے لے کر 'ی' تک تمام حرفوں کے باب ہوتے ہیں۔ ہر باب میں اُسی

حرف سے شروع ہونے والے لفظ لکھے جاتے ہیں۔ وہ لفظ بھی ایک خاص ترتیب سے رکھے جاتے ہیں۔ نیچے لکھے ہوئے لفظ کس باب میں لکھے جائیں گے؟ اگر تم ایک لغت تیار کرو تو ان لفظوں کو کیسے ترتیب دوگے :-
کسان، کھیت، کنواں، کام، کُتّا، کبوتر، کیل، کولھو +

(۲) اپنی کاپی میں لغت کے ایک صفحے کی طرح کا صفحہ تم بھی بناؤ۔ کتاب کے پہلے سبق میں سے کسی ایک حرف سے شروع ہونے والے دس لفظ چُن کر ایک پرچے پر لکھ لو۔ پھر اُس قاعدے کے مطابق جو تم نے آج کے سبق میں پڑھا اُن لفظوں کو ترتیب دے کر ہر لفظ کے سامنے اس کے معنی لکھ دو۔ صفحے کے اوپر باب کا نام لکھ دو +

(۳) شفقت، حیرت، ضعیف، ذہین، علیحدہ +
اوپر کے لفظ تم نے آج کے سبق میں پڑھے۔ مدرسے کے کتب خانے میں جاکر ہندوستانی زبان کی ایک لُغت نکلواؤ اور اس میں ان لفظوں کے معنی معلوم کرو اور اپنی کاپی میں لکھو +

(۴) اپنے سبق میں سے وہ لفظ چن لو جو کسی اسم کے بجائے لکھے گئے ہیں +

۱۹- برسات

[تم اس سبق میں برسات کا حال پڑھوگے
اور یہ بھی پڑھوگے کہ بچّے برسات میں
کیسی خوشیاں مناتے ہیں - سبق ایسا اچھّا
ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے جیسے برسات
ہمارے گھر میں آ گئی ہے] +

عائشہ :- اَے ہے، آپا کیسے زور کا کوندا ہو رہا ہے!
بادل کس زور سے گرج رہے ہیں - میرا تو دل
دَہلا جا رہا ہے +

فہمیدہ :- اور دیکھو گھٹا کیسی زور کی اُٹھی ہے -
معلوم ہوتا ہے رات ہوگئی - اے لو، بوندیں
بھی آ گئیں!

آصفہ :- ارے آپا اندر آ جاوٗ - عائشہ بہن کھڑی
کیا دیکھ رہی ہو؟ جلدی جلدی پلنگ پکڑواؤ
نہیں تو سب بھیگ جائیں گے +

فہمیدہ :- ارے ذرا کوئی میری دری اُٹھا لانا۔ سوکھنے ڈالی تھی، پھر بھیگ جائے گی +

آصفہ :- لو تمھیں بھی اب یاد آئی - خیر پڑا رہنے دو - خوب دُھل جائے گی +

فہمیدہ :- واہ بہن رات کو بچھاؤں گی کیا ؟

عائشہ :- تو بہن ایسے میں کون ہمت کرے - موسلادھار تو مینہ پڑنے لگا -جو جائے گا ، بھیگ کے چوہا ہو جائے گا +

غوثی :- آپا ! آج تو پکوان ہوتا، پوری کچوری کھاتے خوب مزا آتا !

ماں :- ہاں بیٹے ! تمھیں یہی مزے سوجھتے ہیں -یہاں اس موئے پانی سے جی پریشان ہے +

آصفہ و عائشہ :- سچ مچ امّی ! جی تو ہمارا بھی یہی چاہتا ہے +

حسیب :- ہم بھی پوری کچوری کھاتے (منہ کے پاس منہ لے جاکے) کیوں خالہ اماں ! ایں-پکاؤ گی ؟

ماں :- لو ان کے منہ میں بھی پانی بھر آیا- اچھا ادھر آؤ (پیار کرکے) مَیں اپنے بیٹے کو گرم گرم پوریاں کھلاؤں گی +

آصفہ: کیوں اماں پکوان کا سامان کریں؟
ماں:۔ ہاں ہاں بیٹی! میں نے کب منع کیا ہے! تمہارا تو جی ہر وقت اِن ہی باتوں میں لگا رہتا ہے۔
عائشہ:۔ اے لو مینہ بھی تھم گیا۔ آؤ آپا جھولا ڈالیں۔
آصفہ:۔ اَے ہاں، مگر رسّی؟
فہمیدہ:۔ پانی بھرنے کی رسّی لے لو۔ دیکھو غوثی! ابّا سے مت کہنا۔ ہم تمہیں بھی جھُلائیں گے۔
آصفہ:۔ کیوں آپا، ملار گائیں؟
فہمیدہ:۔ عائشہ تُم بھی آجاؤ، سب مل کے گائیں گے!
عائشہ:۔ اے وہ آم والا بولا۔ جا غوثی! اماں سے پیسے لے کے آم لے آ۔
ماں:۔ غوثی کو کیا تمیز، نہ جانے کیسے اُٹھا لائے گا!
آصفہ:۔ جانے ابا کہاں چلے گئے!
ماں:۔ بھلا ایسے میں اُن سے بیٹھا جاتا۔ تیراکی کا میلا دیکھنے گئے ہیں۔ سُنا ہے دریا خوب چڑھا ہوا ہے۔ تیراکی مُقابلہ ہوگا۔ دور دور سے تیراک آئے ہیں۔
فہمیدہ:۔ چھتری بھی لے گئے ہیں؟

ماں :- ہاں ہاں، چھتری اور برساتی دونوں لے گئے ہیں +

فہمیدہ :- اے امّاں! اندر کہیں ٹپک رہا ہے۔ برابر ٹپ ٹپ کی آواز آ رہی ہے +

عائشہ :- ارے آپا، تمھارے صندوق پر ٹپک رہا ہے۔ جلدی سے آؤ، اِسے دوسرے کونے میں رکھ دیں +

ماں :- میرا تو اِس برسات سے ناک میں دم آگیا +

عائشہ :- اوئی اللہ! کیسے زور کی آواز آئی ہے الٰہی خیر!

غوثی :- جیسے کسی کا گھر گر پڑا +

ماں :- ہاں گھر ہی گرا ہے۔ جانے کِس غریب پر آفت آئی ہے!

فہمیدہ :- امّاں کئی سال کے بعد ایسی برسات ہوئی ہے +

ماں :- بھئی ایسی برسات سے تو باز آئے۔ ایک ہفتے سے سورج کی صورت دیکھنے کو ترس گئے!

غوثی :- امّاں! باہر کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ ایک آدمی کا پَیر پھسل گیا، بھد سے گرا۔ بے چارا کیچڑ میں

لت پت ہو گیا، جو دیکھتا ہنس دیتا +

فہمیدہ :۔ اور پھسلن کیسی ہے، صبح عائشہ جو گرتے گرتے بچی +

غوثی :۔ اور اماں، سڑک پر کہیں اکا تانگا پاس سے گزر گیا تو سمجھو آفت آ گئی ۔ چھنٹوں سے سارے کپڑے خراب ہو گئے +

عائشہ :۔ اماں! چارپائی میں کھٹمل کتنے ہو گئے ہیں مجھ سے تو بیٹھا نہیں جاتا +

آصفہ :۔ بھئی مجھے تو مچھروں نے ستا رکھا ہے +

ماں :۔ بیٹی! یہ سب برسات کی کرامات ہے +

فہمیدہ :۔ دیکھو اس وقت ہوا کیسی بند ہوئی ہے، کتنی گھٹن ہے !

عائشہ :۔ توبہ، میرا تو جی بولایا جا رہا ہے!

غوثی :۔ بس اب ایک ہی مہینہ تو رہ گیا ہے ۔ آج تیس اگست ہے ۔ بس ستمبر ستمبر اور برسات رہے گی اکتوبر میں تو موسم بدل جائے گا +

فہمیدہ :۔ اے ہے ۔ اس برسات نے تو پہلے ہی دن سے آفت ڈھائی ہے ۔ دیکھو پندرہ جون کو کیسا مینہ برسا تھا +

غوثی :۔ مگر، ہمیں تو اس روز بہت ہی اچھا لگا تھا
سب پیڑ دُھل دُھلا کے کیسے نِکھر گئے تھے۔
گرمی ایک دم کم ہوگئی تھی - لُوہ چلنا بھی بند
ہوگئی تھی - اور امّاں! ماسٹر صاحب تو برسات
کی بہت تعریف کرتے تھے۔

ماں :۔ کیا کہتے تھے ؟

غوثی :۔ وہ تو کہتے تھے ، برسات نہ ہو تو ہم سب
بھوکے مر جائیں ، پانی کہاں سے آئے ، اور بغیر
پانی کے کھیتی باڑی کیسے ہو؟ برسات ہی کی
بدولت جنگل میں منگل ہوجاتا ہے - چاروں طرف
سبزہ ہی سبزہ لہلہانے لگتا ہے ۔

عائشہ :۔ اے ہے آپا! ذرا آسمان کی طرف دیکھو۔
پھر اُودی اُودی گھٹائیں چھا گئیں - اچھا آؤ
کمرے میں آ جاؤ ۔

سوال

(۱) پانی برسنے سے ذرا پہلے آسمان کی کیا حالت ہوتی ہے؟
(۲) بچّے مینہ کے وقت کیا کیا کھانے چاہتے ہیں ؟
(۳) لڑکیاں مینہ کی خوشی کیسے مناتی ہیں ؟

(۴) گھروں میں پانی برسنے سے کیا مُصیبت آتی ہے ؟
(۵) سڑکوں پر بارش میں کیا حال ہو جاتا ہے ؟
(۶) برسات کب سے کب تک رہتی ہے ؟
(۷) اگر برسات نہ ہو تو کیا نقصان ہو ؟

مشق

(۱) گھٹا ، کوندا ، گرج ، بوندیں ، موسلا دھار مینہ ، بھیگنا ، پھسلن ۔
اوپر کے لفظوں سے برسات پر پانچ جملے لکھو۔ پہلا جُملہ پہلے لفظ سے ، دوسرا دوسرے لفظ سے ، تیسرا تیسرے لفظ سے ، اسی طرح اخیر تک ۔
(۲) بچّوں اور بڑوں کے کھیل اور تفریح کی جو جو چیزیں سبق میں بتائی گئی ہیں ۔ ان کو اپنی کاپی میں لکھو پھر ہر ایک پر ایک ایک جُملہ بناؤ ۔
(۳) نیچے لکھے ہوئے محاوروں سے جُملے بناؤ :۔
دل دہلنا ۔ منہ میں پانی بھر آنا ۔ ناک میں دم آنا ۔

۲۰- برکھا رُت

(ہمارے ملک میں برسات کا موسم بھی بڑا سُہانا ہوتا ہے۔ ہر وقت آسمان پر بادلوں کی فوجیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں، بادل گرجتے ہیں، بجلی چمکتی ہے، عجب سماں ہوتا ہے۔ جدھر دیکھو سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ جانور اور انسان سب ہی خوش ہوتے ہیں دیکھو اِن سب باتوں کو شاعر نے کیسی اچھی طرح نظم میں لکھا ہے)۔

برسات کا بج رہا ہے ڈنکا — اک شور ہے آسماں پہ برپا
ہے ابر کی فوج آگے آگے — اور پیچھے ہیں دَل کے دَل ہوا کے
ہیں رنگ برنگ کے رسالے — گورے ہیں کہیں کہیں ہیں کالے
ہے چرخ پہ چھاونی سی چھاتی — ایک آتی ہے فوج ایک جاتی
جاتے ہیں مہم پہ کوئی جانے — ہمراہ ہیں لاکھوں توپ خانے
توپوں کی ہے جبکہ باڑھ چلتی — چھاتی ہے زمین کی دہلتی
بجلی ہے کبھی جو کوند جاتی — آنکھوں میں ہے روشنی سی آتی

گھنگور گھٹائیں چھا رہی ہیں — جنّت کی ہوائیں آ رہی ہیں
کوسوں ہے جدھر نگاہ جاتی — قدرت ہے نظر خدا کی آتی
سورج نے نقاب لی ہے مُنہ پہ — اور دھوپ نے تہ کیا ہے بستر
باغوں نے کیا ہے غسلِ صحت — کھیتوں کو مِلا ہے سبز خلعت
بُٹیا ہے نہ ہے سڑک نمودار — اٹکل سے ہیں راہ چلتے رہوار
ہے سنگ و شجر کی ایک وردی — عالم ہے تمام لاجوردی
پھولوں سے پٹے ہوئے ہیں اشجار — دولھا سے بنے ہوئے ہیں اشجار
پانی سے بھرے ہوئے ہیں جل تھل — ہے گونج رہا تمام جنگل
کہتے ہیں پپیہے پیہو پیہو — اور مور پکارتے ہیں ہر سُو
کوئل کی ہے کوک دل کو بھاتی — گویا کہ ہے دل میں بیٹھی جاتی
مینڈک جو ہیں بولنے پہ آتے — سنسار کو سر پہ ہیں اُٹھاتے
سب خوانِ کرم سے حق کے ہیں سیر — پانی میں نگر، کچھار میں شیر
جاتا ہے کوئی ملہار گاتا — ہے دیس میں کوئی گنگناتا
بھنگی ہیں نشے میں گاتے پھرتے — اور بانسریاں بجاتے پھرتے
ہیں شکر گزار تیرے برسات — انسان سے لے کے تا جمادات
دُنیا میں بہت تھی چاہ تیری — سب دیکھ رہے تھے راہ تیری

تجھ سے کھُلا یہ رازِ قدرت
راحت ملتی ہے بعد کلفت

(حالی)

سوال

(۱) آسمان پر کاہے کا شور برپا ہے ؟
(۲) ابر کی فوج اپنے ساتھ کیا لا رہی ہے ؟
(۳) کیسے معلوم ہوتا ہے کہ بادلوں نے چرخ پر چھاؤنی چھائی ہے ؟
(۴) بارش کے وقت سورج کی کیا حالت ہو رہی ہے ؟
(۵) باغوں اور کھیتوں کا کیا حال ہے ؟
(۶) سنگ اور شجر کی وردی ایک سی کیوں ہو رہی ہے ؟
(۷) پپیہے - مور - کوئل اور مینڈکوں کا کیا حال ہے ؟
(۸) لوگ برسات کی راہ کیوں دیکھ رہے تھے ؟

مشق

(۱) برکھا رُت - جل تھل - سنسار - چاہ -
اوپر کے لفظوں سے برسات پر پانچ جملے بناؤ +
(۲) "راحت ملتی ہے بعد کلفت"
اوپر کی بات کو برسات کی مثال دے کر ثابت کرو۔
(۳) اُن جانوروں کے نام اپنی کاپی میں لکھ لو جو برسات میں بہت خوش ہوتے ہیں +

(۴) کوسوں ہے جدھر نگاہ جاتی
قدرت ہے نظر خدا کی آتی

اوپر کے شعر کی نثر بتاؤ +

(۵) اِس نظم میں سے وہ شعر چُن لو۔ جن میں بادلوں کو فوج اور چھاونی سے مثال دی گئی ہے۔ دیکھو شعروں کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے جیسے سچ مُچ کوئی چھاونی ہے اور فوجیں جا رہی ہیں اور آ رہی ہیں +

(۶) اِس نظم کے مشکل الفاظ کی ایک فہرست بناؤ۔ اور اُن کے معنی لغت میں دیکھو

عملی کام

کسی دن بارش کے وقت کسی باغ میں بیٹھ کر اس نظم کو پڑھو۔ سب باتیں ویسی ہی پاؤ گے جیسی نظم میں بتائی گئی ہیں +

۲۱- ڈاکیا

اسلم نے اپنے دادا کو ایک خط لکھا اور ایک لفافے میں بند کر کے اُس پر اپنے دادا کا نام اور پتہ لکھا۔ پھر اُس نے لفافے کے بائیں کونے میں نیچے کی طرف اپنا نام اور پتہ لکھا۔ تاکہ دادا کو کسی وجہ سے خط نہ ملے تو اُسے واپس مل جائے۔ اس کے بعد اُس نے اُس پر ایک آنے کا ٹکٹ لگایا۔ اور پھر سڑک پر جا کر لال رنگ کے لیٹر بکس میں ڈال دیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بڑا سا تھیلا لئے ہوئے ایک آدمی آیا۔ اور اُس نے اسلم کا خط اور بہت سے دوسرے خط لیٹر بکس کھول کر نکالے اور وہاں سے چلا گیا۔ وہ ہر ایک لیٹر بکس سے خط نکالتا تھا اور اپنے بڑے تھیلے میں ڈال لیتا تھا۔

جب اُس نے اپنے راستے کے سب لیٹر بکسوں سے خطوط جمع کر لئے تو ڈاک خانہ چلا گیا اور وہاں

پہنچ کر اپنا تھیلا ایک اور آدمی کے حوالے کیا۔
اس دوسرے آدمی نے اور اس کے ساتھیوں نے
خطوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ ایک ایک
خط لے کر ایک بہت سے خانوں والی بڑی الماری
میں رکھتے جاتے تھے۔ اسلم کا خط بھی ان ہی
میں تھا۔

پھر خطوں کے ٹکٹوں پر کالی سیاہی کی مُہر
لگا دی گئی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ٹکٹ
استعمال کر لیا گیا اور اب دوبارہ کام میں نہیں
لایا جا سکتا۔ مہر پر ڈاک خانے کا نام اور ڈاک
کی تاریخ اور وقت لکھا ہوا تھا۔

مُہر لگانے کے بعد خط چھانٹے لگے اور جن
پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ لگے ہوئے تھے وہ خالی
تھیلوں میں بند کر کے جلدی بھیج دئے گئے کہ
ہوائی جہاز سے دوسرے مُلکوں کو روانہ کر دئے
جائیں۔ باقی خط تھیلوں میں بند کر کے ریل پر بھیج دئے۔

جب اسلم کا خط ریل سے لونی اسٹیشن پہنچا
جہاں اسلم کا بُڈھا دادا رہتا تھا تو اور خطوں
کے ساتھ وہ بھی ریل سے اُتار لیا گیا اور لونی

کے ڈاک خانے پہنچا دیا گیا - یہاں خطوں کو لے کر
گاؤں کے ڈاکیے چھانٹنے بیٹھ گئے - اس کے بعد
ٹکٹوں پر مہر لگائی گئی - جس میں یہاں پہنچنے کی
تاریخ اور وقت لکھا تھا - پھر ڈاکیوں کو دے کر
گاؤں میں بھیج دیا گیا کہ اسلم کے دادا کو بھی اسلم
کا خط پہنچا دیں +

ہر ڈاکیا ایک حلقے یا محلّے میں خط بانٹتا ہے -
اور پہلے ڈاک خانے میں بیٹھ کر اسی ترتیب سے
خط رکھ لیتا ہے - جس سے وہ آسانی سے ایک گھر
کے بعد دوسرے گھر والے کا خط دے سکے +

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض لوگ کسی
دوسری جگہ چلے جاتے ہیں - ڈاکیا آس پاس کے
رہنے والوں سے ان کا پتہ پوچھ لیتا ہے - اور
خط پر یہ نیا پتا لکھ کر پھر ڈاک میں ڈال دیتا
ہے - تاکہ جہاں وہ ہوں - وہیں یہ خط اُنھیں مل
جائے - بعض لوگوں کا پتہ نشان تلاش کرنے پر بھی
ڈاکیے کو نہیں ملتا - وہ یہ سب خط جمع کر کے
ایک دفتر میں بھیج دیتا ہے - جو لاوارث خطوں کا
دفتر کہلاتا ہے - اِس دفتر میں یہ سب خط کھولے

جاتے ہیں۔ اگر اس سے بھیجنے والوں کا پتہ چل جاتا ہے۔ تو ان کے پاس واپس کر دیے جاتے ہیں، ورنہ ضائع کر دیے جاتے ہیں ٭

اسلم کا خط ڈاکیا اسلم کے دادا کے پاس لایا۔ اسلم کا دادا اپنے پوتے کا خط پاکر بہت خوش ہؤا اسلم نے لکھا تھا کہ وہ ششماہی امتحان میں پاس ہوگیا ہے۔ اور گھر آنا چاہتا ہے۔ دادا نے اسلم کے پاس ہونے کی خوشی میں بہت سی مٹھائی خریدی اور ایک ٹوکری میں بھر کر ٹاٹ میں سی کر پارسل

بنایا ۔ گاؤں کے ڈاک خانے لے گیا ۔ وہاں ٹوکری
تولی گئی ۔ اور اس پر وزن کے مطابق اسلم کے
دادا سے محصول لیا گیا ۔ یہ اس طرح کہ اسلم کے
دادا نے محصول کے داموں کے ٹکٹ ڈاک خانے
سے خرید کر پارسل پر لگا دیے ۔ اسلم کے
دادا نے اسلم کو کرایے کے لئے روپے بھی
بھیجے ۔ اس نے ایک سادہ فارم لے کر اس پر
اسلم کا پتہ لکھا ۔ اس کے علاوہ روپیوں کی تعداد
اور تاریخ بھی لکھی ۔ روپیہ بھیجنے کی کچھ فیس
ڈاک خانے والے لیتے ہیں ۔ وہ ادا کر کے منی آرڈر
فارم اور روپیہ ڈاک خانے والے کلرک کے
حوالے کئے ۔ اُس نے ایک رسید دے دی ۔ اب
یہ روپئے لونی کے ڈاک خانے میں جمع کر دیئے
جائیں گے ۔ فارم دہلی بھیج دیا جائے گا اور اسلم
کو بھی دہلی کے ڈاک خانے سے اتنے ہی روپئے
مل جائیں گے ۔

اسلم کی مٹھائی اور روپئے گاؤں سے دہلی
اس طرح پہنچ گئے ۔ جس طرح دہلی سے اسلم کا خط
اُس کے دادا کے پاس آیا تھا ۔

جب اسلم کو مٹھائی کا پارسل ملا تو اُس نے بڑے شوق سے کھولا۔ وہ مٹھائی کھاتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ ہمارا ڈاکیا کیسا اچھا ہے کہ ہمارے گاؤں کے پیڑے لا لاکر ہمیں کھلاتا ہے۔ اسلم کو منی آرڈر بھی مل گیا۔ اُس نے فوراً گھر روانہ ہونے کی تیّاری کی اور دوسرے دن صبح اپنا سامان باندھ کر اسٹیشن کی طرف چل دیا۔

سوال

(۱) اسلم نے جو خط لیٹر بکس میں ڈالا تھا وہ لونی کیسے پہنچا؟

(۲) اسلم کے دادا نے اسلم کو مٹھائی کا پارسل کیسے روانہ کیا؟

(۳) اسلم کے پاس دادا کا بھیجا ہؤا روپیہ کیسے پہنچا؟

(۴) خط کے ایک کونے پر اسلم نے اپنا پتہ کیوں لکھ دیا تھا؟

(۵) ڈاکیا ایسے خطوں کا کیا کرتا ہے جن کے پانے والوں کا پتہ نہ چلے؟

(۶) لوگ ہوائی جہاز سے خط کیوں بھیجتے ہیں؟

(۷) ٹکٹوں پر مُہر کیوں لگائی جاتی ہے؟

مشق

(۱) "لیٹر بکس، پارسل، منی آرڈر" یہ چیزیں کیا ہوتی ہیں؟

ہر ایک کے آگے یہ لکھ دو کہ ان سے کیا فائدہ ہے؟
(۲) لیٹر بکس، ڈاک خانہ، ریل گاڑی، دوسرا شہر۔
اوپر تمہارے خط کا راستہ لکھا جاتا ہے۔ اس راستے کو ذرا بڑھا کر اپنی کاپی میں لکھو۔
(۳) مُہر، پتا۔
اوپر کی چیزیں اگر خط پر نہ ہوں تو کیا نقصان ہو؟ مُہر کی بات مُہر کے سامنے اور پتے کی پتے کے آگے لکھو۔
(۴) میرا، تمھارا، ہمارا، اُس کا، اُن کا۔
بتاؤ اوپر کے لفظ قائم مقام اسم ضمیر کیوں ہیں؟

عملی کام

اپنی جماعت میں کارڈ پر پتہ لکھنا سیکھو۔ منی آرڈر کا فارم بھرنا سیکھو۔ کسی قریب کے ڈاک خانے میں ایسے وقت جاؤ کہ وہاں لیٹر بکس سے ڈاک نکالی جا رہی ہو۔ پھر دیکھو کہ سارے خطوں پر کیسے مُہریں لگائی جاتی ہیں۔ کیسے وہ تھیلوں میں بند کئے جاتے ہیں، اور کس طرح ریل پر بھیجے جاتے ہیں؟

۲۲- ہمارا گاؤں

جنابِ والد صاحب! تسلیم۔ میں اچھی طرح ہوں۔ دسمبر کی چھٹیوں میں گھر آ رہا ہوں۔ میرے ساتھ میرے ایک دوست بھی آئیں گے۔ اُنھوں نے گاؤں کے رہنے سہنے کے طریقے نہیں دیکھے ہیں۔ اُنھیں بڑا شوق ہے۔ آپ اِن کے رہنے کا انتظام کر رکھئے گا۔

آپ کا پیارا بیٹا
کیلاش

کیلاش:- دسمبر کی چھٹیاں آ گئیں۔ بھائی رفیق کل تیّار رہنا۔

رفیق:- جی میں چار دن سے تیّار بیٹھا ہوں۔ بھئی مجھے گاؤں دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔

کیلاش:- چلو۔ چلو۔ تمھارا شوق پورا ہو جائے گا اور میں اپنے گھر ہو آؤں گا۔

رفیق:- میرے خیال میں گاؤں کی عجیب تصویر کھنچی ہوئی ہے۔ میں اپنے ایک رشتے دار

کی شادی میں گیا تھا۔ ریل میں چند گاؤں
والے بیٹھے تھے۔ وُہ کہتے جاتے تھے۔ وُہ
دیکھو وُہ کھجوروں کے پیڑ۔ بس اُن کے آگے
مکھن پُور گاؤں ہے +

کیلاش:۔ ہاں۔ ہاں گاؤں والے اپنے گھوڑوں
پر۔ بیل گاڑیوں پر اور پیدل ایک گاؤں
سے دُوسرے گاؤں آتے جاتے رہتے ہیں۔
انھیں راستے خُوب یاد ہوتے ہیں۔ درختوں
کو دیکھ کر پہچان جاتے ہیں۔ تُم کل دس
بجے تک تیار ہو کر میرے یہاں آ جانا +

رفیق:۔ اچھّی بات ہے۔ باقی باتیں راستے میں
کریں گے۔ کیوں موٹر لاری سے چلوگے نا؟

کیلاش:۔ ہاں۔ ہاں +

(رفیق اور کیلاش موٹر لاری میں بیٹھے باتیں
کرتے جا رہے ہیں) +

کیلاش:۔ رفیق دیکھنا یہ گنّے کے کھیت ہیں
ان کھیتوں کے گنّے بہت میٹھے ہوتے ہیں +

رفیق:۔ اور وُہ پیلے پیلے پھُولوں کا کھیت کاہے
کا ہے؟

کیلاش - سَرسوں کا - اِس کے پاس مُولی کا کھیت ہَے +

رفیق - ارے یہ گاڑی کیوں رُک گئی ؟

کیلاش - آؤ - اُترو - لاری آگے جائے گی - پتا جی نے بَیل گاڑی بھیج دی ہَے - دیکھو وُہ کیا سامنے کھڑی ہَے ؟

رفیق - چلو بھئی چلیں - اہاہاہا - کَیسی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں ہَیں - اَور یہ ندی تو دیکھو +

کیلاش - یہ ندی نہیں ہَے - نہر ہَے - جب پانی کم برستا ہَے - تو کھیت والے اِس کے پانی سے اپنے کھیت سینچتے ہَیں - دیکھو اب گاؤں شُروع ہو گیا +

رفیق - بھلا اِس گاؤں کا مالِک کَون ہَے ؟

کیلاش - ہمارے پتا جی مالِک ہَیں - اَور کَون ہَے - وُہی اِس گاؤں کے زمیندار اَور مُکھیا بھی ہَیں +

رفیق - اچھا یہ مُکھیا کیا چیز ہوتی ہَے ؟

کیلاش - چیز نہیں ہوتی ہَے - بڑے چودھری کو مُکھیا کہتے ہَیں - گاؤں کے جھگڑے بکھیڑے

وہی طے کرتا ہے - گاؤں کی اچھی بُری بات کی دیکھ بھال بھی مُکھیا کرتا ہے +

رفیق:- تو اس کو سرکار سے تنخواہ بھی ملتی ہوگی؟

کیلاش:- نہیں اُسے تنخواہ نہیں ملتی - تنخواہ تو گاؤں کے چوکیدار اور پٹواری کو ملتی ہے +

رفیق:- اچھا تو چوکیدار اور پٹواری مُکھیا سے بڑا ہوتا ہوگا +

کیلاش:- نہیں بھائی یہ نوکر ہوتے ہیں - مُکھیا نوکر تھوڑا ہی ہوتا ہے - جیسے شہر میں پولیس کا سپاہی پہرا دیتا ہے - ایسے ہی گاؤں میں چوکیدار پہرا دیتا ہے - لڑائی بھڑائی - چوری ڈاکے کی خبر پاس کے تھانے میں پہنچاتا ہے - کبھی کبھی پٹواری کے کاغذات قانون گو یا تحصیلدار کو دکھانے لے جاتا ہے +

رفیق:- تو پٹواری کا چپراسی ہُوا +

کیلاش:- نہیں - گاؤں کا چپراسی سمجھئے +

رفیق - یہ قانون گو اور تحصیلدار کہاں رہتے ہیں - اُن کے گھر تو تمہارے گاؤں میں بڑے اُونچے اور اچھے ہوں گے +

کیلاش:۔ گاؤں میں تھوڑی رہتے ہیں۔ سرکاری عُہدے دار ہیں۔ شہر یا تحصیل میں رہتے ہیں +

رفیق:۔ اچھّا پٹواری کیا ہوتا ہے ؟

کیلاش:۔ ہمارے بڑے بھیّا گاؤں کے پٹواری ہیں۔ چلو تُمھیں اُن کے گھر لے چلیں +

رفیق:۔ بھئی واہ۔ بڑی ہری بھری جگہ ہے۔ جدھر آنکھ اُٹھاؤ ہریالی ہی ہریالی نظر آتی ہے +

کیلاش:۔ اور ہاں دیکھنا ایک اور بات بتاؤں میرے چچا کا بڑا لڑکا نمبردار ہے +

رفیق:۔ نمبردار سے کیا مطلب ؟

کیلاش:۔ نمبردار کسانوں سے لگان جمع کر کے سرکاری خزانے میں داخل کرتا ہے۔ اِس لئے سرکار لگان میں سے پانچ روپئے سیکڑا نمبردار کو دیا کرتی ہے۔ جیسے نمبردار سَو روپئے لگان جمع کرے تو اُس میں سے پانچ روپئے رکھ لے گا اور پچانوے روپئے سرکاری خزانے میں جمع کر دے گا +

رفیق۔ بھائی۔ انتظام تو بہت اچھّا ہے۔ سرکار

کو گھر بیٹھے روپیہ پہنچ جاتا ہے +

کیلاش:- لو بھئی بڑے بھیّا کی چوپال آ گئی +

رفیق:- چوپال کسے کہتے ہیں ؟

کیلاش:- گھر کے باہر مہمانوں کے اُٹھنے بیٹھنے کی جگہ جسے تم بیٹھک کہتے ہو +

"ارے چھٹّوا - او چھٹّوا - بھیّا جی گھر ہیں" ؟

چھٹّوا:- نہیں سرکار - کھیوٹ - خسرہ لے کر قانون گو کے پاس تحصیل گئے ہیں +

رفیق:- بھئی یہ کیا چیزیں ہیں ؟

کیلاش:- پٹواری کے رجسٹروں کے نام ہیں - خسرہ - کھتونی - جمعبندی - سیاہا - کھیوٹ - روزنامچہ اور فرد احکام وغیرہ +

رفیق:- ان کتابوں میں پٹواری کیا کیا لکھتا ہے ؟

کیلاش:- خسرے میں کسانوں کے کھیت کے نمبر اور رقبہ - محال کا نام - پٹّی کا نمبر وغیرہ ضروری باتیں ہوتی ہیں +

رفیق:- کھتونی اور جمعبندی میں ؟

کیلاش:- ان میں کاشتکاروں اور زمین جوتنے والوں کے نام ، اُن کے پورے پتے ، خسرے

کا نمبر، کھیت کا رقبہ ۔ لگان کی پوری تفصیل
یہ سب باتیں درج ہوتی ہیں +
رفیق:۔ اور رسیا ہے ہیں ؟
کیلاش:۔ اُس میں کُل وصُول شُدہ لگان لِکھا
ہوتا ہے +
رفیق:۔ اچھا کھیوٹ ہیں ؟
کیلاش:۔ کھیوٹ میں حِصّے داروں کے نام اور
اُن کے حِصّوں کا رقبہ اور دُوسری باتیں درج
ہوتی ہیں +
رفیق:۔ اور روزنامچے اور فرد احکام ہیں ؟
کیلاش:۔ روزنامچے میں پٹواری روز کا کام درج
کرتا ہے ۔ فرد احکام میں قانون گو۔ نائب
تحصیلدار ۔ تحصیلدار کے حُکم احکام لِکھتا
ہے +
رفیق:۔ نائب تحصیلدار کون ہوتا ہے ؟
کیلاش:۔ گاؤں کا سب سے بڑا عُہدے دار
پٹواری ہوتا ہے ۔ اُس کے اُوپر قانون گو ۔
قانون گو سے اُونچا نائب تحصیلدار۔ اور اُس
سے اُوپر تحصیلدار ؛

رفیق:- تو زمین وغیرہ کا جھگڑا تحصیلدار ہی چکاتا ہوگا؟

کیلاش:- سب سے پہلے تو تمام جھگڑے پنچایت ہی میں طے ہو جاتے ہیں۔ اگر وہاں طے نہ ہوں تو گاؤں کا پٹواری طے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سب سے آخر میں تحصیلدار تک نوبت پہنچتی ہے +

رفیق:- گاؤں کی پنچایت گاؤں کی عدالت ہے؟

کیلاش:- ہاں ہاں۔ مگر یہاں وکیل۔ بیرسٹر یا سرکاری اشٹامپ وغیرہ کی ضرورت کبھی نہیں پڑتی +

رفیق:- یہ تو بڑی اچھی بات ہے +

کیلاش:- گاؤں میں اتحاد بہت ہوتا ہے۔ اتحاد سے سب کام بن جاتا ہے۔ یہی بات تو ہے۔ جو بڑے بڑے جھگڑے آپس میں طے ہو جاتے ہیں +

رفیق:- تمھارا گاؤں اور اُس کا اِنتظام بہت اچھا ہے۔ میرا جی بہت خوش ہُوا۔ مَیں نہیں سمجھتا تھا کہ گاؤں کی زندگی ایسی اچھی

ہوتی ہے

سوال

۱۔ رفیق اور کیلاش گاؤں کس طرح پہنچے ؟
۲۔ راستے میں اُنھوں نے کس کس چیز کے کیفیت دیکھے ؟
۳۔ کیلاش کے باپ گاؤں میں کیوں رہتے تھے ؟
۴۔ چوکیدار گاؤں میں کیا کرتا ہے ۔ اور نمبردار کیا ہوتا ہے ؟
۵۔ پٹواری گاؤں میں کیا کام کرتا ہے ؟
۶۔ پٹواری کے پاس کون کون سے رجسٹر ہوتے ہیں ؟
۷۔ ایک گاؤں کے سرکاری عہدے دار کتنے ہوتے ہیں ؟

مشق

۱۔ گاؤں کا مالک ۔ بڑا چودھری ۔ پہرا دینے والا گاؤں کے کاغذ رکھنے والا ۔ سرکاری روپیہ جمع کرنے والا ۔ ہر ایک کے آگے لکھ دو کہ وہ کیا کہلاتا ہے ؟

۲ - گاؤں کی کن باتوں کی خبر تھانے بھیجی جاتی ہے
جواب کاپی پر لکھو +

۳ - گاؤں کے عُہدے داروں کے نام اپنی کاپی
پر لکھو +

۴ - پٹواری کے رجسٹروں کے ناموں کی ایک فہرست
بناؤ - ہر ایک کے آگے لکھ دو کہ اس میں کیا
لکھا جاتا ہے ؟

۵ - کھیت - محال - پٹی اِن زمینوں میں کیا فرق
ہے ؟

عملی کام

کسی گاؤں کی سیر کرو - اپنے اُستاد کو ساتھ
لے لو - گاؤں کے پٹواری سے مِل کر اُس کے
رجسٹر دیکھو +

۲۳ - سری کرشن جی

ہمارے ملک میں راجپوتوں کی دو بہت مشہور قومیں ہوئی ہیں - سورج بنسی اور چندر بنسی - یہ لوگ بڑے سورما اور تلوار کے دھنی تھے - نامی نامی راجہ اِن ہی میں ہوئے ہیں - کرشن جی باپ کی طرف سے سورج بنسی اور ماں کی طرف سے چندر بنسی تھے +

وُہ متھرا کے راجہ کنس کے بھانجے تھے - متھرا کا راج تھا تو کرشن جی کے باپ دادا کا مگر کنس کا باپ کرشن جی کے دادا کو مار کر خُود راجہ بن بیٹھا تھا - کنس کو کرشن جی کے باپ باسدیو سے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں وُہ یا اُن کی اولاد اپنے باپ دادا کا بدلا نہ لے - اس ڈر سے اُس نے کرشن جی کے چھ بھائیوں کو ایک ایک کر کے پیدا ہوتے ہی مار ڈالا - ساتویں بھائی بلرام اور خُود کرشن جی کی جان بڑی ترکیبوں سے بچائی گئی +

یہ دونوں بھائی رِندرا بن کے گوالوں میں پلے پڑھے۔ سب اُنھیں گوالوں ہی کے لڑکے سمجھتے تھے۔ جوان ہُوئے تو اُن کی سُورمائی اور دُوسری صِفتوں کے چرچے دُور دُور پھیلے۔ لوگ کہتے یہ باتیں گوالوں کے لڑکوں میں کہاں سے آئیں۔ ضرُور کچھ بھید ہے۔ ہو نہ ہو یہ باسدیو ہی کے لڑکے ہیں۔ کنس کے دِل میں تو چور تھا ہی اُسے اِس بات کا یقین آگیا +

کنس نے متھرا میں ایک بڑے دنگل کا سامان کیا اور اِن دونو بھائیوں کو بھی نیوتا بھجوایا کُشتی کے بہانے اِن کی جان لینے کے ڈھنگ نکالے۔ پہلے تو ایک مست ہاتھی چھوڑ دِیا گیا ہاتھی کرشن جی کی طرف آیا۔ تو اُنھوں نے دلیری سے اُس کا مُقابلہ کیا۔ تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں اُس کی سُونڈ اُڑا دی۔ پھر کُشتی میں ایسے زبردست پہلوانوں سے جوڑ بدی گئی کہ معلُوم ہوتا تھا۔ دم بھر میں وُہ اِن لڑکوں کو مسل ڈالیں گے لیکن اِن دونوں نے اِن پہلوانوں کے بھی چھکے چھُڑا دِیئے۔ آخر میں کرشن جی نے خُود کنس کا

ہاتھ پکڑ تخت سے گھسیٹ لیا اور اُس کا
کام تمام کر دِیا ۔ متھرا والوں نے کرشن جی کی
خوشامد کی کہ آج سے آپ ہی ہمارے راجہ ہو
جائیں ۔ کرشن جی نے کہا "مَیں نے راج گدّی
کے لِئے کنس کو نہیں مارا ۔ مَیں تو ایک پاپی
سے اپنے ملک کو پاک کرنا چاہتا تھا" ۔ یہ کہہ کر
کنس کے باپ کو گدّی پر بٹھا، تاج اُس کے
سر پر رکھ دِیا +

کنس کے سُسر راجہ جراسندہ نے کنس کا
حال سُنا تو جل گیا ۔ داماد کا بدلا لینے متھرا پر چڑھ
دَوڑا ۔ کرشن جی اور بلرام نے جراسندہ کو مار بھگایا
راجہ جراسندہ بہت طاقت ور اور مغرور تھا ۔
بڑے بڑے راجاؤں کو غُلام بنا کر قید کر رکھا
تھا ۔ اُس نے پھر چڑھائی کی ۔ اٹھارہ بار چڑھ
چڑھ آیا ۔ لیکن ہمیشہ مُنہ کی کھائی ۔ بلرام اور
کرشن جی نے بہادری کے وُہ وُہ جَوہر دِکھائے
کہ سب لوہا مان گئے ۔ اُنیسویں بار اُس نے
جنگلی قوموں اور دَل بادل فوجوں کو لے کر پھر
چڑھائی کی ۔ اب کرشن جی نے مُقابلہ کرنا مُناسِب

نہ سمجھا - اور اپنی قوم کو لے کر گجرات کی طرف چلے گئے - سمندر کے کنارے دوارکا نامی قلعہ بنا کر وہاں آباد ہو گئے +

اُسی زمانے میں ہستنا پور کے راجہ پانڈو کے پانچ بیٹے یدھشٹر - ارجن - بھیم - نکل - سہدیو - بہت مشہور ہوئے ہیں - یہی ہستنا پور کے مالک تھے - مگر ان کے چچا دھرت راشٹر اور اُس کے بیٹے دریودھن نے انھیں راج پاٹ سے بے دخل کر دیا تھا - بے چارے جان بچائے دیس بدیس مارے مارے پھرتے - اس زمانے میں راجہ درُوپد کی بیٹی درُوپدی سے ارجن کی شادی ہو گئی +

دھرت راشٹر نے سُنا تو اپنے بھائی کو درُوپد کے پاس بھیجا - بہو اور بھتیجوں کو اپنے پاس بُلا کر رکھا اور راج کا ایک حصّہ کھانڈو پرشت انھیں دے دیا - مگر یہ علاقہ نرا جنگل تھا - اس میں جانوروں کی سی وحشی قومیں رہتی تھیں - اور اب تک کسی کے بس میں نہ آئی تھیں - آمدنی کا بھی کوئی سامان نہ تھا - لیکن پانڈوؤں نے ہمّت سے کام لیا اور کرشن جی کی مدد سے اس جنگل

میں منگل کر دیا۔ کھانڈو پرست کی کایا پلٹ کردی۔ ایک شہر اِندر پرست نامی آباد کیا۔ اور ایک مضبوط قلعہ بنایا +

کرشن جی یدھشٹر کو اندر پرست کا راجہ بنا کر دوارکا چلے گئے۔ کچھ دن پیچھے پھر آئے۔ پانڈوؤں نے کرشن جی کی مدد سے اِن جنگلی قوموں کو اپنے بس میں کر لیا۔ جن کا سامنا کرتے بڑے بڑے راجہ ڈرتے تھے۔ اِس سے سب ہی راجوں مہاراجوں پر پانڈوؤں کی دھاک بیٹھ گئی +

اب یدھشٹر نے اپنے راج سیوگ منانے اور آزادی کے اِعلان کی ٹھانی۔ کرشن جی نے کہا "پہلے جراسندھ کا خاتمہ کرنا ہے"۔ یدھشٹر ہچکچایا لیکن کرشن جی۔ بھیم اور ارجن کو لے کر جراسندھ سے لڑنے چل دئے۔ وہاں بھیم اور جراسندھ کی چودہ دِن کُشتی رہی۔ آخر جراسندھ کا بھی کام تمام ہُوا۔ کُشتی کی شرط یہ تھی کِہ جو مارے وُہ راج کا مالک ٹھہرے۔ مگر کرشن جی نے جراسندھ کے بیٹے کو گدّی پر بٹھا دِیا۔ ہاں جو راجہ قید میں پڑے ہُوئے تھے اُن کو قید سے آزاد

کیا - اب اندر پرست میں راج سیوگ منایا گیا - دور دور کے بڑے بڑے راجہ شریک ہوئے اس کے بعد وہ بڑی لڑائی ہوئی جو مہابھارت کے نام سے مشہور ہے - اس میں بھی کرشن جی کا بڑا حصہ ہے - دریودھن اور اس کے اندھے باپ کے دل میں دغا آئی - یدھشٹر کو دھوکا دے کر اس کے راج پر قبضہ جما لیا - تو پانڈوؤں نے درُوپد سے جا فریاد کی - درُوپد نے اپنے درباریوں سے صلاح لے دریودھن سے لڑنے کی تیاری کی اور ادھر کرشن جی کو بھی دوارکا سے لڑنے کے لئے بلوایا - کرشن جی کی تو ساری عمر ظالموں کو سزا دیتے اور مظلوموں کی مدد کرتے گذری تھی - اُن کا تو کام ہی یہ تھا - فوراً آئے +

کرشن جی نے پہلے تو صلح صفائی کرانے کی کوشش کی مگر دریودھن نے کسی کی نہ مانی - آخر تھانیسر کے پاس کورکشیتر کے میدان میں ایسا رن پڑا کہ اس میں ہمارے ملک کے بہت بڑے بڑے سورما کام آئے - دریودھن بھی مارا گیا -

یُدھِشٹر پھر سے راج پاٹ کا مالِک ہُوا +

کِرشن جی پھر دوارکا چلے گئے وہاں بھی کِرشن جی ظالموں کا سر کچلنے میں مظلوموں کے شریک رہے جب میدان صاف ہوگیا تو کِرشن جی جنگل میں نکل آئے - اب بس عبادت اور ریاضت سے کام تھا اور خدا ہی سے لو لگائے رہتے تھے - ایک دِن کِسی شکاری کا تیر شکار کے دھوکے میں کِرشن جی کے آ لگا اور ان کا کام تمام کر دیا +

سوال

۱ - کنس کو کِرشن جی کے گھرانے سے کیوں دُشمنی تھی ؟

۲ - کنس نے کِرشن جی کی جان لینے کے لئے کیا ترکیبیں کیں ؟

۳ - جراسندھ نے متھرا پر کیوں چڑھائیاں کیں ؟

۴ - پانڈو کَون تھے ؟

۵ - مہابھارت کی لڑائی کیوں ہُوئی ؟

۶ - کِرشن جی نے مہابھارت کی لڑائی میں حصّہ کیوں

لِیا ؟

۷- کرشن جی کی ساری عُمر بھلائی کے کِس کام میں گُذری ؟

مشق

۱- 'دوارکا' کہاں ہے - ہِندُو اُس جگہ کو تیرتھ کیوں مانتے ہیں - ہِندُوستان میں اَور کَون کَون سے تیرتھ ہیں -

۲- سُورج بنشی - چندر بنشی

بتاؤ کرشن جی سُورج بنشی تھے یا چندر بنشی ؟ یہ کِس ذات کے لوگ ہوتے ہیں - کیا کوئی دُوسری ذاتیں بھی تُمھارے مُلک میں ہیں - اُن کو کاپی میں لِکھو +

۳- تُم نے سبق میں دیکھا کہ کرشن جی نے ہمیشہ 'سچ' کا ساتھ دِیا - مِثال میں تُم سبق کی کَون کَون سی باتیں بتا سکتے ہو - وُہ باتیں اپنی کاپی پر لِکھو +

۴- سُورما - دھنی - نیوتا - راج سیوک -

اُوپر کے لفظوں کے معنی معلُوم کرو اَور اپنی

کاپی میں لکھ دو +

۵- راج پاٹ - دیس بدیس - صُلح صفائی عبادت ریاضت اُوپر کے ہر لفظ میں دو دو لفظ شامِل ہیں یہ کبھی کبھی ساتھ ہی ساتھ بولے جاتے ہیں - تُم اِن سے جُملے بناؤ +

۶- نیچے کے جُملوں میں ٹھیک ٹھیک ضمیریں لکھ دو -

کیا .... کبھی بمبئی گئے ہو ؟

.... نے تو ہندوستان کی بہت سے شہر دیکھے ہیں +

..... کبھی گھر سے باہر نکلا ہی نہیں +

.... وطن سے قریب ہی سمندر ہے +

دہلی .... وطن سے کتنی دُور ہے؟

...... شہر میں ہندو - مُسلمان دونوں کے بزرگوں کی یادگاریں ہیں +

۲۴ - ہماری دُعا

(جس باغ میں پودے ہوں مگر پتّیاں اور پُھول نہ ہوں تو وُہ باغ کیسا اُجڑا ہُوا معلوم ہوگا - ایسی ہی مِثال ہمارے وطن کی ہے۔ ہِندُو مُسلمان اِس باغ کے پودے ہیں۔ اگر اِن میں میل مِلاپ نہ ہو - تو ہِندُوستان ایک اُجڑے ہُوئے باغ کی طرح ہے - جس میں نہ پتّیاں ہیں نہ پھل - دیکھو اِسی بات کو ایک شاعِر نے نیچے کے شِعروں میں طرح طرح سے کہا ہے)+

ہِندُوستاں کو یا ربّ ہِندُوستاں بنا دے
اُجڑے ہُوئے چمن کو پُھولوں سے پھر سجا دے
گاتی پھریں چمن میں پھر بُلبُلیں ترانے
جنّت ہو جِن پہ شیدا وُہ پُھول پھر کِھلا دے
دردِ وطن سے ہو کر بے چین اور بے کل
جو سو رہے ہیں غافِل رُوحی اُنھیں جگا دے
اُٹھ کر مِلیں گلے سب، ہو دُور دِل سے کِینہ،
ہر شخص اپنے دِل سے نقشِ دُوئی مِٹا دے

بے گانگی کا پردہ، اُٹھ جائے درمیاں سے
بچھڑے ہوئے دلوں کو یارب تو پھر ملادے
(روحی الٰہ آبادی)

سوال

۱۔ شاعر نے ہندوستان کو اُجڑا ہُوا چمن کیوں کہا ہے؟
۲۔ اِس چمن میں اگر پھر سے بہار آجائے تو کیا حالت ہو؟
۳۔ وطن کے درد سے آدمی کی کیا حالت ہو جاتی ہے؟
۴۔ ہمارے دِلوں سے کینہ کیسے دُور ہو سکتا ہے؟
۵۔ ہمارے بچھڑے ہُوئے دِل پھر کیسے مِل سکتے ہیں؟

مشق

۱۔ نقشِ دُوئی ۔ نقشِ محبت ۔ نقشِ عداوت +
پہلا لفظ تم نے سبق میں پڑھا ۔ دو باہر کے ہیں بتاؤ ۔ دونوں کے معنی کیا ہیں؟
۲۔ بے چین ۔ بے کل +
اُوپر کے لفظ تم نے سبق میں پڑھے ۔ اِن میں

"بے" کے معنی کیا ہیں - دو لفظ تم سوچ کر بتاؤ جو "بے" سے شروع ہوتے ہوں اور وہاں بھی "بے" کے یہی معنی ہوں +

۳ - اُجڑنا - سجانا - کینہ دُور کرنا - بچھڑوں کو ملانا +
اُوپر کے لفظوں سے وطن پر چار جُملے لکھ دو +

۴ - نیچے کے لفظوں کو غور سے پڑھو اور بےگانگی اور بےگانہ کے معنی معلوم کرو -
ہندو مسلمانوں میں آپس میں بے گانگی نہیں ہے +
ہندو مسلمان آپس میں بیگانہ نہیں ہیں +

۵ - اپنی کاپی میں لکھو کہ تمہارے خیال میں ہندو مسلمانوں کے بچھڑے ہوئے دل کیسے مل سکتے ہیں ؟

۶ - گھوڑا دوڑتا ہے - لڑکا پڑھتا ہے - چڑیا اُڑتی ہے - دوڑنا پڑھنا، اُڑنا تینوں کام ہیں - اُوپر کے جُملے بتاتے ہیں کہ یہ کام کئے گئے ہیں - اور اِن کا کرنے والا بھی کوئی ہے - کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں اور کام کو فعل کہتے ہیں
نیچے کے جملوں میں فاعل اور فعل پر نشان لگاؤ :-
کُتا بھونکا - چڑیا اُڑی - آدمی آیا - لڑکے دوڑے +

عملی کام

اِس نظم کو زبانی یاد کرلو اور سب مل کر گایا کرو +

۲۵ - چیونٹی کی باتیں

[جس طرح آدمیوں میں عادتیں پائی جاتی ہیں - اُسی طرح جانور اور کیڑے مکوڑے بھی عادتیں رکھتے ہیں - بات یہ ہے کہ کیڑوں میں بھی سمجھ ہوتی ہے - آج کے سبق میں تم چیونٹیوں کی عادتوں کا حال پڑھوگے - تمھارے سبق میں ایک چیونٹی خود ہی اپنی باتیں میاں صفدر کو سناتی ہے] +

صفدر تھا تو کوئی چار پانچ برس کا ننھا منا بچہ مگر بڑا ہی شیطان تھا - امّاں جب باورچیخانے میں دال بگھارنے یا ہانڈی اُتارنے جاتیں - تو فوراً وہاں جا پہنچتا - ابّا کبھی گھر پر حساب لکھنے یا اور کوئی کام کرنے بیٹھتے تو جھٹ سے اُن کی گودی میں چڑھ کر ہاتھ سے قلم چھین لیتا یا اِدھر اُدھر کی باتیں کرکے اُن کی طبیعت کام سے ہٹا دیتا - ماں باپ دُلار میں کچھ کہتے نہ تھے - لیکن ایک دفعہ جب صفدر نے ایک چیونٹی

کو چھیڑا تو اُس چیونٹی نے اچھی طرح خبر لی۔ صفدر کو اِس طرح سبق بھی مِل گیا اور چیونٹیوں کا بہت کچھ حال بھی معلوم ہو گیا +

ہُوا یہ کہ صفدر تخت پر بیٹھا مٹھائی کھا رہا تھا کہ شکر کے کچھ دانے نیچے گر گئے۔ تھوڑی دیر میں اُس نے دیکھا کہ ایک چیونٹی آئی اور شکر کے ایک دانے کو مُنہ میں اُٹھا کر روانہ ہوئی۔ صفدر نے یوُں ہی چھیڑنے کے لئے اپنا ہاتھ اُس کے سامنے رکھ دِیا۔ وُہ دُوسری طرف مُڑ گئی اور کچھ دُور چلی تھی کہ صفدر نے پھر اُس کا رستہ روک لیا۔ تھوڑی دیر تک وُہ اِسی طرح چیونٹی کو دِق کرتا رہا تب چیونٹی نے شکر کا دانہ رکھ دِیا، اور جھلّا کر کہا "۔ ہٹو جی ۔ تُم آخر میرا رستہ کیوں روکتے ہو۔ مَیں کھیل کوُد میں نہیں پڑتی" +

صفدر نے کہا "۔ بی چیونٹی تُم تو بڑی جلدی بگڑ گئیں" +

"مَیں مرد ہوں کوئی عورت نہیں ہُوں کہ تُم مجھے بی بی کہہ کر پُکارتے ہو۔ ہمارے یہاں عورتیں

الگ ہوتی ہیں مرد الگ اور ہم اپنے بچوں کو
اِس طرح شرارت کرنے کو نہیں چھوڑ دیتے۔
جیسے تمھارے ماں باپ نے تم کو چھوڑ رکھا ہے"
"بچے جب چھوٹے ہوتے ہیں تو اُن کی دیکھ
بھال کے لئے کھلائیاں ہوتی ہیں۔ جب وُہ
میری طرح بڑے ہو جاتے ہیں تو اُن کی دیکھ
بھال خود اُن کے ماں باپ کرتے ہیں"
"تمھارے یہاں کا قاعدہ تو کچھ عجیب ہی سا
معلوم ہوتا ہے"
ہمارے یہاں کا قاعدہ بہت ٹھیک ہے۔ عجیب
تو تمھارے قاعدے ہیں"
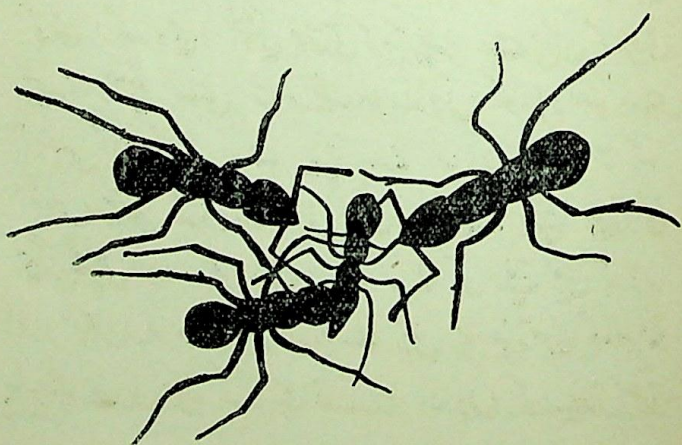
سُنو - ہم لوگوں کی پانچ قسمیں ہیں - ہماری ہر بستی
میں تھوڑے سے مرد ہوتے ہیں تھوڑی سی عورتیں
اُنھیں ہم خوب کھلاتے پلاتے رہتے ہیں اور آرام
سے رکھتے ہیں - اُن کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ
اور چیونٹیاں پیدا کریں - عورت جب انڈے دینے
والی ہوتی ہے تو اس کے پر نکل آتے ہیں - اور
وُہ بستی سے ہماری اجازت لے کر سوراخ کے باہر
آتی ہے - خوب اِدھر اُدھر اُڑتی ہے - اور پھر
انڈے دینے کے لئے واپس چلی جاتی ہے - جیسے
ہی وُہ پہنچی کھلائیاں آ کر اُس کے پر کاٹ دیتی
ہیں - اور جب انڈے دے چکتی ہے - تو یہ
کھلائیاں اُن انڈوں کی بہت حفاظت کرتی ہیں -
گرمی، سردی، خشکی، تری ہر چیز سے اُن کو بچاتی
ہیں - صُبح سے شام تک انڈوں کو اِدھر سے
اُدھر اور اُوپر سے نیچے لے جاتی ہیں - تا کہ
انھیں جتنی گرمی اور تری کی ضرورت ہے بس اُتنی
ہی پہنچے - یہ ہم پہلے سے طے کر لیتے ہیں کہ ہمیں
ان انڈوں سے مرد نکالنے ہیں یا عورتیں کھلائیاں
یا سپاہی - اُسی کے لحاظ سے انڈوں کو سینتے ہیں۔

جب مُدّت پُوری ہوگئی تو انڈا پھٹ جاتا ہے۔ اور اُس میں سے ایک جھلّی میں لپٹا ہُوا بچّہ نکلتا ہے اِس جھلّی کی دیکھ بھال میں بڑی احتیاط درکار ہوتی ہے۔ وُہ ایک ہی طرح سے پڑی رہے، تو بچّہ خراب ہو جاتا ہے، اِسے کِھلائیاں اُٹھاتی ہیں۔ اور کروٹ بدل بدل کر لِٹاتی رہتی ہیں۔ جھلّی پک کر سُوکھ جاتی ہے، تو بچّہ اُسے پھاڑ کر نکل آتا ہے کھلائیاں اُسے اپنے لُعاب سے دھوتی اور مَل مَل کر گرماتی ہیں۔ اُسے خُوب کِھلاتی پِلاتی ہیں۔ اور پھر جب طاقت آجاتی ہے۔ تو وُہ جس کام کے لئے پَیدا کیا گیا ہے۔ اُسی میں لگا دِیا جاتا

ہے - مگر ہم تُمھیں بات کیا سمجھائیں - تُم نے ہماری بستیاں تو دیکھیں ہی نہیں"۔

تُمھاری بستیوں میں کیا ہوتا ہے ؟ ہم نے تو بس چیونٹیوں کو ذرا ذرا سے سُوراخوں میں گھُستے دیکھا ہے"۔

"یہ ذرا ذرا سے سُوراخ تو اِس لئے ہوتے ہیں کہ تُمھارے جَیسے شریر بچّے اندر گھُس کر سب کچھُ تباہ نہ کر دیں - تُم اندر جاؤ تو ہزاروں لاکھوں چھوٹے بڑے کمرے ، دالان ، برآمدے اور ذخیرے دیکھوگے - اور اِن کے درمیان گلیاں اور سڑکیں - ہمارے ذخیرے کھانے کی چیزوں سے بھرے رہتے ہیں ، اس لئے کہ ہمارے مزد ہر وقت کھانے کی چیزیں جمع کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور اُس زمانے کے لئے ، جب ہمیں باہر نکلنا مُشکل ہوتا ہے ، کھانے کی چیزیں پہلے سے جمع کر لیتے ہیں - اِس لئے جاڑا ہو یا گرمی یا برسا - ہمارے یہاں کبھی کمی نہیں ہوتی - ہماری بستی کا خاصا بڑا حصّہ انڈوں اور بچّوں کے لئے ہوتا ہے ہماری کھلائیاں اُن کی ہر ضرورت کی فکر رکھتی

ہیں اور جب ہمارے اُوپر کوئی مُصیبت آتی ہے
تو ہم سب سے پہلے اُن ہی کو بچانے کی کوشش
کرتے ہیں - ہمارے یہاں نہ کوئی اپاہج ہوتا ہے
نہ خُود غرض - نہ کِسی کی عادتیں بگڑتی ہیں اور نہ
کِسی کو سزا دینے کی ضُرورت ہوتی ہے - ہم کو کوئی
حُکم دینے والا نہیں ہوتا - لیکن سارا کام وقت پر
اور سلیقے سے ہو جاتا ہے - ہم ہر حالت میں ایک
دُوسرے کا خیال رکھتے ہیں اور کوئی مدد کے لئے
چلّانے پُکارنے پر مجبُور نہیں ہوتا - اِس لئے کہ
ہم خُود ہی ایک دُوسرے کی مدد کو پہُنچ جاتے ہیں"
صفدر یہ باتیں مُنہ پھُلائے سُن رہا تھا کہ
اِتنے میں ایک چیونٹی نے بڑے زور سے اُس
کے ہاتھ میں کاٹا وُہ چاہتا تھا کہ اس دُوسری
چیونٹی کو ہاتھ سے مسل دے لیکن پہلی چیونٹی
نے چِلّا کر کہا " ہائیں ہائیں خبردار اِسے مت
مارنا - یہ وُہ پانچویں قِسم کی چیونٹی ہے جس کا
ذِکر کرنا میں بھُول گئی - یعنی ہمارے سپاہی - اِن
کا کام باقی چار قِسموں کی حِفاظت کرنا ہوتا ہے
جب دُوسرے کیڑے ہماری بستی کے اندر گھُس

آتے ہیں یا ہم میں سے کوئی خطرے میں ہوتا ہے، تو یہ پہنچ کر دُشمن پر ایک زہر کا فوّارہ چھوڑتے ہیں - یہ زہر ان کے پیٹ میں بھرا رہتا ہے اور معمولی کیڑے اِس کے اثر سے مر جاتے ہیں - جس دُشمن کو یہ زہر سے نہیں مار سکتے - اُس کو کاٹ کھاتے ہیں - اِس وقت جس سپاہی نے تُمہیں کاٹا وُہ سمجھا ہوگا کہ تُم مجھے کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہو یا مجھے کام سے روک رہے ہو - اور میں سمجھتی ہوں اُس نے ٹھیک کیا - اچھّا لو اب میں جاتی ہوں - تُم نے میرا بہت وقت ضائع کیا - آئندہ جب کسی چیونٹی کو دیکھو تو ستانا نہیں اور اُسے کام سے بھی نہ روکنا - ہم آدمیوں کی طرح نہیں ہیں - جب ہم اپنا کام ٹھیک طرح نہیں کر پاتے - تو ہماری طبیعت خراب ہو جاتی ہے - اور بڑی تکلیف ہوتی ہے" +

سوال

۱ - صفدر کے بی بی کہنے پر چیونٹی نے کیا جواب دیا؟

۲ - مزدور چیونٹی کیا کام کرتی ہے ؟
۳ - چیونٹیاں اپنے یہاں دائیاں کیوں رکھتی ہیں ؟
۴ - چیونٹی کی قوم میں کتنی قسمیں ہوتی ہیں ؟
۵ - چیونٹی کا بچہ کس طرح پیدا ہوتا ہے ؟
۶ - چیونٹیوں کی بستیاں کیسی ہوتی ہیں ؟
۷ - چیونٹیاں اپنے ذخیرے بھرے کیوں رکھتی ہیں ؟
۸ - صفدر کے ہاتھ میں ایک دوسری چیونٹی نے کیوں کاٹا ؟

مشق

۱ - تم نے سبق میں پڑھا کہ چیونٹیوں کی قوم میں پانچ ذاتوں کی چیونٹیاں ہوتی ہیں تم ہر ایک ذات کا کام ایک ایک جملے میں اپنی اپنی کاپی میں لکھو ۔

۲ - نیچے لکھے ہوئے محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کرو :-
دِق کرنا - بگڑنا - طے کرنا - نقصان پہنچانا - ضائع کرنا ۔

۳ - نیچے کے لفظوں کے معنی لغت میں دیکھو اور ان

سے جملے بناؤ :-

ڈلار - لعاب - ذخیرہ - خاصہ - خود غرض - بلیۃ

عملی کام

چیونٹی کے کسی سوراخ کے قریب تھوڑی دیر بیٹھ کر چیونٹیوں کا آنا جانا دیکھو - تم دیکھوگے. کہ چیونٹی بڑی محنتی ہوتی ہے - اور اپنے کام کی پکی اور دُھن کی پوری +

۲۶- وِلیم ٹیل

(جب کوئی ظالِم حاکِم رعیت پر ظُلم کرتا ہے تو اُس مُلک میں ایک نہ ایک آدمی ضرور ایسا نِکل آتا ہے جو ظُلم کا بہادُری سے مُقابلہ کرے آج کے سبق میں تُم دیکھوگے کہ ایک شخص "ٹیل" اور اُس کے چھوٹے لڑکے وِلیم نے کیسی بہادُری سے ایک ظالِم حاکِم کا مُقابلہ کیا - یہ ایک ڈراما ہے - ڈرامے کی عبارت ایسے لِکھی جاتی ہے کہ یہ معلُوم ہوتا ہے۔ جیسے یہ بات ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہے +)

ایورپ کے برِاعظم میں ایک چھوٹا سا خُوبصُورت مُلک سوِٹزرلینڈ ہے - یہاں بڑے بڑے اُونچے اُونچے پہاڑ ہیں - جو ہمیشہ برف سے ڈھکے رہتے ہیں - ہری ہری گھانس - شاندار درخت - صاف

شفّاف جھیلیں - ہر سال ہزاروں سیر کرنے والے
یہاں سیر کرنے آتے اور اپنا جی بہلاتے ہیں ۔
جھیلوں میں سے ایک جھیل کا نام "لوکارنا"
ہے - اِس کا پانی صاف ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا
ہے - اِس کے چاروں طرف اُونچے اُونچے
پہاڑ ہیں - اِس کے شمال میں ایک گرجا ہے جو
ٹیل کا گرجا کہلاتا ہے - ٹیل سوئٹزرلینڈ کا رہنے
والا ایک بچہ تھا - جو بڑا ہو کر اچھا نشانے باز
بنا - وہاں کے لوگ آج تک اُسے یاد کرتے
ہیں - اور بڑی عزّت سے اُس کا نام لیتے ہیں
اُس نے اپنے مُلک کو آزاد کرانے میں بڑی
کوشش کی - آج سے چھ سَو سال پہلے سوئٹزرلینڈ
کے رہنے والے آزاد نہیں تھے - اِس مُلک
کے پاس ہی ایک اور مُلک ہے "آسٹریا" وہاں
کا بادشاہ اِن لوگوں پر بھی حکومت کرتا تھا -
آسٹریا والے اِن بے چاروں پر بہت ظُلم کرتے
تھے - بادشاہ کے نائب یعنی سوئٹزرلینڈ کے
گورنر نے تو ظُلم کی اِنتہا کر دی تھی - اُس کا نام
گیلر تھا - وُہ بہت مغرُور اور بد مزاج حاکم

تھا - ایک دفعہ اُس نے شہر کے چوک میں
ایک لانبا سا بانس کھڑا کیا - اُس پر اپنی ٹوپی
لٹکا کر سپاہیوں کا پہرہ لگا دیا - اور یہ عام حُکم
سنا دیا کہ جو شخص اِدھر سے گُذرے وُہ اِس ٹوپی
کو سلام کرے - نہیں تو سخت سزا دی جائے گی
لوگ بے چارے اُس کا حُکم نہ مانتے تو کیا کرتے -
جان سے ہاتھ دھونا پڑتا - لیکن ہمارا بہادُر
"وِلیم ٹیل" ایسا تھا - جس نے گیسلر کا بے جا حُکم
ماننے سے اِنکار کر دیا - ہم اِس واقعے کا ایک
ڈراما لکھتے ہیں - دیکھو کیسا اچھا ڈراما ہے) +
(چھوٹی سی جھونپڑی ہے - ٹیل کچھ کام کر رہا
ہے - اُس کی بیوی کھانا پکا رہی ہے - والٹر
اور وِلیم دو چھوٹے بچّے تیر کمان سے کھیل رہے
ہیں - بیوی ٹیل سے کہتی ہے) -
بیوی :- اِتنی چھوٹی سی عُمر میں بچّوں کو نِشانہ
سِکھانا ٹھیک نہیں +
ٹیل :- واہ چھوٹی عُمر سے مشق کرائی جائے تو
اچھّا ہے - نہیں تو وُہ اچھے نِشانہ باز نہیں
بن سکتے +

بیوی :- میرا دل تو چاہتا ہے کہ اِن بچوں کو نشانہ لگانا ہی نہ آئے ۔

ٹیل :- ہر آدمی کو اِس کی ضرورت ہے ۔ آخر وہ اپنے دُشمنوں کا مُقابلہ کیسے کرے ؟

(والٹر آتا ہے)

والٹر :- ابا جان میری کمان کی رسّی ٹوٹ گئی ۔ اِسے ٹھیک کر دیجئے ۔

ٹیل :- میں کبھی ٹھیک نہ کروں گا تم خود کوشش کرو ۔ ہر ایک کو اپنی مدد آپ کرنا چاہئے ۔

(ٹیل کپڑے پہن کر باہر جانا چاہتا ہے)

بیوی :- آپ کہاں جا رہے ہیں ؟

ٹیل :- میں ابا جان سے مِلنے جا رہا ہوں ۔ بہت دِن سے نہیں گیا ہوں ۔

بیوی :- ایسے خطرے کی حالت میں جانے کی ضرورت نہیں ۔

ٹیل :- کیوں خطرہ کس بات کا ؟

بیوی :- میں نے سُنا ہے لوگوں نے آسٹریا والوں کے ظُلم سے تنگ آکر اُن کے خلاف ایک انجمن بنائی ہے ۔ اُن کا خیال ہے ۔ آسٹریا

والوں کو اِس مُلک سے باہر نکال دیں +

ٹیل :- مجھے نہیں معلوم - پھر بھی اگر مُلک کو میری ضرورت ہوگی تو مَیں اس کے لئے ہر وقت تیّار ہوں +

(ٹیل تیر کمان اُٹھاتا ہے) +

بیوی :- یہ تیر کمان کاہے کے لئے - ان کو یہیں چھوڑ جاؤ +

ٹیل :- ہرگز نہیں - مَیں اپنے تیر کمان اپنے ساتھ رکھتا ہوں +

(ٹیل اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر بازار چل دیتا ہے - چوک میں بانس پر ٹوپی لٹکی ہوئی ہے - سپاہی برابر پہرا دے رہے ہیں - سوئٹزرلینڈ کے باشندے حاکم کے حکم سے مجبور، خالی ٹوپی کو سلام کرتے جا رہے ہیں - ہمارا بہادر ٹیل اور اُس کا لڑکا والٹر بھی گھومتے گھامتے اُسی سڑک پر آ نکلتے ہیں - بیٹے نے باپ سے پوچھا -)

والٹر :- ابّا جان ! دُنیا میں ایسے مُلک بھی ہیں، جہاں پہاڑ نہ ہوں +

ٹیل :- ہاں اگر ہم اپنے مُلک پہنچ جائیں تو ایسے
علاقے ملیں گے جہاں بڑے بڑے میدان
ہیں اور خُوب کھیتی باڑی ہوتی ہے +

والٹر :- تو پھر ابا جان ہم وہاں کیوں نہ چلے جائیں
یہاں تو کچھ اُگتا بھی نہیں ہے +

ٹیل :- پیارے بیٹے والٹر یہ ٹھیک ہے ۔ وہاں
کے لوگوں کو بڑا آرام ہے ۔ لیکن وُہ اپنی
محنت کا پھل خُود نہیں کھا سکتے +

والٹر :- کیا ابا جان وُہ مُلک آزاد نہیں ہیں ؟

ٹیل :- پیارے بچے وُہ بھی آزاد نہیں ہیں ۔ نہ
اُن میں آزادی کی تڑپ ہے +

(سامنے ٹوپی ٹنگی ہوئی نظر آ رہی ہے ۔ پہرے
والے اپنا کام کر رہے ہیں) +

پہلا سپاہی :- شہنشاہِ آسٹریا کے حُکم سے
رُک جاؤ +

ٹیل :- کیوں کیا بات ہے ؟

دُوسرا سپاہی :- تُم نے شہنشاہ کے حُکم کی خِلاف
ورزی کی ہے ۔ تُم نے گورنر کی ٹوپی کو سلام
نہیں کیا ۔ ہمارے ساتھ چلو +

ٹیل :- مَیں اپنی راہ جا رہا ہُوں - جانے کیوں نہیں دیتے +

پہلا سپاہی :- چلو جیل خانے +

والٹر :- جیل خانے؟ لوگو، دوڑو، بچاؤ، میرے ابّا کو کہاں لے جا رہے ہیں؟

شہر کے بہت سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں اُن میں ٹیل کا باپ بھی ہے +

لوگ :- کیا بات ہے - تُم نے اِس کو گرفتار کیوں کیا ہے؟

سپاہی :- یہ باغی ہے +

ٹیل :- باغی؟ کیا مطلب؟

لوگ سپاہیوں سے، اِس شخص کا نام ٹیل ہے اور یہ بڑا شریف اور نیک آدمی ہے +

والٹر :- دادا جان! ابّا جان کو سپاہی کہاں لے جا رہے ہیں؟

دادا :- ذرا ٹھہرو مَیں ٹیل کی ضمانت دیتا ہُوں +

سپاہی :- ضمانت ومانت ہم کچھ نہیں جانتے +

(دُور سے نقارے کی آواز آتی ہے) +

لوگ :- گورنر آ رہا ہے ✦

دادا :- خُدایا تیری پناہ ! وُہ آ رہا ہے - اب کیا ہوگا ؟

سپاہی :- حضُور یہ ٹوپی کو سلام کرنے سے اِنکار کرتا ہے - اِس لئے مَیں نے اِسے گرِفتار کر لیا ہے ✦

گورنر :- کیوں ٹیل ! تُم شہنشاہ اور اُس کے نائب کا حُکم نہیں مانتے ؟

ٹیل :- حُکم مانوُں گا نہ ہرگِز آپ کا
مار دو چاہے ٹیلا کے سامنے
بات میری آپ یہ سُن لیجئے
مَیں جھکوں گا بس خُدا کے سامنے

گورنر :- اچھا ٹیل ! مَیں نے سُنا ہے کہ تُم بڑے اچھے نِشانے باز ہو - تُمھارا نِشانہ کبھی خطا نہیں کرتا ✦

والٹر :- جی ہاں - ابّا جان سَو قدم کے فاصِلے سے اپنے نِشانے سے سیب کے دو ٹکڑے کر سکتے ہیں ✦

گورنر :- کیا یہ تُمھارا بیٹا ہے ؟

ٹیل :- جی ہاں +

گورنر :- اچھا ٹیل اپنے لڑکے کو سَو قدم کے فاصلے پر کھڑا کر دو - ہم اُس کے سر پر ایک سیب رکھ دیتے ہیں - تُم ایسا نِشانہ لگاؤ کہ سیب کے دو ٹکڑے ہو جائیں +

ٹیل :- یہ بڑا خوفناک حُکم ہے - اِس کا مطلب یہ ہے - کہ مَیں اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالوں +

گورنر :- ایسا کرنا ہوگا ورنہ خاندان بھر کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا - ٹیل جلدی کرو - تُمھاری قِسمت خُود تُمھارے ہاتھ میں ہے +

دادا :- حضُور میری نِصف جائداد لے لِیجئے اور اِن کو چھوڑ دِیجئے +

والٹر :- دادا جان ! آپ اِس بدمعاش کے سامنے ہاتھ کیوں جوڑ رہے ہیں ؟ ابّا جان ! مَیں کھڑا ہو جاتا ہُوں - آپ نِشانہ لگائیے +

ایک آدمی :- بچّے ! تُمھاری آنکھوں پر پٹّی باندھ دُوں ؟

والٹر :- مَیں ڈرپوک نہیں ہُوں - ابّا جان ! جلدی

رکھئیے +

(والٹر کھڑا ہو جاتا ہے - ٹیل تیر و کمان لے کر
نشانہ لگاتا ہے) +
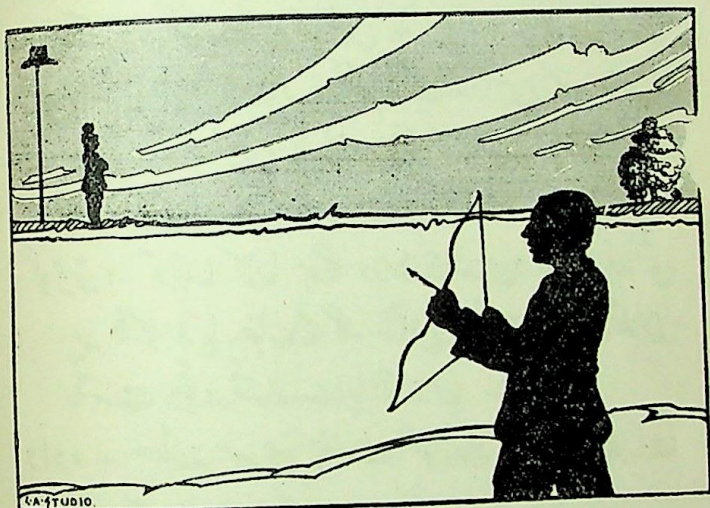
سپاہی :- (زور سے) سیب کے دو ٹکڑے ہو گئے
شاباش ٹیل +

گورنر :- (حیران ہو کر) کمال کیا - کس طرح
نشانہ لگایا ؟

سپاہی :- آہا کیا اچھا نشانہ تھا - لوگ اسے
برسوں یاد رکھیں گے +

ایک مُعزّز :۔ لوگ ٹیل اور اُس کے نِشانے کو اُس وقت تک یاد رکھیں گے۔ جب تک پہاڑ موجود ہیں ؂

سب لوگ :۔ ٹیل کی جے ۔ زندہ باد ٹیل ۔ سوئٹزرلینڈ کی جے ؂

سوال

۱۔ وِلیم ٹیل کِس مُلک کا رہنے والا تھا اور وہ مُلک کہاں ہے ؟

۲۔ وِلیم ٹیل کے بچّوں کو تیر کمان کی مشق کیوں کرائی جاتی تھی ؟

۳۔ سوئٹزرلینڈ کے حاکم نے شہر میں کیا حکم دے رکھا تھا ؟

۴۔ "ٹیل" اُس کے حُکم کے ماننے کے لِئے تیّار کیوں نہ ہُوا ؟

۵۔ حُکم کو نہ ماننے پر ٹیل کو کیا سزا دی گئی ؟

۶۔ ٹیل نے اِس سزا کا کیسے مُقابلہ کیا اور اُس کا کیا نتیجہ ہُوا ؟

۷۔ والٹر نے باپ کے ساتھ کیا بہادُری دِکھائی ؟

۸ - ٹیل کی بہادری کیوں ایک یادگار بن گئی؟

مشق

۱ - ڈرامے کے قصّے کو چھوٹا کرکے اپنی کاپی میں لکھو
نیچے لکھی ہوئی باتیں قصّے کے واقعات کی طرف اشارہ
کرتی ہیں - ان سے مدد لو :-
سوئٹزرلینڈ کے گورنر کا بے جا حکم +
ٹیل کا حکم نہ ماننا +
ٹیل کی گرفتاری +
گورنر کا حکم +
ٹیل کی بہادری +

۲ - "ہر ایک کو اپنی مدد آپ کرنی چاہیئے" - "تمہاری
قسمت خود تمہارے ہاتھ میں ہے" +
اوپر کی دو اچھی اور مفید باتوں کا مطلب سمجھاؤ -
طالب علم کی مثال لے کر ان دونوں باتوں کو
اچھی طرح سمجھا سکتے ہو +

۳ - نیچے کے لفظوں کے معنی لغت میں دیکھو :-
نائب - ضمانت - خوفناک - منصف - کمال +

عملی کام

"سوئٹزر لینڈ" اور "آسٹریا" کے مُلکوں کو نقشے پر ڈھونڈو - سبق کے قصّے کا ڈراما کھیلو - تُم میں سے جو شخص ٹیل بنے - وہ والٹر کے سچ مُچ تیر نہ مار دے +

۲۷- بال گنگا دھر تِلک

رمیش چلو جلدی سے کپڑے بدلو - آج پہلی اگست ہے - کمپنی باغ چلنا ہے - وہاں بال گنگا دھر تِلک کی برسی منائی جائے گی - بہت بڑا جلسہ ہوگا - اور تِلک کی زندگی کے حالات سُنائے جائیں گے جانتے بھی ہو یہ تھے کون ؟ یہ ہمارے ملک کے بہت بڑے آدمی تھے - اُنھوں نے ساری عُمر اپنے مُلک کی خدمت میں گذاری ہے - اِسی کی خاطر بہت سے دُکھ جھیلے ہیں - بہت مُصیبتیں اُٹھائی ہیں - اور ہمارے لئے اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ چھوڑ گئے ہیں +

اب سے کوئی تراسی سال پہلے ۱۸۵۶ء میں یہ رتناگری کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے - اِن کے باپ بھی پڑھے لکھے آدمی تھے - پہلے تو وُہ اسکول میں ماسٹر تھے - پھر تعلیم کے محکمے میں ڈپٹی انسپکٹر ہو گئے - مگر تِلک ابھی سولہ ہی برس کے تھے کہ اِن کے والد کا انتقال ہو گیا - اب

تلک کو کوئی راہ بتانے والا نہ تھا۔ نہ کوئی خرچ اُٹھانے والا۔ اِن مُشکلوں پر بھی یہ پڑھنے لکھنے میں لگے رہے۔ میٹرک پاس کیا۔ پھر بی۔ اے کیا۔ پھر وکالت پاس کی۔ تعلیم سے فارغ ہو کر ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ بڑی سی نوکری ملے۔ خُوب روپیہ کمائے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرے۔ مگر تلک کے دل میں ایسے خیالات نہیں آئے۔ اُنھیں اور اُن کے دوستوں کو اپنے ملک کی اور اپنے بھائیوں کی خدمت ہی زندگی کا سب سے اچھا مقصد نظر آیا۔ اسکُول اور کالج تو اب بھی کچھ ایسے زیادہ نہیں مگر اُن دِنوں تو بہت ہی کم تھے۔ پھر پڑھنے لکھنے کا خرچ بھی بہت تھا۔ تلک اور اُن کے ساتھیوں نے طَے کیا کہ ایک کم خرچ اسکُول اور کالج کھولنا چاہیئے، جس میں غریبوں کے لڑکے پڑھ سکیں۔ اس اسکُول نے بہت ترقی کی اور ہوتے ہوتے یہ بہت بڑا کالج بن گیا۔ خُود تلک نے اِس میں بہت دِنوں تک پڑھایا۔ اِس زمانے میں اُنھوں نے اپنے دوستوں سے مِل کر دو اخبار جاری کئے۔ مرہٹہ

اور کیسری - اِن اخباروں میں وُہ نڈر ہو کر مضمون لکھتے اور حکومت پر نکتہ چینی کرتے تھے - اِس کی خاطر اُنھیں کئی بار جیل جانا پڑا +

ایک دفعہ کیا ہُوا کہ ایک انگریز مارا گیا - دو چار روز پہلے اُن کے اخبار میں ایک پُر جوش مضمون نکل چُکا تھا - حکومت نے اُن پر یہ الزام لگایا - کہ اُن ہی کے مضمون سے جوش میں آ کر لوگ یہ حرکت کر گُزرے - مقدمہ چلا اور اُنھیں اٹھارہ مہینے کی قید ہو گئی +

آج سے کوئی چونتیس برس پہلے کی بات ہے ۱۹۰۵ء میں حکومت نے بنگال کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا - بنگالی اِس کے بہت خلاف تھے - اُنھوں نے ہلچل مچا دی اور خُوب مخالفت کی - تلک نے بھی اِس تقسیم کے خلاف بہت جوشیلے مضمون لکھے - حکومت نے اِنھیں اِس جُرم میں چھ سال کی سزا دی - تلک کو ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے ہمیشہ سے دلچسپی تھی - وُہ اُن کا برابر مطالعہ کرتے رہتے تھے - اِن چھ برسوں میں اُنھوں نے گیتا کا ترجمہ اور شرح لکھی -

تلک کانگریس کے شروع ہی سے ممبر تھے۔ اُنھوں نے آزادی کی لڑائی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حِصّہ لیا اور اپنے زمانے میں کانگریس کے کاموں کو بہت آگے بڑھایا +

وُہ ہِندُو مُسلمانوں میں میل جول کو بہت ضُروری سمجھتے تھے۔ ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں کانگریس کا سالانہ جلسہ ہُوا تھا۔ اس جلسے میں اُنھوں نے مُسلمانوں کی تمام شرطیں بغیر کسی اِختلاف کے منظُور کرلیں +

آخر پہلی اگست ۱۹۲۰ء کو تلک کا یہ بہت بڑا لیڈر اِس دُنیا سے چل بسا۔ پہلی اگست ہندوستان والوں کے لِئے بہت اہم اور تاریخی دِن ہے۔ اُسی دِن سے کانگریس نے وُہ لڑائی چھیڑی جو ستیہ گرہ کے نام سے مشہُور ہے +

لو بھئی ہم باتوں ہی باتوں کمپنی باغ پہُنچ گئے دیکھو بیٹے کتنے لوگ جمع ہیں۔ وُہ سامنے تلک کی تصویر لگی ہے۔ لوگ کتنے دِھیان سے تلک کے حالات سُن رہے ہیں +

سوال

۱ - اپنی طالب علمی میں تلک کو کیا کیا مشکلیں اٹھانی پڑیں ؟
۲ - تعلیم ختم کرنے کے بعد تلک نے اپنی زندگی کا کیا مقصد قرار دیا
۳ - تلک نے غریبوں کے لئے کیا بھلائی کا کام کیا ؟
۴ - اخبار پڑھنے والے لوگ تلک کے نام کو کیوں یاد کرتے ہیں ؟
۵ - تلک کو جیل خانے کیوں بھیجا گیا ؟
۶ - تلک نے ملک کی کیا خدمت کی ؟
۷ - تلک کو قومی لیڈر کیوں کہا جاتا ہے ؟

مشق

۱ - خلاف - مخالفت - اختلاف - مخالف -
اوّل کے تین لفظ تمہارے سبق میں آئے ہیں - چوتھا لفظ اور بتایا جاتا ہے - اب ان چاروں کے معنی پر غور کرو +
۲ - چڑیا - چڑیاں -

ایک چیز کو 'واحِد' کہتے ہیں - ایک سے زیادہ کو 'جمع' چڑیا واحِد ہے اور چڑیاں جمع - تمھارے سبق میں نیچے لکھے ہوئے لفظ آئے ہیں - اِن میں سے ہر لفظ 'جمع' ہے اِس کا 'واحِد' معلوم کرو اور اپنی کاپی میں واحِد اور جمع دونوں لکھ لو :- حالات - خیالات - مضامین +

۳ - مدرسہ - اخبار - کانگریس

تِلک نے اُوپر کی باتوں کے لئے کیا کیا ؟ ہر ایک پر چھوٹے چھوٹے جُملے لکھو +

۴ - نیچے لکھے ہوئے مُحاروں پر اپنے سبق میں نِشان لگاؤ - عِبارت کو غور سے پڑھ کر اُن کے معنی سمجھو اور پھر اُن سے جُملے بناؤ :-

فارِغ ہونا - نُکتہ چینی کرنا - جان فِدا کرنا +

۵ - نیچے کے جُملوں میں فِعل لگا کر اُنھیں پُورا کرو :-

تِلک ہمارے ملک کے بہت بڑے آدمی ..... اُنھوں نے ملک کی خاطِر بڑے دُکھ ..... وُہ ہمارے لئے اچھا نمُونہ .... اُنھوں نے تعلیم کے لئے ایک مدرسہ ..... اخبار ..... حکُومت کے خِلاف مضمُون ..... اور آزادی کی لڑائی میں بڑا حِصّہ ....

عملی کام

تِلک کی تصوِیر اپنے درجے میں لگاؤ +

۲۸ - غزل

[ہندوستان کے مشہور شاعر مولنا حالی اپنے شعروں میں ہمیں بڑے کام کی باتیں بتا گئے ہیں - نیچے کے شعروں میں اُنھوں نے ایسی باتیں بتائی ہیں جو سب کی سب سچّی ہیں اور ہمیشہ ہمارے کام آئیں گی - تُم بھی دیکھو کیسی سچّی اور کیسی اچھّی باتیں ہیں +]

بڑھاؤ نہ آپس میں ملّت زیادہ
مُبادا کہ ہو جائے نفرت زیادہ
تکلُّف علامت ہے بے گانگی کی
نہ ڈالو تکلُّف کی عادت زیادہ
کرو دوستو! پہلے آپ اپنی عزّت
جو چاہو کریں لوگ عزّت زیادہ
فراغت سے دُنیا میں دم بھر نہ بیٹھو
اگر چاہتے ہو فراغت زیادہ
جہاں رام ہوتا ہے میٹھی زباں سے
نہیں لگتی کچھ اُس میں دولت زیادہ

مُصیبت کا ہیک اِک سے احوال کہنا
مُصیبت سے ہے یہ مُصیبت زیادہ
ہے اُلفت بھی وحشت بھی دُنیا سے لازم
نہ اُلفت زیادہ نہ وحشت زیادہ
[حالیؔ]

سوال

۱- آپس میں دوستی بڑھ جانے کا کبھی کبھی کیا نتیجہ ہوتا ہے ؟
۲- تکلُّف کِس بات کی پہچان ہے ؟
۳- تُم دُوسروں سے اپنی عزّت کیسے کرا سکتے ہو ؟
۴- تُمھیں دُنیا میں چین کیسے مِل سکتا ہے ؟
۵- میٹھی بولی بولنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے ؟
۶- اپنے دُکھ درد کو ہر ایک سے کیوں نہ کہنا چاہیے ؟
۷- دُنیا میں تُمھیں کیسے رہنا چاہیے ؟

مشق

۱- تکلُّف - عزّت - میٹھی زبان - دُوسروں سے اپنی

مصیبت کٹنا +

اُوپر کی باتوں پر شاعِر نے جو نصیحتیں کی ہیں - اُن پر ایک ایک جُملہ لِکھ دو +

۲ - نفرت - عزّت - مُصیبت - اُلفت +

اُوپر کے ہر لفظ کے سامنے ایک ایک ایسا لفظ لِکھ دو - جو معنی میں اُس کے خِلاف ہو +

۳ - نظم کے تیسرے شِعر کا مطلب اپنی کاپی میں لِکھ لو +

۴ - مِلّت - بےگانگی - فراغت - احوال +

اُوپر کے لفظوں کے معنی لُغت میں دیکھ کر اپنی کاپی میں لِکھ لو +

۲۹۔ قُطبِ شمالی کا اِگوا

[دُنیا کے بالکُل شمالی اور بالکُل جنوبی حصّے بہت ٹھنڈے ہیں۔ اِتنے ٹھنڈے کہ وہاں کچھ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ بس برف ہی برف ہے اِنسان وہاں بھی رہتا ہے۔ اگرچہ اِس کو وہاں بڑی مشکلوں کا سامنا ہوتا ہے۔ تم آج کے سبق میں اِس ٹھنڈے مُلک کے ایک لڑکے کا حال پڑھوگے۔ دیکھو اِس مُلک کی ساری باتیں اور ہی طرح کی ہیں۔ وہاں کے مکان۔ وہاں کے کپڑے۔ وہاں کے جانور۔ وہاں کی گاڑیاں سب نئی طرح کی ہیں +]

ارے یہ کِس کی تصویر ہے گول مٹول جیسے سمور کی گیند۔ آہا یہ میاں اِگوا ہیں۔ قُطب شمالی میں رہتے ہیں۔ بھئی کیا صُورت بنائی ہے۔ لیکن بے چارا کرے بھی کیا۔ سردی اِتنی پڑتی ہے کہ اگر تم وہاں چلے جاؤ۔ تو بس اکڑ کر رہ جاؤ۔ چاروں طرف برف ہی برف۔ زمین بھی سفید جیسے روئی کا گالا نہ
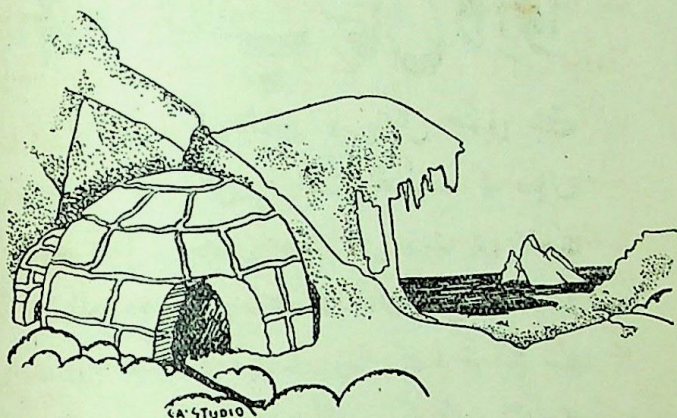
کھیت نہ باغ نہ مویشی نہ گھوڑے نہ بھیڑ نہ بکری۔ دریا جمے ہُوئے۔ سمندر دُور تک برف سے ڈھکا ہُوا ۔ اِس مُلک کے رہنے والوں کو اسکیمو کہتے ہیں ۔ یہ اس برفیلے مُلک میں دو دو چار چار گھروں کی بستیاں بنا کر رہتے ہیں ۔

اِکوا برف ہی کے گھر میں رہتا ہے ۔ اسے وُہ اگلو کہتا ہے ۔ یہ بنتا اِس طرح ہے کہ پہلے برف پر ایک حلقہ کھینچ لیتے ہیں ۔ پھر برف کی سلیں جوڑنا شرُوع کرتے ہیں ۔ اُوپر پہنچ کر ہر نئی قطار ذرا اندر کو جُھکاتے جاتے ہیں ۔ اِس طرح یہ اُوندھے

پیالے کی شکل کا بن جاتا ہے۔ دروازے کے لئے
ایک تنگ سُرنگ سی بناتے ہیں۔ اِس میں جانوروں
کی طرح رینگ کر جانا پڑتا ہے۔ یہ گھر بہت نازک
ہوتا ہے۔ کبھی کبھی سر ٹکرا جاتا ہے تو برف ٹوٹ
کر نیچے آ جاتا ہے۔ ایک دفعہ اِگوا سِلوں کے جوڑوں
میں برف بھر رہا تھا کہ سُوراخوں میں سے ہوا نہ آنے
پائے۔ یکایک چھت گر پڑی۔ چوٹ تو کسی کے
کیا لگتی۔ مگر تھا بہت دلچسپ واقعہ۔ دم بھر میں
گھروندے کی طرح سارا گھر ڈھے گیا۔ بے چارے کیا
کرتے۔ سب نے لگ لپٹ کر جلدی جلدی پھر
سے بنانا شروع کیا۔

اگلو میں دو کمرے ہوتے ہیں - ایک چھوٹا۔ ایک بڑا - بڑے میں رہتے سہتے اور کھاتے پیتے ہیں۔ چھوٹا سامان اور کتوں کے لئے ہے - رہنے کے کمرے میں چارپائی یا میز کرسی نہیں ہوتی - بس برف کی ایک بنچ ہوتی ہے - دن میں اِکوا کی ماں اس پر بیٹھ کر کام کرتی ہے - اور رات میں اسی پر سو رہتے ہیں - روشنی کے لئے پتھر کا چراغ جلاتے ہیں - اس میں ویل مچھلی کی چربی ڈالی جاتی ہے بتی، کائی کو بٹ کر بناتے ہیں - اس چراغ پر شوربا بھی پک جاتا ہے - کپڑے بھی سُکھائے جاتے ہیں - اِکوا کا باپ باہر سے آتا ہے - تو اُس کی بیوی اُس کے جُوتے بھی اُسی پر سُکھاتی ہے +

اُن کا کھانا کیا ہوتا ہے - بس مچھلی سیل، والرس ویل یا رینڈیر کا کچا گوشت ہوتا ہے - بہت کیا تو ذرا سا اُبال لیا - خُون بھی غٹ غٹ پی جاتے ہیں - چربی ایسے مزے سے کھاتے ہیں جیسے ہم تم پیڑے یا قلاقند کھاتے ہیں - مچھلی اور گوشت سردیوں کے لئے سُکھا لیتے ہیں - گرمیوں میں یہاں بہت سے پرند آتے ہیں - اُن کی ٹانگیں سُرخ
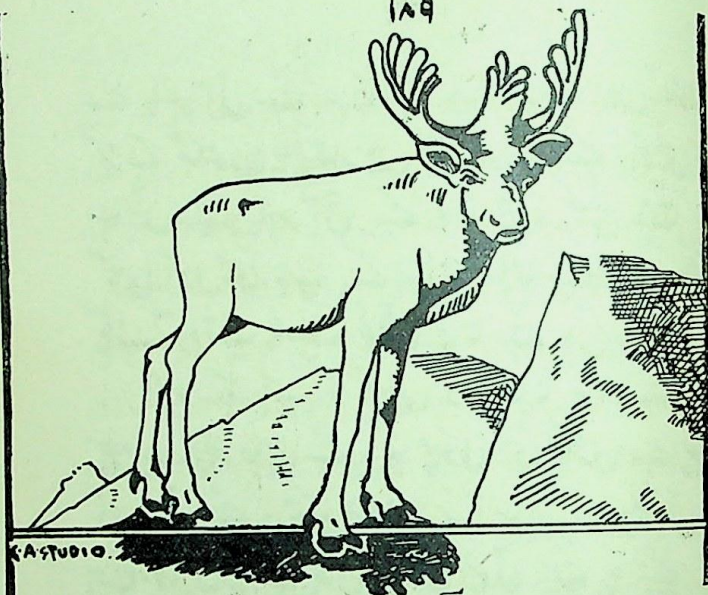
ہوتی ہیں ۔ اکوا کا باپ اُنھیں شکار کر کے گھر لاتا
ہے تو اِکوا کی ماں ٹانگیں الگ کر لیتی ہے ۔ اور
اُن میں چربی بھر دیتی ہے ۔ یہی اکوا اور دُوسرے
بچوں کی من بھاتی مٹھائی ہے +

اِکوا کے باپ کو کھانے کے لئے بہت محنت
کرنا پڑتی ہے ۔ کبھی کبھی کئی کئی دِن فاقے سے
گذر جاتے ہیں ۔ جب باپ سیل شکار کر کے لاتا
ہے تو بہت خوشی منائی جاتی ہے ۔ وہ شکار کرنے
میں بہت ہوشیار ہے ۔ جاڑوں میں سیل برف کے
نیچے چھپ جاتی ہے ۔ کبھی کبھی سانس لینے کے

لئے باہر آتی ہے ۔ اِکوا کا باپ برف میں سوراخ
کر کے گھنٹوں انتظار میں بیٹھا رہتا ہے ۔ جونہی سیل
سانس لینے باہر آتی ہے فوراً نیزہ کھینچ مارتا ہے
کبھی اِکوا بھی باپ کے ساتھ جاتا ہے اور شکار
پکڑتے وقت بہت خوش ہوتا ہے +

اِکوا کے باپ کو کہیں دُور جانا ہوتا ہے ، تو
سلیج پر بیٹھ جاتا ہے ۔ یہ چھوٹی سی گاڑی بے پہیوں
کی ہوتی ہے ۔ تاکہ برف پر آسانی سے پھسل سکے
یہ پوری کی پوری ہڈی کی بنی ہوتی ہے ۔ نیچے بھی
ہڈی کے سپاٹ ٹکڑے ہوتے ہیں ۔ اس گاڑی میں
بہت سے کتے جوتے جاتے ہیں ۔ سب سے آگے
والا سردار ہوتا ہے ۔ بس اسی کو اشارہ کرنے کی
ضرورت ہوتی ہے +

بہار یا گرمی کے موسم میں برف پگھل جاتا ہے۔
تو اکوا کا باپ اور دوسرے اسکیمو کھال کے خیمے میں
رہتے ہیں ۔ ان کی چوبیں لمبی لمبی مضبوط ہڈیوں
کی ان پر چمڑا چڑھا ہوا ۔ اس زمانے میں اِکوا
کا باپ شکار کی تلاش میں دُور دُور نکل جاتا ہے ۔ سمندری
شکار بھی اس موسم میں خوب ہوتا ہے ۔ اِکوا کا باپ چھوٹی

سی کشتی میں بیٹھ کر سیل اور والرس کا شکار کرتا ہے
اس کشتی کو کیاک کہتے ہیں۔ اس کا ڈھانچا والرس
کی ہڈی کا ہوتا ہے۔ اس پر کھال منڈھی ہوتی ہے
بیچوں بیچ میں بس اتنا سوراخ کہ آدمی گھس کر بیٹھ
سکے۔ یہ کشتی اتنی ہلکی پھلکی ہوتی ہے کہ ہم بیٹھیں
تو الٹ جائیں۔ مگر اسکیمو کو بچپن سے مشق ہوتی
ہے۔ الٹ بھی جائے تو وہیں بیٹھا رہتا ہے۔ اور
فوراً کشتی کو سیدھا کر کے اسے کھینے لگتا ہے وہ
شکار کی تلاش میں دور دور تک چلا جاتا ہے۔
کھانے کے لئے سیل کی چربی ہوتی ہے۔ اور شکار
کے لئے ایک ہارپون۔ یہ ایک لمبی سی لکڑی
ہوتی ہے۔ ایک طرف ہڈی کی نوک اور دوسری
طرف رسی۔ یہ نوک بدن میں گھس جاتی ہے۔
اور اسکیمو رسی کو کھینچ لیتا ہے۔ پرندوں اور رینڈیر
وغیرہ کے شکار کے لئے تیر کمان سے کام لیتے
ہیں۔ کمان لکڑی کے چھوٹے ٹکڑوں کو
جوڑ کر بناتے ہیں تیر کی نوک بھی ہڈی کی ہوتی ہے
شکار گھر میں آتا ہے تو گوشت کھا لیا جاتا ہے
کچھ سکھا لیا جاتا ہے۔ کھال اکوا کی ماں کے

سُپرد کر دی جاتی ہے وُہ اُسے پہلے سُکھاتی اور
پھر ہڈی کے ٹکڑے سے کھرچتی ہے - اِس سے
کھال خُوب نرم اور صاف ہو جاتی ہے - پھر وُہ
اُسے ہڈی کے چاقُو سے کترتی اور مچھلی کے دانت
کی سُوئی سے اُس کے کپڑے سیتی ہے - تاگے
کا کام جانوروں کی رگوں سے لیتی ہے - اِس سے
وُہ سب کچھ سی لیتی ہے - سردی کی وجہ سے اسکیمو
دُہرے دُہرے کپڑے پہنتے ہیں - اُوپر کے کپڑوں
کی سمُور اُوپر کی طرف اور اندر کے کپڑوں کی جسم
سے لگی ہُوئی ہوتی ہے - جُوتے بھی دو جوڑی -
ایک پر ایک پہنے جاتے ہیں - دستانے ہر شخص
پہنتا ہے - کوٹ کے پیچھے برساتی ہوتی ہے - بچے
اِس میں لپیٹ لئے جاتے ہیں +

اِکوا رینڈیر کی کھال کے موزے پہنتا ہے -
اِس میں بھی سمُور اندر کی طرف ہوتی ہے - موزوں
پر اُونی یا کسی نرم کھال کے پائتابے ہوتے ہیں -
آستینوں اور موزوں میں جیبیں بھی ہوتی ہیں - جُوتا
سیل کی کھال کا - تلا ویل مچھلی کے چمڑے کا - پاجامہ
ہرن کی کھال کا - صدری رینڈیر کی کھال کی - گرم

ڈپ صدری سے جُڑا ہُوا کہ اکوا باہر جائے ، تو
اُسے اوڑھ لے +

اسکیمو بچّے بہت زندہ دِل اور چونچال ہوتے ہیں
اپنے جھبرے کُتّوں کے ساتھ خُوب کھیلتے ہیں ۔
خُوب ہنستے ہیں ۔ شور مچاتے ہیں ۔ اور برف پر اِدھر
اُدھر دوڑتے پھرتے ہیں ۔ ان بے چاروں کو بیچ بچ
کی گیند کہاں نصیب ۔ برف کی گیند سے فُٹ بال
کی طرح کھیلتے ہیں ۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ یہ
زمین پر نہ گرنے پائے ۔ اُونچی اُونچی پہاڑیوں سے
پھسلتے بھی ہیں ۔ جو سب سے پہلے نیچے آتا ہے ۔
وُہ میری ہوتا ہے ۔ پھسلتے وقت اپنا سر ٹانگوں میں
کر لیتے ہیں ۔ اور بالکل ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے
سمُور کی گیند +

اسکیمو بچّوں کا ایک اور کھیل بہت عجیب ہے
اِن کے پاس ہڈّی کا ایک کِھلونا ہوتا ہے ۔ ایک
حِصّہ بہت بڑا کئی سوراخوں والا ۔ دُوسرا پنسل کی
طرح پتلا ایک طرف نوک دار ۔ دونوں حِصّے تسموں
سے بندھے ہُوئے ۔ بچّہ بڑے حِصّے کو اُچھالتا ہے
اور کوشش کرتا ہے کہ اُسے پنسل پر لے لے ۔

ذرا بھی نشانہ چُوکتا ہے، تو بڑا حصّہ اُس کے انگوٹھے پر لگتا ہے۔

اِکوا جب بہت چھوٹا سا تھا، تو ماں نے اُس کے لِئے ننّھا سا تیر کمان بنا دیا تھا۔ سامنے گوشت کی بوٹی لٹکا دی تھی۔ کبھی کبھی اس بوٹی پر تیر لگ جاتا تھا تو ماں بیٹے خُوب خُوش ہوتے تھے۔ اسکیمُو بچّے جب ذرا اور بڑے ہو جاتے ہیں، تو انھیں ساتھ کھیلنے کے لئے کُتّے کے پِلّے بھی مِلتے ہیں۔ یہ نکیلی ناک والا جھبرا کُتّا بہت خونخوار ہوتا ہے۔ مگر اپنے مالک سے بہت محبّت کرتا ہے۔ بچّے اِن کُتّوں کے پلّوں سے خُوب کھیلتے ہیں۔ بچّے انھیں چھوٹی چھوٹی سلیج گاڑیوں میں چلانا سِکھاتے ہیں۔ مگر یہ کوئی آسان کام نہیں۔ پلّے گاڑی اُلٹ دیتے ہیں۔ اور بہت تیزی سے بھاگ جاتے ہیں۔

کبھی بیٹھ جاتے ہیں اور بہتیرا مارو پیٹو نہیں اُٹھتے۔

اِکوا کی بہن کے پاس سِیل کی کھال کی گُڑیاں ہیں۔ اُن کی ناک مُنہ اور آنکھیں تسبیح کے دانوں

کی بنی ہوئی ہیں۔ اِکوا کی بہن اِن گڑیوں سے بہت محبّت کرتی ہے۔ وہ اپنی ماں سے سِینا پرونا بھی سیکھتی ہے +

اِکوا پہلی بار کیاک میں بیٹھے گا تو بہت خُوشی منائی جائے گی۔ اُس کی ماں اُس کے ہمجولیوں کی دعوت کرے گی اور سب کو سیل کے خُون کا شوربا پلائے گی +

اکوا اور دُوسرے اسکیمو بچّے پڑھنا لِکھنا تو جانتے نہیں، ہاں کہانیاں سُننے کا اُنھیں بہت شوق ہے۔ جاڑوں کی لمبی لمبی راتوں میں ماں باپ اور بچّے چراغ کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ایک بڑے میاں جو بہت تجربے کار سمجھے جاتے ہیں۔ دِیوار کی طرف مُنہ کرکے مزے مزے کی کہانیاں سُناتے ہیں۔ بہادری کے قِصّے بھی سُنائے جاتے ہیں۔ مثلاً ریچھ اور دُوسرے درندوں کا شکار۔ گھنٹوں تک یہ سِلسِلہ جاری رہتا ہے +

سوال

۱۔ تُمہارے مُلک اور اکوا کے مُلک میں کیا فرق ہے؟

٢ - اِکوا کے مُلک کے لوگ مکان کِس طرح بناتے ہیں ؟
٣ - اِس مُلک کے لوگ چراغ کِس چیز سے بناتے ہیں اَور چراغ سے کیا کیا کام لیتے ہیں ؟
٤ - وہاں کے لوگ کیا کیا چیزیں کھاتے ہیں ؟
٥ - اکوا کا باپ اپنے اَور اپنے بچّوں کے لئے غذا کیسے حاصِل کرتا ہے ؟
٦ - مچھلی اَور رینڈیر اسکیمو کے کِس کِس کام آتا ہے ؟
٧ - اسکیمو کی گاڑی کِس چیز کی بنی ہوتی ہے ؟
٨ - اسکیمو کے اَوزار کیا کیا ہیں اَور کِس کِس چیز کے بنے ہوتے ہیں ؟
٩ - اِکوا کی ماں اِکوا کے لئے کپڑے کِس طرح بناتی ہے ؟
١٠ اسکیمو بچّے کیا کیا کھیل کھیلتے ہیں ؟

مشق

١ - اِس سبق میں اسکیمو کی بہت سی چیزوں کا ذِکر ہے - یہ چیزیں اَور اُن کے نام مِلا جُلا کر لِکھ

دِئے گئے ہیں - تُم اپنی کاپی میں ہر نام کے سامنے
یہ لِکھ دو کہ وُہ کِس چیز کا نام ہے ؟
اِگلو - گاڑی - مچھلی - سِلیج - مکان - کیاک -
شکار کھیلنے کا اوزار - رینڈیر - کِشتی - والرس -
ہارپون - بارہ سِنگھا +

۲ - اِگوا کے سارے کپڑوں کا حال چھ سات جُملوں
میں لِکھو +

۳ - اسکیمو کِس طرح مچھلی کا شکار کرتا ہے - جواب
چار جُملوں میں کاپی پر لِکھو +

۴ - نیچے کے لفظوں سے جُملے بناؤ :-
من بھاتی - غٹ غٹ پینا - سپاٹ - زِندہ دِل -
سچ مُچ کی +

۵ - اِگوا گھر جا رہا ہے -
اُوپر کا جُملہ یہ بتاتا ہے کہ کام اس وقت یعنی موجُودہ
زمانے میں ہو رہا ہے - موجُودہ زمانے کو زمانۂ حال کہتے ہیں
اِس لئے ایسے فِعل جو زمانۂ حال کا پتہ دیں فِعل حال کہلاتے
ہیں - نیچے کے فِعلوں سے زمانۂ حال کے جُملے بناؤ :-
لِکھنا - بیٹھنا - دینا - لینا +

عملی کام

اسکیمو کے مکان کی شکل کا ایک مکان دُھنکی ہُوئی رُوئی سے بناؤ +

۳۰۔ تھرما میٹر

اسد دہلی سے کوئی چالیس میل کے فاصلے پر ایک گاؤں میں رہتا تھا۔ اُس کا باپ معمولی لکھا پڑھا آدمی تھا۔ ایک مرتبہ اسد کی چھوٹی بہن کو بُخار آیا۔ اسد اور اُس کا باپ لڑکی کو گاؤں کے چھوٹے سے ہسپتال میں لے گئے۔ ڈاکٹر نے لڑکی کی بیماری کا حال سُن کر کانچ کی ایک نلی اُٹھائی۔ اور دو تین مرتبہ جھٹک کر لڑکی کے مُنہ میں زبان کے نیچے رکھ دی۔ تھوڑی دیر بعد نکال کر ذرا دیکھا اور پھر اُسے پانی سے دھو کر ایک خول میں بند کر دیا۔ اسد خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔ جب اُس کے والد دوا لے کر گھر لوٹے تو راستے میں اسد نے پوچھا "ابّا جان! ڈاکٹر صاحب نے ننّھی کے مُنہ میں کیا چیز رکھی تھی"؟

باپ:۔ یہ تھرما میٹر تھا۔ اِس سے بُخار دیکھا جاتا ہے۔

اِس جواب سے اسد کی تسلّی نہ ہوئی اور اپنے

باپ کو کچھ پریشان دیکھ کر خاموش ہو گیا +
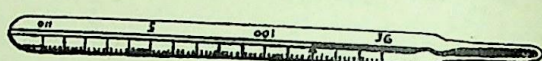
دوسرے دِن صُبح ہُوئی تو نہا دھو کر ناشتہ کیا اور کتابیں بغل میں دبا کر مدرسہ روانہ ہو گیا - اور اپنی جماعت میں بیٹھ کر پڑھنے لگا - پھر تھوڑی دیر میں موقع پاکر اُستاد سے پُوچھا

اسد :- ماسٹر صاحِب! کل مَیں نے گاؤں کے ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس ایک عجیب قِسم کی کانچ کی نلی دیکھی - ابا جان نے اُس کا نام تھرمامیٹر بتایا - آج آپ ہم لوگوں کو تھرمامیٹر کے بارے

ہیں کچھ بتائیے +

اُستاد :- اسد! تم بہت سمجھدار لڑکے ہو۔ ہر نئی چیز کو غور سے دیکھتے ہو۔ اور اُس کو سمجھنا بھی چاہتے ہو۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ یہ کہہ کر اُستاد نے الماری میں سے ایک تھرمامیٹر نکالا۔ دیکھو یہ تھرمامیٹر ہے۔ اِس سے آدمی کے جسم کی حرارت معلُوم کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ کانچ کی ایک لمبی نلی ہے۔ جس میں اندر ہی اندر باریک سُوراخ ہوتا ہے اور اِس کا ایک کنارہ بہت پتلا سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ اِس میں پارہ بھرا رہتا ہے۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ یہ تھرمامیٹر کا پیٹ ہے۔ اِسی وجہ سے اِس جگہ کو جَوفہ کہتے ہیں۔ جب جَوفے کو کِسی گرم چیز میں رکھا جاتا ہے تو پارہ پھیل کر نلی کے باریک سُوراخ کے اندر ہی اندر چمکدار ڈورے کی شکل میں اُوپر کو چڑھ جاتا ہے +

حمید :- ماسٹر صاحب! تھرمامیٹر پر یہ سیاہ رنگ کی لکیریں کیسی ہیں؟

اُستاد :- تھرما میٹر پر دو قسم کی لکیریں ہیں۔ کچھ بڑی ہیں اور بڑی لکیروں کے درمیان چھوٹی چھوٹی ہیں۔ دو بڑی لکیروں کا درمیانی فاصلہ حرارت کے ایک درجے کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کو چھوٹی لکیروں سے پانچ برابر حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تھرما میٹر پچانوے درجے سے شروع ہوتا ہے۔ اور اُس کے ہر پانچ درجوں کے بعد ۱۰۰۔ ۱۰۵ اور ۱۱۰ کے عدد لکھے ہیں۔ بیچ کے درجوں پر نمبر نہیں پڑے ہیں۔ لیکن تُم خود حساب سے سمجھ سکتے ہو کہ ۱۰۰ کے بعد ۱۰۱ ہوگا۔ پھر ۱۰۲۔ ۱۰۳ وغیرہ +

اسد:- لیکن ماسٹر صاحب! اِس پر تیر کا نشان بھی تو ہے +

اُستاد:- ذرا صبر کرو۔ ابھی بتاتا ہُوں۔ تن درُست آدمی کے جسم کی حرارت عام طور پر قریب قریب ساڑھے اٹھانوے درجے ہوتی ہے۔ یہ تیر (↑) اِسی حرارت کو ظاہر کرتا ہے۔ اب تھرما میٹر کے درجوں کا حساب تو تُم سمجھ گئے ہوگے +

سب لڑکے :- جی ہاں بالکل سمجھ گئے +

اُستاد :- اچھا تو اب میں تم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تھرمامیٹر کیسے استعمال کیا جاتا ہے - ذرا غور سے سُنو - تھرمامیٹر کو استعمال کرنے سے پہلے دو تین بار جھٹک کر پارہ ۹۵ ورجے سے نیچے اُتار لو - اگر جھٹکے سے پارہ نہ اُترے تو جوفے کو ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نکال لو - اب جھٹکا دینے سے پارہ فوراً نیچے اُتر آئے گا +

اسد :- ماسٹر صاحب پارہ جوفے میں بھرا ہُوا دکھائی تو دیتا ہے لیکن اس کے اُوپر کہاں ہے ؟

اُستاد :- یہ دیکھو باریک چمک دار لمبی سی لکیر ہے اگر پہلی بار دیکھنے سے نظر نہ آئے تو تھرمامیٹر کو ذرا اُنگلیوں میں گھما کر دیکھو +

اسد :- خُوب ! اب تو صاف دکھائی دیتا ہے +

اُستاد :- ہاں تو تھرمامیٹر کو عام طور پر بغل یا مُنہ میں لگاتے ہیں - بغل میں لگانے سے پہلے پسینہ صاف کر لینا چاہئے - اور تھرمامیٹر کا جوفہ بغل میں رکھ کر آہستہ سے دبائے رہنا چاہئے - اور اگر مُنہ میں لگانا ہو تو تھرمامیٹر کو زبان کے نیچے

رکھ کر ہونٹ بند کر لینے چاہئیں تاکہ گرمی رہیں
بغل میں عام طور پر دو منٹ - اور مُنہ
میں ایک ڈیڑھ منٹ تک تھرما میٹر رہنا چاہیئے -
پھر نکال کر یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کس درجے تک
پارہ چڑھا ہے - جس درجے تک پارہ چڑھا ہو
اُتنی ہی حرارت ہوگی - اس کے بعد تھرما میٹر
کو پانی سے صاف کرکے خول میں بند کر دینا
چاہیئے - اگر کسی وقت جسم کی حرارت ساڑھے
ستانوے درجے سے کم یا ننانوے درجہ سے زیادہ
ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ ضرور کچھ نہ کچھ خرابی ہے -
لیکن یہ بات یاد رکھو کہ جو تھرما میٹر ایک مریض
کے لگایا گیا ہو - اُس کو دھوئے بغیر دُوسرے
مریض کے ہرگز نہیں لگانا چاہیئے +
اتنے میں گھنٹی بجی اور ماسٹر صاحب اپنی کتابیں
سنبھال، دُوسرے درجے میں چلے گئے +

سوال

۱ - تھرما میٹر کس کو کہتے ہیں ؟

۲ - جوفہ کیا ہوتا ہے ؟

۳ - تھرمامیٹر پر لکیریں کیوں کھنچی ہوتی ہیں اور ہندسے کیوں لکھے ہوتے ہیں ؟
۴ - تھرمامیٹر سے بخار کیسے ناپا جاتا ہے ؟
۵ - آدمی کے بدن کی اصلی حرارت کا درجہ کیا ہوتا ہے؟
۶ - لگانے سے پہلے تھرمامیٹر کو کیوں دھو لیا جاتا ہے؟

مشق

جس طرح ہم آدمی کے بدن کی گرمی ناپ سکتے ہیں اسی طرح ہوا کی گرمی ناپی جا سکتی ہے - وہ آلہ جس سے ہوا کی گرمی ناپی جاتی ہے "بیرومیٹر" کہلاتا ہے۔ تم تھرمامیٹر اور بیرومیٹر کے معنی اپنی کاپی میں لکھ لو +

عملی کام

تمہارے اُستاد تمہیں ایک تھرمامیٹر دکھائیں گے۔ وہ کسی طالب علم کے بدن کی اصلی حرارت بھی ناپ کر تمہیں دکھائیں گے۔ تم خود تھرمامیٹر کو پڑھنا سیکھو۔ تھرمامیٹر کی ڈرائنگ بناؤ اور اگر مل سکے تو بیرومیٹر بھی دیکھو +
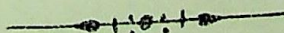
۳۱-بہادر جون

سعیدہ :- بھیا! اُس دن آپ عورتوں کا بہت مذاق اُڑاتے تھے - آپ بیٹھئیں ایسی عورت کے حالات سناؤں - جس نے پورے مُلک کو غُلامی کی ذِلّت سے نکالا - اور خُود اپنے وطن پر قُربان ہوگئی +

مسعود :- سچ مچ بھئی ضرور سناؤ +

سعیدہ :- ارے آپ نے جون آف آرک کا نام نہیں سُنا! یہ فرانس کی رہنے والی تھی - وہی فرانس جو ہمارے ملک کے مغرب میں ہے - اور جہاں سے یوسف چچا ڈاکٹری پڑھ کر آئے ہیں +

مسعود :- ہاں ہاں تم اُن بی بی کی داستان سناؤ - اِدھر اُدھر کی باتوں سے کیا مطلب ؟

سعیدہ :- تو بھائی یہ بہادر لڑکی ۱۴۱۲ء میں فرانس کی سرحد پر ایک گاؤں دامری میں کسان کے گھر پیدا ہوئی - بچپن میں کسان بچّوں کے ساتھ کھیتوں - میدانوں اور جنگلوں کے چکّر لگاتی اور

ہنسی خُوشی رہتی۔ جانوروں اور پرندوں سے اُسے بہت محبّت تھی۔ وَیسے بھی بہُت مِحنتی اور ہنس مُکھ تھی۔ اِس زمانے میں اِس کے مُلک فرانس کی حالت بہت خراب تھی۔ انگریز اُس مُلک کو غُلام بنانا چاہتے تھے۔ بہت سے عِلاقے پر قبضہ کر لیا تھا اور برابر آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ مُلک میں کچھ عجب نا اُمّیدی اور ابتری پھیلی ہُوئی تھی۔

اپنے وطن کی ذِلّت کو دیکھ دیکھ کر سبھی فرانسیسیوں کا خُون کھَول رہا تھا۔ مگر جون آف آرک کا جوش سب سے زیادہ تھا۔ وُہ اپنے دُشمنوں کو مُلک سے باہر نکالنے کے لئے بے تاب تھی۔ اور دِن پر دِن اُسے یقین ہوتا جاتا تھا کہ وُہ اُنھیں ضرُور نِکال کر رہے گی اُس نے اپنے عزیزوں اور رِشتے داروں سے یہ بات بیان کی لیکن اُنھوں نے اِس کا مذاق اُڑایا۔ پس وُہ چُپکے سے گھر سے نِکل کھڑی ہُوئی اور سیدھی فرانس کے ولی عہد کے پاس پہُنچی۔ وہاں اُس نوجوان لڑکی کے اِس جوش اور ہِمّت کی بہت قدر کی گئی
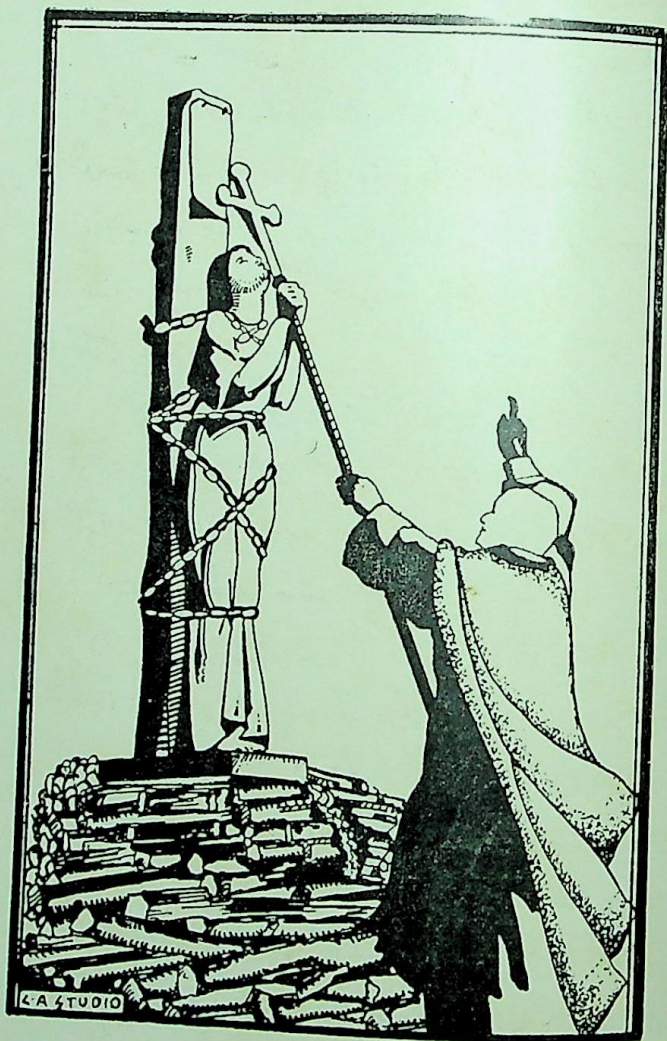
اور اُسے سب فوجی سامان دے دیا گیا۔ اُس نے فوج میں وطن کی محبت کا جوش بھر دیا اور ہر ایک سپاہی جان دینے جان لینے پر اور اپنے وطن کو غیروں کے پنجے سے نکالنے پر تُل گیا۔ لوگ اس لڑکی کو رحمت کا فرشتہ سمجھتے اور جو کچھ وہ کہتی وُہی کرتے۔ وہ بے جھجک دُشمنوں کی فوج میں سے ہو کر نکل جاتی اور اپنی فوج کے لئے رسد کا سامان لے آتی۔ انگریزوں کی فوج اس کی اِس جُرأت اور بہادری پر حیران تھی۔ اُس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کس طرح اس کا مقابلہ کیا جائے۔ کبھی کبھی اس کی اپنی فوج کے سردار بھی اُس کے مشورے کی مخالفت کرتے مگر اُسے اپنی باتوں پر اتنا یقین ہوتا تھا کہ وُہ کسی کی نہیں سُنتی تھی۔ آخر سب کو اُس کے مشورے پر عمل کرنا پڑتا تھا اور اُسی کی بات ٹھیک نکلتی تھی +

ایک بار تو وُہ سخت زخمی ہو گئی۔ لوگ اُسے ایک باغ میں لے گئے۔ اِتنے میں اُس نے سُنا کہ اُس کی فوج ہار رہی ہے۔ پس وُہ فوراً اپنے

سفید گھوڑے پر سوار ہوئی، اور لوگوں کو جوش دِلایا - پھر کیا تھا - انگریزوں کی فوج بُری طرح ہاری - آخر اِس بہادر لڑکی نے دُشمنوں کو ہر مقام پر ہرایا - اپنے مُلک کا چپّہ چپّہ واپس لے لیا - اور اپنے ملک کے لوگوں میں خاص جوش اور نئی زندگی پیدا کر دی - اُس نے فرانس کے ولی عہد کے سر پر خود اپنے ہاتھ سے بادشاہی کا تاج رکھّا +

اب اُس کا کام ختم ہو چُکا تھا اور وُہ چاہتی تھی کہ گھر واپس جائے اور وہی پہلی کسانوں کی سی زندگی بسر کرے - لیکن بادشاہ نے اُسے اِجازت نہ دی - اب کے ایک لڑائی میں وُہ انگریزوں کے ہاتھ قید ہو گئی - انگریزوں نے اُسے کئی سال قید رکھّا - آخر اُس پر جادُوگری کا الزام لگا کر اُسے آگ میں زندہ جلا دِیا +

اِس بہادر لڑکی نے اُس وقت بھی جب ہمّت سے کام لیا - بڑے بڑے مردوں سے ناممکن ہے سُنی آپ نے عورت کی بہادری! اب تو آپ عورتوں کا مذاق اُڑانے کی ہمّت نہ ہوگی +

مشعُوو :- ہاں بھئی - اِس عورت کے کارنامے سُن کر تو مَیں بھی حیران رہ گیا - عورت کیا تھی - اپنے مُلک کے لِئے رحمت کا فرشتہ تھی +

سعِیدہ :- جی ہاں - جبھی تو لوگوں نے اُس کی اِتنی قدر کی کہ جہاں وُہ جلائی گئی تھی وہاں اُس کا بہُت بڑا بُت بنا کر لگایا گیا - فرانس میں جگہ جگہ اُس کی یادگاریں قائم کی گئیں - اُس کے بارے میں کتابیں لِکھی گئیں - فرانسیسی فوج اب بھی اُس کا نام بہُت عِزّت سے لیتی ہَے اور اُس کے گاؤں سے گُذرتی ہَے تو فوجی سلام کرتی ہَے"

سوال

۱ - فرانس تُمہارے مُلک کے کِس طرف واقع ہَے ؟
۲ - جون کہاں پَیدا ہُوئی اور اب سے کِتنے برس پہلے پَیدا ہُوئی تھی ؟
۳ - جون کے زمانے میں اُس کے مُلک کو کیا ڈر تھا ؟
۴ - جون اپنے وطن کی کیا خِدمت کرنا چاہتی تھی ؟
۵ - اُس نے یہ کام کِس طرح کِیا ؟
۶ - جون آگ میں کیوں جلائی گئی ؟

۷ - جَون کے مُلک والوں نے جَون کی کیا عزّت کی؟

مشق

۱- نیچے کچھ لفظ لکھے جاتے ہیں - ہر ایک لفظ کے سامنے ایک ایسا لفظ لکھ دو - جو معنی میں اُس کے بالکل خلاف ہو :-

ذِلّت - غُلام - نااُمّیدی - وحشت - محبّت - بہادری +

۲- نیچے کی باتوں پر دو دو جُملے لکھ دو :-

۱- فرانس کی آزادی کے لئے جَون کی کوشش +

۲- اُس کی کوشش کا نتیجہ +

۳- اُس کی موَت +

۴- اُس کی یادگاریں +

۳- داستان - سرحد - علاقہ - بےتاب - ولیعہد - جذبہ - مشورہ +

اُوپر کے لفظوں کے معنی لغت میں دیکھو +

۴- فوج جیت گئی - گھوڑا دَوڑ چُکا +

اُوپر کے جُملے یہ بتاتے ہیں کہ کام جس وقت ہُوا تھا - وُہ وقت گزر گیا - گذرے ہُوئے وقت کو زمانہ ماضی کہتے ہیں +

۳۲ - ایک پہاڑ اور گلہری

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
تجھے ہو شرم تو پانی میں جا کے ڈوب مرے

ذرا سی چیز ہے اس پر غرور، کیا کہنا
یہ عقل اور یہ سمجھ یہ شعور، کیا کہنا

خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں

تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے

جو بات مجھ میں ہے تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں
بھلا پہاڑ کہاں، جانور غریب کہاں!

کہا یہ سُن کے گلہری نے منہ سنبھال ذرا
یہ کچی باتیں ہیں دل سے انھیں نکال ذرا

جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا

ہر ایک چیز سے پیدا خُدا کی قُدرت ہے
کوئی بڑا، کوئی چھوٹا، یہ اُس کی حکمت ہے

بڑا جہان میں تجھ کو بنا دیا اُس نے
مجھے درخت پہ چڑھنا سکھا دیا اُس نے
قدم اُٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے، خوبی ہے اور کیا تجھ میں
جو تو بڑا ہے تو مجھ سا ہُنر دکھا مجھ کو
یہ چھالیا ہی ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو
نہیں ہے چیز نکمّی کوئی زمانے میں
کوئی بُرا نہیں قُدرت کے کارخانے میں

(اقبال)

سوال

(۱) پہاڑ نے گلہری کو کیا طعنہ دیا؟
(۲) پہاڑ کو اپنی کس بات پر غرور تھا؟
(۳) گلہری نے پہاڑ کی باتوں کو کچّی باتیں کیوں کہا؟
(۴) گلہری میں وہ کون کون سی باتیں ہیں جو پہاڑ میں نہیں؟
(۵) تم نے گلہری اور پہاڑ کی بات چیت سے کیا نتیجہ نکالا؟

مشق

(۱) عقل ، سمجھ ، شعور۔
اوپر کے لفظ تمھارے سبق میں آئے ہیں۔ ان کے قریب قریب ایک ہی معنی ہیں۔ ان سے پہلے 'بے' لگا کر ان کے معنی سمجھو
اسی طرح 'شرم' اور 'تمیز' دو لفظ سبق میں ہیں۔ اِن سے پہلے بھی 'بے' بڑھا کر دیکھو۔

(۲) باتمیز ۔ باادب ۔ باہمّت ۔
پہلا لفظ تمھارے سبق میں ہے ، دوسرا اور تیسرا نئے ہیں ۔ پہلے لفظ میں 'با' کے معنی پر غور کرو ۔ پھر 'باادب' اور 'باہمت' کے معنی نکالو۔ اور اِن تینوں لفظوں سے جُملے بناؤ۔

(۳) پہاڑ کے طعنے کے پانچویں شعر کی نثر بناؤ۔

(۴) شرم سے ڈوب مرنا ۔ آن بان ۔ منہ سنبھالنا ۔
اوپر کے محاوروں پر سبق میں نشان لگاؤ۔ اور ان سے جُملے بناؤ۔

(۵) نظم کے آخری شعر کو زبانی یاد کر لو۔

---

۳۳ - روٹیوں کا جلسہ

سعید بھاگا بھاگا آ رہا تھا کہ ٹھوکر لگی اڑا اڑا دھم ایسا گرا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا۔ ماں بے چاری باورچی خانے میں تھی روٹی توے پر چھوڑ، گھبرا کر اُسے اُٹھانے بھاگی - روٹی کو یہ بے پروائی بڑی لگی - غُصّے کے مارے پھُول کر کُپّا ہو گئی - اور توے سے انگاروں پر آ پڑی - اب تو اِس کا بدن اور بھی جلنے لگا - اِدھر کروٹ لیتی اُدھر کروٹ لیتی - کِسی کل چین نہ آتا - آخر جل بھُن کر اُس نے یہ طے کِیا کہ ایسے بے پروا آقا کی غُلامی سے نجات حاصِل کرنا چاہیئے - لُڑھکتی لُڑھکتی کھِڑکی پر چڑھ، باہر گلی میں کُود پڑی - وہاں پہُنچ کر پہلے تو اُس نے آزادی کا ایک لمبا سانس لِیا پھر ایک زور کا نعرہ لگایا "اِنقلاب زِندہ باد" بھائیو اور بہنو! آج تُم اپنی آزادی کے لِئے ہڑتال کر دو - آج ہمارا جلُوس نِکلے گا اور شام کو آزاد پارک میں جلسہ ہوگا - یہ آواز سُنتے ہی آس پاس کے گھروں سے

باجرے ۔ جو۔ جوار۔ مکّا کی روٹیاں۔ گیہوں کی چپاتیاں اور پھلکے روغنی اور خستہ ٹکیاں سب انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگاتی ہوئی نکل کھڑی ہوئیں ۔ اس طرح روٹیوں کا جلوس روانہ ہوا ۔ آگے آگے جلی روٹی بڑا سا جھنڈا لئے نعرہ لگاتی جا رہی تھی ۔ راستے میں ایک حلوائی دوکان پر کڑھاؤ چڑھائے تھا ۔ پوریاں، کچوریاں تلی جا رہی تھیں ۔ روٹیوں کا جلوس دیکھ کر وہ بھی کڑھاؤ اور تھال سے کود کود اس میں آ شامل ہوئیں اس کے بعد یہ جلوس ایک باورچی کی دوکان کے سامنے پہنچا ۔ وہاں نان ۔ باقر خوانی ۔ کلچہ اور پراٹھے پلیٹوں میں بیٹھے آرام کر رہے تھے ۔ جلوس نے وہاں پہنچ کر نعرہ لگایا ۔ پراٹھے خاں کی جے ۔ کلچے اور نان تو پہلے ہی جلوس میں شریک ہو گئے تھے اب پراٹھے خاں بھی اترے اور سب میں جا ملے مگر باقر خوانی نے منہ پھیر لیا ۔ اور وہیں پلیٹ میں بیٹھی رہی ۔ راستے میں کچھ ڈبل روٹیاں آ کر شریک ہو گئیں اور جلوس سارے شہر کا چکّر لگاتا آزاد پارک میں پہنچا ۔ بسکٹ بھی تماشا دیکھنے کے لئے ساتھ ہو لئے اور جلسے کی کارروائی شروع ہوئی ۔ پراٹھے خاں صدر

چُننے رگئے۔ سب سے پہلے ایک خستہ ٹکیا نے روٹیوں کا قومی ترانا گایا۔ اِس کے بعد جلی روٹی تقریر کے لئے کھڑی ہوئی :-

"صدر صاحب بھائیو اور بہنو! اب وقت آ گیا ہے کہ ہماری قوم بھی گہری نیند سے جاگے۔ اور اِنسان کے ظلموں سے نجات پانے کی ترکیب سوچے اِنسان کے ظُلم آپ کے سامنے کہاں تک گِناؤں۔ وُہ ہمیں چین ہی کب لینے دیتا ہے۔ آپ شرُوع سے لیجئے۔ سب سے پہلے تو کِسان ہمارے دانے سڑی ہُوئی کھاد اور کُوڑا ملی مٹّی میں دفن کرتا ہے اُوپر سے ٹھنڈا پانی ڈالنا شرُوع کرتا ہے۔ جس سے چند دِن میں ہمارے دانے کا پیٹ پھٹ جاتا ہے۔ اور اِس میں سے ایک کِلا پھُوٹ آتا ہے۔ یہ کِلّا کچھ دنوں میں بڑا سا پَودا ہو جاتا ہے۔ اور اِس میں دانوں کی بہت سی بالیں اُگ آتی ہیں۔ پکنے پر یہ بالیاں توڑ کر اُس میں سے دانے نکال لئے جاتے ہیں۔ پھر کِسان بَیلوں کو ہم پر چھوڑ دیتا ہے۔ وُہ اپنے پاؤں سے بُری طرح ہمیں روندتے ہیں۔ اِس سے دانوں کا بھُوسے کا لِباس اُتر جاتا ہے اور وہ ننگے

ہو جاتے ہیں۔ پھر ان دانوں کو بورے میں بند کر دیتے ہیں۔ اُف اس بورے میں کیسی گرمی ہوتی ہے کہ دم گھٹا جاتا ہے۔ یہ بورے گاڑیوں پر لادے جاتے ہیں۔ اور کسان ہمیں بازار میں بنیئے کے ہاتھ بیچ آتا ہے۔ اس بنیئے سے لوگ تھوڑا تھوڑا کر کے ہمیں اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد کا قصہ ایسا درد ناک ہے کہ سُن کر تمھارے آنسو نکل آئیں گے۔ انسان ہمیں یہاں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ وُہ ہمیں لے جا کر چکی میں پسواتا ہے۔ جس میں ہماری ہڈی پسلی ایک ہو جاتی ہے۔ اور ہم آٹا بن جاتے ہیں۔ اب وُہ ہمیں اپنے مٹکوں میں بھر لیتا ہے۔ پھر تھوڑا تھوڑا کر کے پانی میں گوندھتا ہے۔ اس کے بعد وُہ ہمیں جلتے توے پر ڈال دیتا ہے۔ ہمارے پیٹ اور پیٹھ کو خُوب سینکتا ہے۔ ہم روتے چلاتے ہیں لیکن وُہ ایک نہیں سُنتا۔ پھر وُہ ہمیں توڑ کر دال یا شوربے میں غوطہ دے کر مُنہ میں رکھ لیتا ہے۔ اور ہمارے جسم کو اپنے دانتوں سے کاٹ کاٹ کر ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اور ہمیں نگل جاتا ہے۔ ہم اس کے پیٹ کی اندھیری

کوٹھڑی میں بند ہو جاتے ہیں۔ اس کا معدہ ہمارا رس چوس کر انسان کے لئے خون بنا لیتا ہے۔ اور کھوجڑ نکال پھینکتا ہے۔ بھائیو اور بہنو! یہ ہے ہمارا دردناک قصّہ اور یہ ہیں انسان کے ظلم۔ کیا اب بھی ہم انسان کی غلامی سے چھٹکارا پانے کی کوشش نہیں کریں گے؟ اتنا کہہ کر جلی روٹی بیٹھ گئی۔ سارا جلسہ تالیوں کے شور سے گونج اٹھا۔ اس کے بعد کچوری بائی کھڑی ہوئیں اور انھوں نے کہنا شروع کیا

کچوری بائی کی تقریر

بھائیو اور بہنو! ہم سب کی اصلیت ایک ہے۔ چاہے روٹی ہو یا چپاتی۔ پوری ہو یا کچوری۔ روغنی ٹکیا ہو یا پراٹھا۔ ڈبل روٹی ہو یا بسکٹ۔ ہم سب اناج کے دانے سے بنے ہیں۔ اس لئے ہم سب ہی کو مل کر انسان کے ظلموں سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہم ستیہ گرہ کریں یعنی انسان کے پیٹ میں پہنچ کر کسی طرح ہضم نہ ہوں۔ اور پیٹ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ اس کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ وُہ ہمیں کھانا چھوڑ دے گا اَور ہم آزاد ہو جائیں گے۔" روغنی بیگم نے کھڑے ہو کر اِس تجویز کی تائید کی - لیکن ڈبل روٹیاں اس کا مذاق اُڑانے لگیں ◆

کچھُ شریر لڑکے باغ میں ایک طرف چھُپے ہُوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے - اُنھوں نے جو یہ مُفت کا دسترخوان بچھا دیکھا تو جلسے کی طرف دَوڑ پڑے - اِس سے بہُت گڑبڑ مچ گئی - اب نتیجہ تُم خُود ہی سوچ لو ◆

سوال

۱ - جلُوس میں کَون کَون سی روٹیاں شریک ہُوئیں ؟
۲ - باقرخوانی اَور پیراٹھے - پُوری کچوری کیوں گئیں ؟
۳ - جلی روٹی نے اپنی مصیبت کا کیا حال سُنایا ؟
۴ - کچوری بائی نے اِنسان کو ستانے کے لِئے کیا رائے دی ؟
۵ - روغنی بیگم نے کچوری بائی کی ہاں میں ہاں کیوں ملائی؟
۶ - ڈبل روٹیوں نے کچوری بائی اَور روغنی بیگم کا مذاق کیوں اُڑایا ؟

۷ - لڑکوں کے دَوڑ پڑنے کا کیا نتیجہ ہُوا ؟

مشق

۱ - سبق میں جتنی قسم کی روٹیوں کے نام آئے ہیں - اُن سب کو اپنی کاپی میں لکھو +

۲ - جلُوس - جھنڈا - نعرہ - صدر - قومی ترانا - تجویز - تائید +
کسی ایک جلسے کا حال لکھو جس میں تم نے اُوپر کی چیزیں دیکھی اور سُنی ہوں ہر چیز پر ایک ایک جُملہ لکھو

۳ - "اِنقلاب زِندہ باد"
اِس کے معنی معلُوم کرو +

۴ - آج کل ہڑتال اَور ستیہ گرہ کیسے موقعوں پر کی جاتی ہے ؟

۵ - اپنے سبق میں چند اَیسے جملوں پر نشان لگاؤ - جن کا فعل زمانۂ حال میں ہو اور چند اَیسے جُملے ڈھونڈو جو زمانۂ ماضی کے ہوں +

عملی کام

اپنے جلسے میں روٹیوں کے جلسے کا ڈراما کرو - ایک لڑکا وُہ ساری باتیں یاد کرے جو جلی روٹی نے سُنائیں اور ایک لڑکا وُہ تجویز یاد کرے - جو کچوری بائی نے پیش کی +

۳۴ - سعیدہ کی امّاں

[جاہل آدمی یہ نہیں جانتے کہ ہماری تندرستی کے لیئے ہوا اور دُھوپ کتنی ضرُوری ہے۔ وُہ بیمار کو بھی بند کمرے ہی میں رکھتے ہیں۔ جہاں نہ دھُوپ جا سکتی ہو نہ ہوا۔ مریض کو اگر دُھوپ اور ہوا ٹھیک ملتی رہے۔ تو خُود ہی وُہ بہت جلد اچھّا ہو جاتا ہے۔ دُھوپ خُود بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ آج کے سبق میں تُم پڑھوگے کہ کس طرح ایک مریض عورت دُھوپ اور ہوا کی برکت سے جلد بھلی چنگی ہوگئی]

سعیدہ کی ماں بہت دنوں سے بیمار تھی۔ بُخار۔ کھانسی۔ کبھی ہاتھ پاؤں میں درد۔ کبھی سر میں۔ کبھی پیٹ میں۔ بہت دنوں تک حکیموں کا علاج ہوتا رہا۔ کسی نہ کسی چیز کو تو فائدہ ضرُور ہوتا تھا لیکن بیماری کا سلسلہ تھا کہ چلا جاتا تھا۔ کمزوری بہت ہوگئی تھی۔ چہرا ایسا پیلا پڑ گیا تھا۔ جیسے

پیلی کٹیا کا پھول - حکیموں نے کھانا بس یوں سمجھو کہ بند کر دیا تھا - گرمی اچھی خاصی تھی - لیکن جن حکیم جی کا علاج تھا - وہ ہوا سے بھی بہت ڈرتے تھے - ایک چھوٹے سے کمرے میں اُنھیں لِٹا دِیا تھا - اور سب کھڑکیاں اور کواڑ بند رکھنے کی تاکید کر دی تھی +

جب کم زوری برابر بڑھتی گئی - تو عزیزوں پڑوسیوں نے کہا کہ بھائی ڈاکٹر انصاری صاحب کا علاج کراؤ - سعیدہ کی ماں بے چاری غریب عورت تھی - اس لئے اب تک ڈاکٹر صاحب کا علاج نہ کیا تھا - مگر جان بہت پیاری ہوتی ہے - کہا اچھا کچھ گہنا بیچوں گی - اور ڈاکٹر صاحب ہی کا علاج کراؤں گی +

ڈاکٹر صاحب کئی دِن کے انتظار کے بعد آئے کوئی آدھ گھنٹے تک حال سُنا - خوب غور سے دیکھا بھالا اور نسخہ لکھ کر چلنے لگے - سعیدہ کی خالہ نے پوچھا - "اور ڈاکٹر صاحب کھانے کو؟" ڈاکٹر صاحب نے کہا - "جو ان کا جی چاہے کھلاؤ - پھلکا - شوربہ - دودھ - انار کا عرق - انگور کا عرق" +

سعیدہ اندر سے پان لے کر آئی - چوکھٹ میں

ٹھوکر لگی، تو پان کی تھالی وُہ جا کر گری۔ سعیدہ زور زور سے رونے لگی۔ ڈاکٹر صاحب نے سعیدہ کو اُٹھا لیا اور پیار کیا اور چلنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ سعیدہ کی خالہ نے اندر سے کہا "ڈاکٹر صاحب! ذرا تشریف رکھئے۔ اور پان بھیجتی ہوں"۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا "میں تو پان کھاتا ہی نہیں ہوں۔ آپ پان کی تکلیف نہ کریں۔ البتہ یہ جو آپ اس کوٹھڑی میں مریضہ کے ساتھ بند ہیں اور نہ معلوم آپ کے ساتھ کتنے تیمار دار اسی ڈبّے میں قید ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ انہیں بڑے کمرے میں رکھئے۔ کھڑکیاں سب کھلی رہیں اور آٹھ بجے سے نو بجے تک اُنہیں باہر دُھوپ میں بٹھایا کیجئے۔ روز۔ دیکھئے بھولئے گا نہیں۔ یہ دوا سے زیادہ ضروری ہے"۔

ڈاکٹر صاحب یہ کہہ کر چلے گئے۔ گھر میں اڑوس پڑوس کی نہ جانے کتنی بڑھیاں جمع رہتی تھیں۔ کوئی کہتی یہ موئے ڈاکٹر کیا جانیں؟ ہوا میں بٹھلانے کو کہہ گئے۔ کوئی کہتی کھانسی کا یہ حال اور دروازے کھلے رکھو۔ بخار روز آتا ہے۔ دُھوپ میں بیٹھو۔ سعیدہ کی ماں کو یہ بحث اچھی نہیں لگتی تھی۔

دو ایک مرتبہ اُس کے ماتھے پر کچھ بل پڑے۔
پھر کراہ کر اُس نے کروٹ بدلی - لیکن بڑھیاں
تھیں کہ ڈاکٹر صاحب اور اُن کی ہدایتوں پر نکتہ
چینی کئے ہی گئیں - آخر سعیدہ کی ماں سے نہ رہا
گیا - اُس نے پھر کروٹ لی اور بولی "- اب مَیں
چاہے مروں چاہے جیوں - ڈاکٹر صاحب نے جو
کہا ہے وہی کروں گی-بہن اب تم بڑے کمرے
میں میرا بستر لے چلو- صُبح سے دُھوپ میں ایک
چار پائی بچھا دیا کرو"۔

بہن نے فوراً بڑے کمرے کا انگڑ کھنگڑ،
اُٹھانا شروع کیا اور شام تک بستر اُس کمرے
میں پہنچ گیا - کھڑکیاں اور دروازے کھلے رہے
سعیدہ کی ماں کو خوب نیند آئی - اور صُبح اُٹھی -
تو طبیعت ہلکی ہلکی سی تھی - اب آٹھ بجے کا
انتظار شروع ہُوا - لیکن خُدا کا کرنا ساڑھے سات
بجے ہی سارے آسمان پر بادل چھا گئے - اور سارے
دن دُھوپ نہ نکلی - دُوسرے دن بھی یہی حال
رہا - سعیدہ کی ماں نے ٹھنڈی سانس بھر کر
کہا "- یا اللہ کیا اب میری وجہ سے تیرا سُورج

بھی نہ نکلے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے دھوپ میں لیٹنے کو کہا ہے
دھوپ ہی نہ نکلے گی تو میں کیسے اچھی ہوں گی"۔
سعیدہ بھی کہیں پٹّی کے پاس اپنی گُڑیا کو لئے،
کھڑی یہ باتیں سُن رہی تھی۔ اس دن سہ پہر کو
دھوپ نکلی تو سعیدہ آنگن سے دوڑی ہوئی آئی اور
برآمدے ہی سے چلّائی کہ" امّاں۔ آماں! دیتو (دیکھو)
دوب (دھوپ) نتّلی (نکلی)"۔ سب کو بڑی حیرت ہوئی
کہ دیکھو ذرا سی بچّی اور اتنا دھیان! مگر شام کے
وقت ڈاکٹر صاحب نے سعیدہ کی امّاں کو باہر
بٹھانے کو کہا نہ تھا۔ اس لئے لوگوں نے چارپائی
نہ نکالی۔ لوگ اپنے کام میں لگ گئے اور سعیدہ
پھر آنگن میں جاکر کھیلنے لگی۔ لیکن کچھ اُداس
اُداس سی رہی۔ تھوڑی دیر میں اپنی گڑیاں وہیں
زمین پر ڈال مٹّی ہی پر لیٹ گئی۔ سورج ڈوبنے کا
وقت آ گیا تھا۔ سامنے والے آم کے پیڑ کی پھننگوں
پر سورج کی کرنیں کھیل رہی تھیں۔ سعیدہ کی نظر
ان ہی پر جمی تھی۔
ایک زبان ہے جسے بڑے نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں
لیکن بچّے اُسے خوب جانتے ہیں۔ یہ پیڑوں، پھولوں،

جانوروں، سورج، چاند اور تاروں اور کوئی کوئی تو کہتا ہے کہ اللہ میاں تک سے یہ باتیں کر لیتے ہیں۔ اِسی زبان میں سعیدہ نے سورج کی اُس کرن سے جو سب سے آخر تک آم کی پھننگ پر کھیلتی رہی، باتیں کیں کہ "بہن! کل صبح ضرور آنا۔ امّاں کے لئے دھوپ کر دینا۔ نہیں تو امّاں کیسے اچھی ہوں گی؟" کرن نے سعیدہ سے وعدہ کر لیا کہ "میں ضرور آؤں گی، تو اُداس مت ہو"۔

دوسرے دن جب کوئی چار بجے سے سورج کی کرنوں نے دُنیا میں آنے کے لئے بننا سنورنا شروع کیا تو سورج نے کہا "چلو آج بھی چھٹی ہے۔ آج پھر یہیں آسمان میں رہنا ہوگا۔ دُنیا کا راستہ بادلوں کی فوج نے بند کر رکھا ہے"۔

کرنوں کو یہ بات اچھی تو نہ لگی کہ یہیں آسمان میں بند رہیں اور دُنیا کی سیر کو نہ جائیں، پر کیا کرتیں چُپ ہوگئیں مگر جس کرن نے ایک دن پہلے سعیدہ سے باتیں کی تھیں ذرا آگے کو بڑھی اور بولی "میں اب کیا کروں! میں تو کل سعیدہ کو زبان دے چکی ہوں کہ صبح ضرور آؤں گی اور تیری ماں کے لئے دھوپ کر دوں گی۔ یہ کم بخت بادلوں

کی فوج ختم ہی نہیں ہوتی۔ روز اِدھر سے اُدھر، اُدھر سے
اِدھر، میرا بس چلتا تو سب کا سر توڑ، زمین کو چلی جاتی۔"
پر بھلا اکیلی ایک کِرن کیسے بادلوں کی فوج میں سے
آتی۔ دُوسری بہنوں کو بھی خیال ہُوا کہ اِس کِرن کی
بات نہ جائے۔ سعیدہ کیا کہے گی کہ آسمان کے لوگ
بھی جھوٹ بولنے لگے۔ سب کی سب سُورج سے
لپٹ گئیں کہ "آج تو ضرور دُنیا کو جائیں گے۔ آج تو
ضرور"۔ سُورج نے کہا: "اچھا تمھاری خوشی۔ چلو۔ مگر
بادلوں کی فوج میں تمام کیچڑ ہوتی ہے۔ تمھارے
سارے کپڑے خراب ہو جائیں گے"۔ مگر کِرنیں بھر
کہاں سُنتی تھیں۔ سب نے کہا "ہم کپڑے بچالیں گے
نہیں تو جلدی سے لوٹ کر دُوسرے بدل لیں گے"۔
خیر یہ کہہ کر اُنھوں نے زمین کا رُخ کیا۔ یہ ننھی
کِرنیں بادلوں کی فوج کو کیا ہٹاتیں مگر اُن میں گرمی
بھی تو ہوتی ہے۔ ایک جگہ بادلوں کی فوج کے ایک
ٹکڑے پر جو چمکیں تو فوج کا یہ دستہ مارے گرمی کے
گھبرا اُٹھا۔ اور ایک طرف کو ہٹ گیا۔ بس پھر کیا تھا،
کِرنوں کو راستہ مِل گیا اور یہ دیکھتے دیکھتے دُنیا تک
پہنچ گئیں۔ اور سیدھی سعیدہ کی ماں کے آنگن میں

اُتریں - سعیدہ صُبح کے بادلوں کو دیکھتی تھی اور اُداس بیٹھی تھی - کسی سے کچھ کہتی بھی نہ تھی - اب جو کرنوں کی سواری پُہنچی تو اُس کا چہرا خُوشی سے دمکنے لگا اور یہ پھر چلّائی "- امّاں امّاں - دیکھو - دُوپ رنگلی"- بچّی کی اِس بات سے ماں پر بڑا اثر ہُوا - اور اِس کی آنکھوں میں بہت سے آنسُو بھر آئے - سعیدہ کی خالہ نے آنگن میں ہار سنگھار کے پیڑ کے پاس دُھوپ میں چار پائی ڈلوائی - کوئی گاؤ تکیہ تو گھر میں تھا نہیں کئی چھوٹے چھوٹے تکئے اور دو بستر نیچے اُوپر رکھ کے سعیدہ کی امّاں کی پیٹھ سے لگا دئے اور یہ گھنٹہ بھر تک دُھوپ میں بیٹھی رہی - مہینوں بعد بند چھوٹے سے کمرے سے نکل کر دُھوپ اور تازہ ہوا میں نکلی تھی - ایسا لگتا تھا کہ نئی دُنیا میں آ گئی ہے - چہرا پیلا تھا لیکن اتنا اُداس نہ تھا - آنکھوں میں روشنی سی آ گئی تھی - سعیدہ بھی بہت خُوش تھی - پلنگ کے پاس آ آ کر کھڑی ہوتی تھی - ماں نے ایک دفعہ اُسے گود میں اُٹھا لیا اور خُوب پیار کیا +

اُسی دِن سے سعیدہ کی ماں کی طبیعت اچھی ہونے لگی اور اب وُہ خیر سے بھلی چنگی ہیں +

سوال

۱۔ سعیدہ کی اماں کو ہوا اور دھوپ کیوں نہ ملتی تھی ؟
۲۔ ڈاکٹر صاحب نے مریض کو کیا ہدایتیں کیں ؟
۳۔ گھر کی بڑھیوں کو یہ ہدایتیں پسند کیوں نہ آئیں ؟
۴۔ سعیدہ کی اماں کو ڈاکٹر صاحب کا کہنا کیوں پسند آیا ؟
۵۔ سعیدہ نے دھوپ کی کرن سے گھر میں آنے کا وعدہ کیوں لیا ؟
۶۔ دھوپ کی کرنیں بادل کے ٹکڑوں میں سے کس طرح نکل سکیں ؟
۷۔ روز روز دھوپ میں بیٹھنے سے سعیدہ کی اماں کو کیا فائدہ ہوا ؟

مشق

۱۔ "چہرا ایسا پیلا جیسے پیلی کنیا کا پھول"
اوپر کے جملے میں پیلے چہرے کو پیلی کنیا کے پھول سے

مثال دی تھی - اِسے تشبیہ کہتے ہیں - بتاؤ کالے چہرے کو اور خوبصورت چہرے کو کن چیزوں سے مثال دوگے ؟

۲ - "ایسا لگتا تھا کہ نئی دُنیا میں آ گئی ہوں"۔
یہ جُملہ سعید کی ماں کے لئے سبق میں آیا ہے۔ اِس کی وجہ تین جُملوں میں اپنی کاپی پر لکھو +

۳ - سہ پہر - دوپہر - اگلے پہر - پچھلے پہر -
پہلا لفظ تمہارے سبق میں آیا ہے - اُس کے معنی معلوم کرو - پھر باقی لفظوں کے معنوں پر غور کرو +

۴ - نیچے کے لفظوں کے معنی لغت میں دیکھو +
عزیزوں - ہدایت - سہ پہر - اعلان - اصرار +

۵ - نیچے کے مُحاروں پر سبق میں نشان لگا لو - پھر اُن سے جُملے بناؤ :-
اچھی خاصی - ماتھے پر شکن پڑنا - بننا سنورنا - بس چلنا +
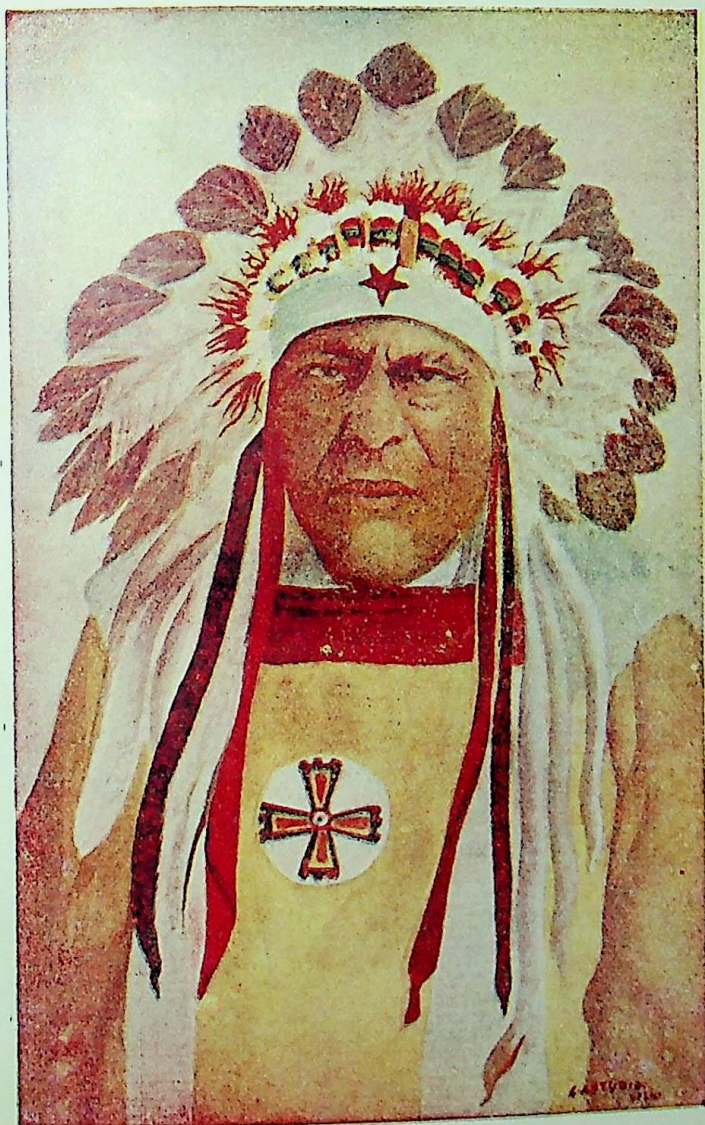
۳۵ - ریڈ انڈین

کیا کہا سُرخ ہندُوستانی ! ہمارے مُلک کے لوگ تو کالے ہوتے ہیں یا سانولے بعض گورے بھی ہیں مگر سُرخ تو کوئی بھی نہیں ہوتا - نہیں بھئی یہ تمہارے مُلک کے لوگ نہیں ہیں - یہ امریکہ کے رہنے والے ہیں - بات یہ ہے کہ آج سے کوئی ساڑھے چار سو برس پہلے مشہور اسپینی سیّاح کولمبس ہندوستان کی تلاش میں اپنا جہاز لے کر نِکلا - خُدا کی شان دیکھو اُس کا جہاز نئی دُنیا کے کِنارے جا لگا - وُہ سمجھا بس یہی ہندُوستان ہے - یہاں کے لوگوں کا چہرا تانبے کی طرح سُرخ ہوتا ہے - اِس لئے وُہ اُنھیں ریڈ اِنڈین کہنے لگا ، اور اب یہی اُن کا نام پڑ گیا ہے - ہم اپنی زبان میں اُنھیں لال ہندُوستانی یا سُرخ ہندی کہہ سکتے ہیں - کولمبس کے آنے سے پہلے امریکہ میں یہی لوگ بستے تھے پر اب تو اِس پر یورپ کے لوگوں کا قبضہ ہو گیا ہے اور یہ لوگ مِٹتے جا رہے ہیں - اِن کا رنگ

تانبے کا سا ہوتا ہے - چہرا خوبصورت - رخساروں کی ہڈیاں اُبھری اُبھری - ناک اُونچی - آنکھیں کالی چمک دار +

اِن کے بہت سے قبیلے ہیں - کچھ تو ایسے ہیں جن کی گُذر بسر شکار پر ہے - یہ لوگ شمالی امریکہ کے ساحلوں پر رہتے ہیں - یہاں دُور تک اُونچے اُونچے پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے - اِن پہاڑوں سے گھرے ہُوئے بہت سے میدان ہیں - اِن میدانوں میں گھاس کے سوا کچھ پیدا نہیں ہوتا ہے - یہی میدان اِن کے گھر ہیں +

امریکہ میں گائے کی قسم کا ایک جانور ہوتا ہے بی زن ، اِس کی گردن اور کمر پر بہت سے بال ہوتے ہیں - اِن بالوں کی وجہ سے یہ گائے سے زیادہ قوی ہیکل معلوم ہوتا ہے - پہلے بہت کثرت سے پایا جاتا تھا مگر اب سُرخ ہندیوں کی طرح یہ بھی مِٹتا جا رہا ہے - ہندیوں کی گُذر بسر اِسی کے شکار پر ہے - بی زن ایک جگہ کی گھاس ختم کرنے کے بعد دُوسری جگہ چلا جاتا ہے - اِس لئے ہندی بھی اپنے ڈیرے ڈنڈے لئے اِس کے پیچھے پیچھے

پھرتے ہیں - مُستقل طَور پر ایک جگہ نہیں رہتے -
اِن کے خیمے صنوبر کی چھال کے ہوتے ہیں یا چمڑے
کے - اِن کا نام وِگوام ہَے - یہ اِس طرح بنائے
جاتے ہیں کِہ لکڑی کے لمبے لمبے ڈنڈے ایک دائرے
میں کھڑے کر دِئے - اِن کے سِروں کو ایک
دُوسرے کے اُوپر ترچھا کرکے باندھ دِیا - اَور اِس
ڈھانچے پر چھال یا چمڑا منڈھ دِیا - خیمے کے اندر
گھاس کی چٹائیاں بِچھی ہوتی ہیں - ان ہی پر سوتے
اَور کھانا کھاتے ہیں - چاروں طرف دِیواروں پر
تیر کمان، گُرز، اَور ایک خاص قِسم کی کُلھاڑی 'ٹوماک'
سجی ہُوئی - ایک کونے میں لکڑی کے چمچے - رکابیں
پیالے اَور ضرورت کا دُوسرا سامان - بیچ میں تھوڑی
سی جگہ پر ریت بِچھا ہُوا اَور اِس پر ایک ٹک
لٹکا ہُوا - کھانا یہیں پکتا ہَے - دیگچی یا ہانڈی
ٹک میں لٹکا دی جاتی ہَے - دُھوئیں کے لِئے اُوپر
سُوراخ ہوتا ہَے - خیمے کھڑے کرنا پکانا رِیندھنا
گھاس کی ٹوکریاں بنانا - بچّوں کی دیکھ بھال کرنا
یہ سب ہِندی عَورت کرتی ہَے - مرد یا تو شکار
کرتا ہَے یا لڑتا ہَے - ہِندی مرد جب کبھی شکار

کرکے لاتا ہے تو بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اور خوب دعوتیں ہوتی ہیں۔ جانور کی کھال عورت کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ وہ اُسے خوب دھوتی، اور ہڈی کے چاقو سے کھرچ کھرچ کر صاف کرتی ہے۔ پھر کئی روز تک آگ پر سکھاتی ہے۔ گھر کے لوگوں کے کپڑے بھی وہی سیتی ہے۔ اِس کی سوئی ہڈی کی اور دھاگا جانور کی نسوں کا ہوتا ہے۔

سُرخ ہندیوں کا پہناوا بھی عجیب ہوتا ہے۔ مرد اور عورت لمبے لمبے کوٹ پہنتے ہیں۔ ان کے نیچے چمڑے کے دو لمبے موزے۔ جوتے نرم چمڑے کے جن پر خوبصورتی کے لئے چھوٹے چھوٹے موتی اور سیہی کے کانٹے لگا دیتے ہیں۔ ٹوپی پر لمبے لمبے پر لگاتے ہیں۔ آستینوں اور موزوں پر دشمن کے بال چپکاتے ہیں۔ کوٹ پر اپنی بہادری کے کارناموں کی تصویریں کھینچتے ہیں۔ پھر چہرا سُرخ رنگتے ہیں۔ غرض عجیب و غریب شکل بن جاتی ہے +

ہندی بچہ جب بارہ برس کا ہو جاتا ہے۔ تو اس کی زندگی میں ایک خاص تبدیلی ہوتی ہے۔

اب وُہ گویا پُورا مرد ہو گیا۔ وُہ اپنے باپ کے ساتھ شکار کرنے جاتا ہے۔ اُسے بتایا جاتا ہے کہ وُہ ایک قبیلے کا فرد ہے اور قبیلے کے سب لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں ؎

سُرخ ہندیوں کے کچھ قبیلے پہاڑوں پر گھر بنا کر رہتے ہیں۔ یہ ایک لمبی چوڑی عمارت ہوتی ہے جس میں کمرے ہی کمرے ہوتے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک خاندان رہتا ہے۔ اس میں ایک طرف آتش دان ہوتا ہے۔ سردیوں میں اس سے کمرہ گرم رہتا ہے۔ ایک طرف پانی کے مٹکے ہوتے ہیں۔ ان پر پانی نکالنے کے چمچ ہوتے ہیں۔ یہ لوکی کو اندر سے خالی کر کے بناتے ہیں یا پہاڑی بکری کے سینگ سے۔ ایک الماری سی ہوتی ہے۔ اس میں کھانے کے برتن۔ رکابی۔ پیالے وغیرہ رکھے ہوتے ہیں۔ کھونٹیوں پر ایک طرف کمبل اور دُوسری طرف تیر کمان ٹنگے ہُوئے۔ کمروں میں نہ کھڑکیاں ہوتی ہیں نہ زینہ۔ زینے کی جگہ لکڑی کی بنی ہُوئی سیڑھی ہوتی ہے۔ جسے آسانی سے اِدھر اُدھر لے جا سکتے ہیں ؎

مکان یا کمرہ اینٹوں کا بنا ہُوا۔ اندر اَور باہر مٹّی کا پلاسٹر۔ چھت لکڑی کے شہتیروں سے پاٹتے ہیں۔ اِس پر مٹّی ڈالتے ہیں۔ مکان بناتے وقت عورتیں اَور بچّے سب مدد کرتے ہیں۔ بڑی دِلچسپی رہتی ہے۔ پانی نیچے چشموں سے لایا جاتا ہے ٭

اِن قبیلوں کے مرد کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ اَور کپڑا بُنتے ہیں۔ جب اناج یا پھلوں کے پکنے کا زمانہ آتا ہے تو بہت چہل پہل رہتی ہے۔ مرد اپنے کارناموں کے گیت گاتے ہیں۔ عورتیں بھی گاتی بجاتی ہیں ٭

بچّوں کی دیکھ بھال۔ کھانا پکانا۔ آٹا پیسنا۔ مٹّی کے برتن اَور ٹوکریاں بنانا یہ سب عورتوں کے کام ہیں۔ آٹا پیسنے کے لئے پتّھر کا ایک چوکھٹا سا ہوتا ہے۔ اُس میں بڑا سا پتّھر اُوپر سے نیچے کی طرف ڈھلوان رکھّا ہوتا ہے۔ بس اسی پر ایک اَور چھوٹے پتّھر سے اناج کو رگڑتے ہیں۔ بہت محنت کا کام ہے۔ کبھی کبھی تو اِس میں پُورا دِن لگ جاتا ہے۔ روٹی پکانے کا توا پتّھر کا ہوتا ہے بالکل سپاٹ ٭

ہندی بچّے چھٹپن ہی سے تیر کمان چلانا سیکھ لیتے ہیں۔ اُنھیں کہانیاں سُننے کا بہت شوق ہے سردیوں کے دنوں میں آتش دان کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ خُوب قِصّے کہانیاں سُنتے ہیں اور اُنھیں لفظ بلفظ یاد کر لیتے ہیں۔ جب ذرا بڑے ہو جاتے ہیں، تو خُوب دَوڑتے اور اُچھلتے کُودتے پھرتے ہیں۔ بارش کا موسم اِن کی خاص دِلچسپی کا ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے چشموں میں خُوب نہاتے اور پانی اُچھالتے ہیں۔ اِن کا ایک کھیل خاص ہے۔ اُسے 'ویلا' کہتے ہیں۔ پیال یا گھاس کا پہیّے کی طرح کا ایک گھیرا بناتے ہیں۔ ویلا اِسی گھیرے کو کہتے ہیں۔ ہر لڑکے کے ہاتھ میں ڈیڑھ ہاتھ کا برچھا ہوتا ہے۔ اِس کے ایک طرف پر لگا ہوتا ہے۔ ہر ایک کے برچھے کا رنگ الگ ہوتا ہے۔ کِسی کا سُرخ کِسی کا سبز۔ ایک لڑکا گھیرے کو لڑھکاتا ہے اور سب اِس کے پیچھے دَوڑتے ہیں۔ اِس کے بیچ میں برچھے سے نشانہ بھی لگاتے ہیں۔ جِس کا برچھا گھیرے پر جا لگتا ہے وُہ بہت خُوش ہوتا ہے۔ گویا کھیل جیت گیا۔ اِن کی دَوڑیں

بھی ہوتی ہیں - کئی کئی ایک ساتھ مل کر دوڑتے ہیں - بس جو آگے نکل جاتا ہے وہ ہیرو ہوتا ہے - کوئی گدھا مل جاتا ہے تو تین تین بچے اُس پر سوار ہو جاتے ہیں - اب گدھے کے جی میں آتا ہے تو ان سواروں کی خوشی کر دیتا ہے نہیں تو چاہے کچھ کرو - اپنی جگہ سے نہیں ہلتا - گدھا ہی جو ٹھہرا +

ہندی بچے کو سب سے زیادہ خوشی اُس وقت ہوتی ہے - جب وہ کشتی بنا کر دریا میں کھیتا ہے - یہ بہت ہلکی پھلکی ہوتی ہے - ڈھانچا لکڑی کا ہوتا ہے اس پر درخت کی چھال چڑھاتے ہیں - اسے کینو کہتے ہیں اور اب ہر جگہ اس کا رواج ہے +

سُرخ ہندیوں کو ناچ کا بھی بہت شوق ہے - اُن کے ناچ قسم قسم کے ہوتے ہیں - ناچنے سے پہلے چہرے پر اس طرح نقش بناتے ہیں - جس طرح لڑائی کے وقت - پھر ڈراؤنی آوازیں نکالتے ہیں اور خوب ناچتے ہیں +

سُرخ ہندیوں میں دو باتیں بہت اچھی ہیں - کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور چوری نہیں کرتے +

سوال

۱- کس مُلک کے لوگ ریڈ اِنڈین کہلاتے ہیں ؟
۲- کولمبس نے اِن کو ریڈ اِنڈین کا نام کیوں دیا ؟
۳- یہ لوگ زیادہ تر خیموں میں کیوں رہتے ہیں ؟
۴- اِن کے مرد کیا کرتے ہیں - اور عورتیں کون کون سے کام کرتی ہیں ؟
۵- بارہ سال کی عُمر میں یہ اپنے بچّوں کو کیا سِکھاتے ہیں ؟
۶- یہ لوگ پانی نکالنے کا جگ کِس طرح بناتے ہیں ؟
۷- اِن کے بچّے کیا کیا کھیل شوق سے کھیلتے ہیں ؟
۸- یہ لوگ اپنی کِن کِن اچھی عادتوں کے لئے مشہور ہیں ؟

مشق

۱- کینو - بیل - بی زن - کِشتی - ویلا - خیمہ - ٹوماک - کُلہاڑی - دگوام - کمبل +

ریڈ انڈین کی پانچ چیزوں کے نام اُوپر لکھے گئے ہیں - بلا جُلا کر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وُہ چیزیں کیا ہیں - تُم ہر نام کے سامنے اپنی کاپی میں لکھ لو کہ وُہ کیا ہے ؟

۲- ریڈ انڈین کے خیمے کا حال سبق میں غور سے پڑھو - پھر اپنی کاپی میں لکھو کہ وُہ خیمہ کیسے بناتے ہیں ؟

۳- نیچے کے لفظوں کے معنی لغت میں دیکھو اور اِن سے جُملے بناؤ :-

سیّاح - قوی ہیکل - عجیب و غریب - آتش دان - چہل پہل - کارنامہ - لفظ بلفظ +

عملی کام

ریڈ انڈین کی تصویریں جمع کرو - اِن کی تصویر دیکھ کر اِن کا پہناوا اپنی کاپی میں لکھ لو +

۳۶ - امریکہ کی آزادی

[مدّت سے ہم آزاد ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب ڈیڑھ سال سے ہمیں صُوبوں کے اندر کچھ آزادی ملی ہے۔ رفتہ رفتہ ہم اپنے مُلک کو آزاد کرا لیں گے۔ اسی طرح اور کئی مُلکوں نے لڑ جھگڑ کر اپنے آپ کو غلامی سے نکالا جیسے امریکہ۔ اس ملک میں بھی دوسروں کا راج تھا۔ مگر اب وہاں ان کی اپنی حکومت ہے۔ اس سبق میں تم پڑھو گے کہ وہاں سے بدیسی راج کیسے ہٹا اور ایسی حکومت کیسے قائم ہوئی۔ دیسی حکومت قائم ہو جانے کے بعد امریکہ نے کتنی ترقّی کی]۔

مُحسن ماموں آج درجے میں ماسٹر صاحب نے ہمیں بڑی اچھی اچھی باتیں بتائیں۔ ماسٹر صاحب کہنے لگے بھئی آج ۲۶ - جنوری ہے۔ سارے ملک میں آزادی

کا دِن منایا جائے گا۔ جلسے ہوں گے ۔ جلوس نکلیں گے اور آزادی کے عہد پر دستخط کِئے جائیں گے ۔ پھر اُنھوں نے بتایا کہ آزادی کے کیا فائدے ہیں۔ غلامی کی وجہ سے ہمیں کیا کیا نقصان پہنچ رہے ہیں۔ دُوسرے مُلکوں کے لوگ ہمیں کِس قدر حقارت سے دیکھتے ہیں ۔ ہم نے پُوچھا۔ "ماسٹر صاحب! کیا بس ہمارا ہی مُلک غُلام ہے یا کچھ اور مُلک بھی ہیں"۔ اُنھوں نے جواب دیا۔ "کیوں نہیں مگر وُہ سب بھی ہماری طرح آزادی کے لِئے کوشش کر رہے ہیں"۔ رشید نے پُوچھا۔" ماسٹر صاحب کوئی ایسا مُلک بتائیے جو پہلے ہماری ہی طرح غُلام ہو اور اب آزاد ہو چُکا ہو"۔ کہنے لگے" ایک امریکہ ہی کو لے لو بہت دِنوں کی بات ہے ۔ اِسے اسپین کے مشہور سیّاح کولمبس نے معلوم کیا تھا۔ اِس کے بعد یورپ کے بہت سے مُلکوں کے لوگ یہاں آ آکر آباد ہونے لگے۔ تھوڑے دِنوں میں سارا امریکہ آباد ہوگیا ۔ اور انگریز اِس مُلک پر حکومت کرنے لگے ۔ وہاں بھی حکومت کرنے کے لِئے اِنگلستان سے گورنر آتے تھے ۔ یہ لوگ بہت ظلم کرتے تھے ۔ اِس کے عِلاوہ تجارت کے قانون

انگلستان سے بن کر آتے تھے اور امریکہ والے انھیں
ماننے پر مجبور تھے - یہ قانون اِنھیں اپنی مرضی کے
مطابق تجارت کرنے سے روکتے تھے - بہت سی
چیزیں تو وہ اپنے مُلک میں بنا بھی نہیں سکتے تھے -
خاص کر ایسی چیزیں جن سے انگریزوں کی تجارت
کو نقصان پہنچتا ہو - دوسرے مُلکوں سے آنے والے
مال پر بھی بھاری محصول لگائے گئے ، تاکہ صرف
انگریزوں کا مال فروخت ہو - ان محصولوں کو امریکہ
والے انصاف کے خلاف اور انگریزی حکومت کا
ظلم سمجھتے تھے - اسی سلسلے میں چاء پر بھی محصول
لگایا گیا - غرض لوگوں کی آزادی ، اُن کی خواہشوں
کو کچلنے اور اُنھیں طرح طرح سے لوٹنے میں انگریزی
حکومت نے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی - جب رعایا
پر حکومت کی زیادتیاں بڑھ جاتی ہیں تو ان میں غلامی
سے نجات پانے اور آزادی حاصل کرنے کا جذبہ
بہت شدت سے پیدا ہو جاتا ہے - یہی حال ہمارے
ملک کا ہے - اور امریکہ میں بھی یہی ہوا - وہاں لوگوں
میں انگریزی حکومت کے خلاف نفرت تو پہلے سے
تھی - چاء کے محصول نے آگ پر تیل کا کام کیا -

اُنھوں نے چاء کا بائیکاٹ کر دِیا اَور بوسٹن کے
بندرگاہ پر چاء کے جتنے بنڈل جہازوں پر لدکر آئے
تھے۔ سب پانی میں ڈبو دِئے۔ بھلا حُکُومت کو اِن
باتوں کی کہاں تاب تھی۔ اُس نے اِس کی بہُت
سخت سزا دی۔ اَور اُس بندرگاہ کو اُس وقت تک
بند رکھنے کا حُکم دِیا۔ جب تک چاء کی قیمت ادا
نہ کر دی جائے۔ اِس مُصیبت نے تمام امریکہ والوں
کو ایک کر دِیا۔ اُنھوں نے اپنی ایک انجمن بنائی
تاکہ حُکُومت سے وُہ اپنی آزادی کے لِئے لڑ سکیں
پھر اپنی فَوج تیّار کی۔ لڑائی کا سامان اِکٹّھا کیا۔
جارج واشنگٹن کو اپنی فَوج کا سردار بنایا اَور اپنے
آزاد ہونے کا اِعلان کر دِیا۔ اِنگلستان کا بادشاہ
اب اُن کا بادشاہ نہیں رہا تھا۔ اِس کی تصویریں
پھاڑ دی گئیں۔ نیویارک شہر میں اِس کے
مُجسّمے کو اُکھاڑ کر اُسے پگھلایا گیا۔ اَور لڑائی کے
لِئے اُس کی گولیاں بنائی گئیں۔ اب آزادی کی
جنگ چاروں طرف سے شُرُوع ہو گئی اَور کوئی چھ
سال تک جاری رہی۔ حُکُومت نے اِس لڑائی کو
دبانے کے لِئے بہُت کوشِش کی، مگر آخر کار حق

کی فتح ہوئی - انگریز ہار گئے - ۱۷۸۲ء میں صلح نامے پر دستخط ہوئے اور انگریزوں نے امریکہ کی آزادی تسلیم کر لی اور اب دیکھو تو اس ملک نے آزادی ملنے کے بعد اتنی ترقی کر لی ہے کہ اپنے اوپر حکومت کرنے والوں سے بھی آگے بڑھ گیا ہے - ہر سال چار جولائی کو امریکہ میں قومی تہوار منایا جاتا ہے - ۱۷۷۶ء میں اسی تاریخ کو امریکہ کی انجمن نے اپنی آزادی کا اعلان کیا تھا - اس اعلان میں انھوں نے لکھا تھا -

"انسان سب برابر ہیں - ان کے چند حقوق ہیں جنھیں کوئی ان سے نہیں چھین سکتا اور وہ ہیں زندگی، آزادی اور سچی خوشی"+

ماسٹر صاحب اتنا کہنے پائے تھے کہ گھنٹہ بج گیا چلتے چلتے انھوں نے آج کے جلسے میں شریک ہونے کا سب لڑکوں سے وعدہ لے لیا تو ماموں جان آپ بھی چلئے نا!

ماسٹر صاحب کہتے تھے جلسہ آزاد پارک میں ہوگا+

سوال

ا- یورپ کے کس آدمی نے امریکہ کو دریافت کیا؟

۲ - امریکہ میں انگریزوں کی حکومت کیسے قائم ہوئی ؟

۳ - امریکہ کے باشندے حاکموں کے خلاف کیوں ہو گئے ؟

۴ - اُنھوں نے کس طرح حاکموں کی مخالفت کی ؟

۵ - حاکموں سے کس بات پر اُن کی جنگ چھڑی ؟

۶ - اس جنگ کا کیا نتیجہ ہؤا ؟

مشق

۱ - "جب رعایا پر حکومت کی زیادتیاں بڑھ جاتی ہیں تو اِن میں غلامی سے نجات پانے اور آزادی حاصل کرنے کا جذبہ بہت شدت سے بڑھ جاتا ہے"

سبق کی اِس عبارت کو امریکہ کی مثال سے سمجھاؤ چند جملوں میں جواب کاپی پر لکھ لو +

۲ - زندگی - آزادی اور سچی خوشی +

سبق میں ذکر ہے کہ یہ تینوں ایسے حقوق ہیں جن کو انسان سے کوئی نہیں چھین سکتا - بتاؤ - غلام قومیں

اِن حقوق سے کیسے محروم ہوتی ہیں - امریکہ یا ہندوستان کی مثال لے کر ہر بات پر ایک ایک دو دو جملے اپنی کاپی میں لکھ لو +

۳ - بدیسی راج - آزادی کا جذبہ - بدیسی چیزوں کا بائیکاٹ جنگ - خود مختاری امریکہ کے آزاد ہونے کا حال اپنی کاپی میں لکھو - اوپر کی باتیں خیالات جمع کرنے میں تمھیں مدد دیں گی +

۴ - حقوق - عہد - اعلان - صلح نامہ -
اوپر کے الفاظ کے معنی معلوم کرو کہ پہلا اور آخری دو لفظ کیسے بنے ہیں ؟

۵ - "بڑے ہو کر ہم اپنے ملک کی خدمت کریں گے" -
دیکھو اوپر کا جملہ بتاتا ہے کہ کام آنے والے زمانے میں ہوگا - آنے والے زمانے کو مستقبل کہتے ہیں - نیچے کے لفظوں سے مستقبل کے جملے بناؤ :-
دکھ بٹانا ، مدد کرنا ، کام آنا - تکلیف برداشت کرنا +

عملی کام

سبق پڑھتے وقت امریکہ کا نقشہ اپنے سامنے رکھ لو - نقشے میں نیویارک ، بوسٹن اور واشنگٹن کے شہر ڈھونڈو اور دیکھو تمھارے سبق سے اِن ناموں کا کیا تعلق ہے ؟

۳۷۔ حُبِّ وطن

بیٹھے بے فکر کیا ہو؟ ہم وطنو!
اُٹھو اہلِ وطن کے دوست بنو
مرد ہو تو کسی کے کام آؤ
ورنہ کھاؤ پیو چلے جاؤ
جب کوئی زندگی کا لطف اُٹھاؤ
دل کو دُکھ بھائیوں کے یاد دلاؤ
کتنے بھائی تمہارے ہیں، نادار
زندگی سے ہے جن کا دل بیزار
کھاؤ تو پہلے لو خبر اُن کی
جن پہ پڑتا ہے نیستی کی پڑی
پہنو تو پہلے بھائیوں کو پہناؤ
کہ ہے اُترن تمہاری جن کا بناؤ
جاگنے والو! غافلوں کو جگاؤ
تیرنے والو! ڈوبتوں کو تراؤ
تم اگر چاہتے ہو مُلک کی خیر
نہ کسی ہم وطن کو سمجھو غیر

ہو مسلمان اس میں یا ہندو
بدھ مذہب ہو یا کہ ہو برہمو
سب کو میٹھی نگاہ سے دیکھو
سمجھو آنکھوں کی پتلیاں سب کو
ملک ہے اتفاق سے آزاد
شہر ہیں اتفاق سے آزاد
ہند میں اتفاق ہوتا اگر
کھاتے غیروں کی ٹھوکریں کیوں کر
قوم جب اتفاق کھو بیٹھی
اپنی پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھی
ایک کا ایک ہو گیا بدخواہ
لگی غیروں کی پڑنے تم پہ نگاہ
پھر گئے بھائیوں سے جب بھائی
جو نہ آئی تھی وہ بلا آئی

حالی

میں ایک چھوٹے سے کالے کالے بیج میں رہتا
تھا - یہی میرا گھر تھا - اِس کی دِیواریں خُوب مضبُوط
تھیں، اور مجھے اِس کے اندر کسی کا ڈر نہ تھا۔
یہ دِیواریں مجھے سردی سے بھی بچاتی تھیں گرمی
سے بھی - کچھ دِن تو میں اِدھر اُدھر رہا، لیکن
میرا گھر کالی مٹّی میں دبا دِیا گیا کہ کوئی اُٹھا کر
پھینک نہ دے اور میں کسی شریر لڑکے کے
پاؤں تلے نہ آ جاؤں - زمین کی مدھم گرمی مجھے
بہت اچھی لگتی تھی اور میں نے یہ سوچا تھا کہ
بس اب ہمیشہ مزے سے یہیں رہوں گا۔ مگر میرے
کان میں اکثر میٹھی میٹھی سُریلی سی آواز آتی تھی۔
میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ آواز کِدھر سے آتی
تھی، مگر سمجھتا ہوں کہ اُوپر سے آتی تھی - یہ آواز
مجھے کہا کرتی تھی کہ "اِس گھر سے نِکل - بڑھ - روشنی
کی طرف چل"۔ لیکن میں زمین میں اپنے گھر کے
اندر ایسے مزے سے تھا کہ میں نے اِس آواز

کے کہنے پر کان نہ دھرا اور جب اُس نے بہت
پچھاڑیا تو مَیں نے صاف کہہ دیا کہ نہیں مَیں تو
یہیں رہُوں گا۔ بڑھنے اور گھر سے نکلنے سے کیا فائدہ
یہیں چین سے سونے میں مزا ہے۔ نہیں مَیں تو
یہیں رہُوں گا +

پہ آواز چُپ نہ ہُوئی۔ ایک دن اُس نے کیسے
پُر اثر انداز سے مجھ سے کہا کہ "چلو روشنی کی طرف
چلو۔ روشنی کی طرف چلو" کہ مجھے پھُریری سی آ گئی،
اور مجھ سے نہ رہا گیا۔ مَیں نے سوچا کہ اِس گھر
کی دیواروں کو توڑ کر باہر نکل ہی آؤں۔ مگر دیواریں
مضبُوط تھیں اور مَیں کم زور اب جب وہ آواز
مجھ سے کہتی تھی کہ بڑھو۔ چلو، تو مَیں پہلے سے زیادہ
مضبُوط ہو جاتا تھا، اور مجھے معلُوم ہوتا تھا کہ مَیں
بہت طاقتور ہو گیا ہُوں۔ آخر کو اللہ کا نام لے کر
جو زور لگایا تو دیوار ٹوٹ گئی اور مَیں ہرا کلّا بن کر
اُس سے نکل آیا۔ اِس دیوار کے بعد زمین تھی۔
مگر مَیں نے ہمّت نہ ہاری اور اُس کو بھی ہٹایا۔
اِدھر مَیں نے اپنی جڑوں کو نیچے بھیجا، کہ خُوب
مضبُوطی سے جگہ پکڑ لیں۔ آخر کو ایک دِن مَیں زمین

کے اندر سے نکل ہی آیا۔ اور آنکھیں کھول کر دُنیا
کو دیکھا۔ کیسی خُوبصُورت اور اچھّی جگہ ہے کچھ
دِنوں بعد تو خُوب اِدھر اُدھر پھیل گیا۔ اور ایک
دِن اپنی کلی کا مُنہ جو کھولا، تو سب لوگ کہنے لگے
دیکھو یہ کیسا خُوبصُورت لال لال گُلِ عباس ہے
مَیں نے بھی جی میں سوچا کہ اِس تنگ گھر کو چھوڑا
اچھّا ہی کیا۔ آس پاس اور بہت سے گُل عباس
تھے۔ مَیں اُن سے خوب باتیں کرتا اور ہنستا بولتا
تھا۔ دِن بھر ہم سُورج کی کرنوں سے کھیلا کرتے
تھے اور رات کو چاندنی سے۔ ذرا آنکھ لگتی تو آسمان
کے سِتارے آ کر ہمیں چھیڑتے تھے اور اُٹھا دیتے۔
افسوس یہ مزے زیادہ دِن نہ رہے۔ ایک دِن صُبح
ہمارے کان میں ایک سخت آواز آئی "گُل عباس
چاہئے ہیں گُل عباس"۔ "اچھّا جتنے چاہو لے لو"۔
ہماری سمجھ میں یہ بات کچھ نہ آئی اور ہم حیرت ہی
میں تھے کہ اِس کا کیا مطلب ہے اور ارادہ کر رہے
تھے کہ ذرا چل کر اپنے دوست ستاروں سے
کہیں کہ دَوڑو ہماری مدد کرو۔ یہ کیا مُعاملہ ہے کہ
اِتنے میں کِسی نے قینچی سے ہمیں ڈنٹھل سمیت

کاٹ لیا اور ایک ٹوکری میں ڈال دِیا +

اب یاد نہیں کہ اِس ٹوکری میں کتنی دیر پڑے رہے وُہ تو خیر ہُوئی کہ مَیں اُوپر تھا نہیں تو دم گھُٹ کر مر جاتا ۔ شاید مَیں سو گیا ہوں گا کیونکہ جب اُٹھا ہُوں تو مَیں نے دیکھا کہ پانچ چھ اَور ساتھیوں کے ساتھ مُجھے بھی ایک خُوبصُورت تاگے سے باندھ کر کِسی نے گُلدستہ بنایا ہَے ۔ آس پاس نظر ڈالی تو نہ باغ کی روشیں تھیں نہ چِڑیوں کا گانا ۔ سڑک کے کِنارے ایک چھوٹی سی مَیلی کُچیلی دُکان تھی ۔ ہزاروں آدمی اِدھر سے اُدھر جا رہے تھے ۔ یکّے، گاڑیاں شور مچا رہی تھیں ۔ فقیر بھیک مانگ رہے تھے اَور کوئی ایک پَیسہ نہ دیتا تھا ۔ میرا جی اَیسا گھبرایا کہ کیا کہُوں سِتاروں کو ڈُھونڈا تو اُن کا پتہ نہیں چاند کو تلاش کیا تو وُہ غائب ۔ سُورج کی کِرنیں بھی دُکان پر آ کر رُک گئی تھیں، اَور مَیں پُکارتے پُکارتے تھک گیا کہ مُجھے جانتی ہو ۔ روز ساتھ کھیلتی تھیں ۔ ذرا پاس آؤ اَور بتاؤ کہ یہ مُعاملہ کیا ہَے ۔ مگر وُہ ایک نہ سُنتی تھیں ۔ شام ہونے کو آئی تو ایک خُوبصُورت لڑکی دُکان کے پاس

سے گذری - ہماری طرف دیکھا - پھولوں والے نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس زور سے جھٹکا دے کر لڑکی کے سامنے رکھا کہ میری اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی - پھولوں والے نے کہا:- بیٹی دیکھو کیسے خوب صورت گل عباس ہیں - ایک آنے میں گلدستہ ایک آنے میں"۔

لڑکی نے اکنّی دی اور ہمیں ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے ہاتھ ایسے نرم نرم تھے کہ یہاں آکر ذرا جان میں جان آئی - لیکن تھوڑی دیر بعد شاید میں بے ہوش ہو گیا - اصل بات یہ تھی کہ پانی نہیں ملا تھا اور پیاس بہت لگی تھی - لڑکی نے شیشہ کے ایک گل دان میں پانی بھر کر ہمیں پلایا، تو ذرا طبیعت ٹھیک ہوئی اور میں نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا - اب میں ایک صاف سے کمرے میں تھا - جس میں کئی بستر لگے ہوئے تھے - ایک طرف سے ایک بیمار لڑکی کی آواز سنی"۔ ڈاکٹر صاحب کیا میں اچھی نہیں ہوں گی کیا اب کبھی چل پھر نہ سکوں گی - ڈاکٹر صاحب بولے کیا کبھی باغ میں کھیلنے نہ جا سکوں گی - اور کیا اب کبھی گل عباس

دیکھنے کو نہ ملیں گے" یہ کہتے کہتے بچی کی ہچکی بندھ
گئی - آنکھوں سے آنسو پونچھ کر اُس نے تکیے پر
کروٹ لی - تو اُس کو مَیں اور میرے ساتھی گلدان
میں رکھتے ہوئے دکھائی دِیے - لڑکی خُوشی سے کِھل
گئی - اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے تالیاں بجانے
لگی - پاس جو نرس کھڑی تھی اُس نے ہمیں اٹھا کر
اُس لڑکی کے ہاتھ میں دے دیا - اِس پیاری
بچی نے ہمیں چوما اور اپنے گورے گالوں سے
لگایا - اور مَیں نے دیکھا کہ اُس کے گورے گورے
گالوں میں ہماری سُرخی کی ذرا سی جھلک آ گئی +
اُس وقت سمجھ میں آیا کہ بیج کا گھر چھوڑ کر روشنی
کی طرف بڑھنے کی غرض یہی تھی کہ ایک دُکھیاری بیمار
بچی کو کم سے کم تھوڑی دیر کی خُوشی ہم سے مل
جائے +

سوال

۱ - گُلِ عباس کا پہلا گھر کَون سا تھا؟
۲ - اپنا پہلا گھر چھوڑ کر وہ کِس طرح دُنیا میں آیا؟
۳ - باغ میں گُلِ عباس کے مزے زیادہ دِن کیوں

نہ رہے ؟

۴ - پیڑ سے الگ ہو کر گُل عباس پر کیا مُصیبتیں پڑیں ؟

۵ - گُل عباس نے اپنے دُنیا میں آنے کی کیا غرض سمجھی ؟

مشق

۱ - اُس کے سفید گالوں میں ہماری سُرخی کی ذرا سی جھلک آگئی"۔

یہ جُملہ بیمار لڑکی کے لئے سبق میں آیا ہے - اُس کی وجہ تین جُملوں میں اپنی کاپی میں لِکھو ۔

۲ - "روشنی کی طرف بڑھنے کی غرض یہی تھی کہ ایک دُکھیاری بچّی کو کم سے کم تھوڑی دیر کی خُوشی ہم سے مِل جائے"

یہ جُملہ گُل عباس کی زبانی ہے ۔ دیکھو کیسی اچھّی بات ہے - تُم بھی تین ایسے ہی جُملوں میں اپنے دُنیا میں آنے کی غرض کو اپنی کاپی میں لِکھو +

۳ - گُلدستہ - گُل دان -

اِن دو لفظوں کا فرق اپنی کاپی میں لِکھو - ڈرائنگ کے گھنٹے میں اِن دونوں کی ڈرائنگ بھی بناؤ +

۴ - نیچے کے مُحاوروں پر سبق میں نشان لگاؤ اور اُن سے جُملے بناؤ :-

پیچھا لیا - نیچے کی سانس نیچے اور اُوپر کی سانس اُوپر رہ گئی - جان میں جان آئی +

۵ -

مُستقبل	حال	ماضی

نیچے کے جُملوں میں سے حال کے جُملے اُوپر کے نقشے میں حال کے خانے کے اندر لِکھ دو - ماضی کے ماضی والے خانے میں اور مُستقبِل کے مُستقبِل کے خانے میں +

صُبح کا وقت ہے - کیسی بہار آ رہی ہے - باغ میں سب پھُول کِھل گئے - سُورج بھی اپنی کرنیں پھیلائے گا لوگ کار و بار میں لگ جائیں گے +

۶ - نیچے کے ادھُورے جُملوں میں فِعل لگا کر اُن کو پُورا کر دو:-

اِس وقت مینہ . . . . .

کِسان نے پِچھلے مہینے اپنا کھیت . . . . . .

وُہ اب سے تین مہینے کے بعد فصل . . . . .

عملی کام

تُم گُل عباس کے بیج اپنے مدرسے کی کیاری میں بو دو اور پھر غور سے دیکھتے رہو کہ کِلّا کیسے پھُوٹتا ہے - کلی کیسے آتی ہے - پھُول کیسے لگتے ہیں +

۳۹- ڈنمارک کے کسان

اپنے نقشے میں دیکھو یورپ کے مغربی ساحل
سے ایک چھوٹی سی مٹھی اور کلائی کی شکل کا تھوڑا
سا حصہ باہر نکلا ہوا ہے۔ ٹھیک اس کے شمال
میں ناروے اور سویڈن کا جزیرہ نما اژدہے کی طرح
منہ کھولے ہوئے اس پر جھپٹنا چاہتا ہے۔ اس
کے مغرب میں انگلستان کا جزیرہ اس ننھی منی مٹھی
کی طاقت پر کھڑا مسکرا رہا ہے۔ جانتے ہو یہ مٹھی
کس کی ہے؟ یہ ڈنمارک کے کسان کی مٹھی ہے
جس میں کفایت شعاری، طاقت اور خودداری ہے
یہ مٹھی تمام دنیا کے کسانوں کو دعوت دے رہی
ہے کہ تم بھی ہم جیسے بن سکتے ہو۔

اگلے زمانے میں اس چھوٹے سے ملک پر
بڑی بڑی مصیبتیں آئیں۔ آئے دن اس پر اسپین
فرانس اور جرمنی کے بادشاہ چڑھائی کرتے رہتے
تھے۔ یہاں تک کہ جرمنوں نے اس کے زرخیز
حصے ہمیشہ کے لئے اس سے چھین لئے۔ اب اس

کا رقبہ ہمارے صوبۂ سندھ کے ⅖ حصّے کے برابر ہے - اس میں بھی تمام زمین پتھریلی اور جنگلوں سے ڈھکی ہوئی تھی - اس کے آس پاس کے مُلک کاشتکاری اور تجارت کر کے دُنیا کی دولت سمیٹ رہے تھے، لیکن اِس کے پاس کھانے تک کو نہ تھا - اِن لوگوں نے نہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور نہ فاقوں مرے بلکہ اپنی کُلھاڑی لے کر کھڑے ہو گئے اور چند دِن میں جنگل کاٹ کر رکھ دِئے - پھر اپنے دریاؤں سے نہریں نکالیں - پُل بنائے - ریل نکالی اور تھوڑے ہی زمانے میں سارے مُلک میں کاشتکاری کے لئے ہزاروں ایکڑ زمین تیّار کر لی - تعجّب تو یہ ہے کہ اِن تمام باتوں کے لئے اُنھوں نے نہ تو سرکار سے روپیہ لیا اور نہ غیروں سے قرض مانگا، بلکہ سب نے مِل کر اپنے ہی چندے سے کام چلایا - اس کے بعد اُنھوں نے دیکھا کہ اناج کی کھیتی میں نفع نہیں ہے تو گھاس بونے لگے تاکہ مویشی پالے جا سکیں - یہ لیجئے تمام مُلک میں جانوروں کی تعداد بڑھنے لگی - دُودھ، مکھن اور پنیر کے بیوپار میں ترقّی ہونے لگی - ہمارے مُلک میں

یہی بیوپار ہمارے گھوسی کرتے ہیں۔ لیکن کبھی تم نے اِن کو خُوش حال نہ دیکھا ہوگا وہی بدن پر چیتھڑے اور چہرے پر فاقے کے آثار۔ کبھی تم نے اِس بات پر غور کیا ہے کہ اِس کی وجہ کیا ہے؟

ڈنمارک کے کِسانوں نے دُنیا کو اِتّفاق کا سبق سِکھایا ہے۔ تم نے اپنی پہلی کِتاب میں اِس بُڈّھے کی کہانی پڑھی ہوگی۔ جِس نے مرتے وقت سب لڑکوں کو لکڑیوں کا ایک گٹھا دِیا تو کوئی اِسے نہ توڑ سکا۔ اور جب اُس نے اِس گٹھے کو کھول کر لکڑیاں علیحدہ علیحدہ کر دیں تو سب نے آسانی سے توڑ ڈالیں۔ اِتّفاق کی یہ کہانی تم سب نے پڑھی ہے۔ لیکن کبھی اِس پر عمل کرنے کا خیال بھی نہ آیا۔ دیکھو تمہارے محلّے میں ایک آدمی آٹا، دال، گھی وغیرہ بیچتا ہے۔ وُہ بے چارا صُبح کو دوکان کھولتا ہے اور رات کے دس گیارہ بجے بند کرتا ہے۔ اِس سے تو بَیل ہی اچھّا کہ کہ کچھ دیر بَیٹھ کر جُگالی کر لیتا ہے۔ بنئے کو تو روٹی کھانے کی بھی فُرصت نہیں۔ اِس کے عِلاوہ بے چارے کے پاس اِتنی پُونجی بھی نہیں ہے

کہ بہت سا نفع کمائے - آج گھی نہیں رہا تو
کل آٹا ختم ہو گیا - قرضہ لینے والے وقت پر روپیہ
نہیں دیتے اور بڑا بیوپاری زیادہ مال نہیں دیتا
تیسری مشکل اور ہے - ہر گلی کے نکڑ پر اسی قسم
کی اور دکانیں بھی ہیں جو ایک دوسرے سے مقابلہ
کرکے خود ہی برباد ہو جاتی ہیں - کیا یہ ممکن نہ
تھا کہ دس بارہ چھوٹے دکان دار مل جاتے
اور ایک بہت بڑی ساجھے کی دکان کھول لیتے۔
اس موقع پر شاید تم کہہ اٹھو کہ ساجھے کی ہانڈی
چوراہے پر پھوٹتی ہے - ٹھیک ہے لیکن ایسا ہمارے
ہی ملک میں ہوتا ہے اور اسی لئے سب کی حالت
خراب ہے - اور سنو - تمہاری سبزی منڈی میں
گاؤں والیاں آ کر ترکاریاں فروخت کرتی ہیں -
بے چاریاں روزانہ اپنے گاؤں سے چار پانچ میل
پیدل آتی ہیں اور شام کو پھر اتنا ہی سفر طے کرتی
ہیں - اس کے بجائے اگر ایک گاؤں کی ترکاری
بیچنے والیوں کی ایک انجمن ہوتی اور اس کی طرف
سے سبزی منڈی میں ایک دکان ہوتی - جہاں
سب کا مال ایک لاری میں بھر کر آ جاتا تو کتنی

آسانی ہو جاتی سب کو گھر بیٹھے نفع مِل جاتا۔ اور تکلیف بھی نہ ہوتی۔ اِسی شرکت کے کاروبار کی بدولت انگریز سوداگروں کی ایک انجمن ہندوستان میں تجارت کے لئے آئی اور رفتہ رفتہ سارے مُلک کی مالک بن بیٹھی +

اِس شرکت کے کاروبار کی وجہ سے آج ڈنمارک بہت امیر مُلک ہے۔ دُنیا میں مکھن کی جتنی پیداوار ہے۔ اُس میں سے قریب قریب چوتھائی حصّہ اکیلے ڈنمارک میں تیّار کیا جاتا ہے۔ اِن کا دُوسرا پیشہ مُرغیاں پالنا ہے۔ ہر سال لاکھوں انڈے باہر بھیجے جاتے ہیں +

یہ تمام کاروبار انجمن کے ذریعے سے ہوتا ہے مُلک میں ہزاروں انجمنیں ہیں۔ جن کے ممبر صرف کسان ہی ہو سکتے ہیں۔ جس مقدار میں کسان دُودھ بیچتا ہے، اُسی حساب سے انجمن میں اُس کا حصّہ بھی ہوتا ہے۔ اور نفع بھی اُسی حساب سے مِلتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم دُودھ کی ایک انجمن کا حال لکھتے ہیں:-

ڈنمارک کے ایک شہر میں ایک چھوٹا سا

کارخانہ ہے - دو سَو چوَنسٹھ کِسان اِس کے حِصّے دار ہیں - اِن حِصّے داروں کے گھروں کا دُودھ لانے کے لِئے اٹھارہ موٹر لاریاں ہیں - اِس کارخانے سے روزانہ تین ہزار سیر دُودھ بھیجا جاتا ہے - صُبح چھ بجے حِصّے داروں کا دُودھ کارخانے میں آ جاتا ہے اِس کا وزن کر کے رجسٹر میں درج کر لیا جاتا ہے اور ہر حِصّے دار کے دُودھ کا تھوڑا سا نمُونہ الگ رکھ لیا جاتا ہے اور اِس کا اِمتحان کِیا جاتا ہے کہ اِس میں سے کِس حِساب سے مکھّن نکلے گا - اِسی حِساب سے دُودھ کی قیمت مُقرّر کی جاتی ہے - اِس کے عِلاوہ کارخانے کے افسر حِصّے داروں کے گھروں پر بھی دُودھ کی جانچ پڑتال کیا کرتے ہیں - آخر کو حِصّے داروں کو گھر بیٹھے نفع مِل جاتا ہے ؛

ڈنمارک میں فقط دُودھ ہی کی انجمنیں نہیں ہیں بلکہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات میں اُنھوں نے شرکت کے اُصُول سے کام لیا ہے - جانوروں کے پالنے کی انجمنیں ہیں جن کا کام طاقت ور جانور پیدا کرنا اور اُن کی پرورش کرنا ہے - اِسی طرح کِسانوں کے لِئے اچھّے بیج، کپڑے، کھیتی

کے اوزار، کھاد، جانوروں کا چارا مُہیا کرنے والی انجمنیں بھی ہیں۔ اِس طرح ایک کسان آسانی سے آٹھ دس انجمنوں کا ممبر رہ سکتا ہے +

اب تُم سمجھ گئے ہوگے کہ ڈنمارک کے لوگ اِتفاق ہی کی وجہ سے تھوڑے خرچ اور کم محنت میں زیادہ سے زیادہ مال پیدا کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کا مکھن ہمارے بازاروں میں فروخت ہوتا ہے اور ہمارے گھوسی فاقوں مرتے ہیں۔ کیونکہ یہ اپنا دُودھ حلوائی کے ہاتھ اونے پونے بیچ ڈالتے ہیں اور آپس میں مل کر کام کرنا نہیں چاہتے +

سوال

۱۔ ڈنمارک کا مُلک یورپ کے کس حصّے میں ہے ؟

۲۔ ڈین لوگوں نے اپنے مُلک کی زمینوں کو کیسے اچھا بنایا ؟

۳۔ ڈین لوگوں نے گھاس کی کاشت کیوں کی اور اس سے کیا فائدہ ہُوا ؟

۴ - ڈین لوگ کِس چیز کی تجارت کرتے ہیں اور کس طرح ؟
۵ - اِس طریقے پر تجارت کرنے سے اُن کو کیا فائدہ پُہنچتا ہے ؟
۶ - تمھارے مُلک کا کِسان اپنی کِن کِن چیزوں کی تجارت کو اِس اصُول پر چلا سکتا ہے ؟
۷ - ڈنمارک کے کِسانوں کی زِندگی تمھارے کِسانوں اور سوداگروں کو کیا سبق دیتی ہے ؟

مشق

ڈنمارک کا کِسان اور سوداگر	ہندوستان کا کِسان اور سوداگر
اِتّفاق	نا اِتّفاقی
شِرکت کا کاروبار	علیحدہ علیحدہ کاروبار
آرام اور خُوش حالی	بھُوک اور مُصیبت

۱ - اُوپر ہندُوستانی اور ڈین کِسانوں اور سوداگروں کی حالت دِکھائی گئی ہے - تُم اِن دونوں کا مُقابلہ کرو - اور ایک ایک بات پر دو دو جُملے لِکھو +
۲ - جو کاروبار ڈنمارک میں انجمنیں کرتی ہیں - اُن کو اپنی کاپی میں لِکھو +

۳۔ نیچے کے لفظوں کے معنی لغت میں دیکھو۔
کفایت شعاری ۔ خود داری ۔ آثار ۔ قریبُ المرگ
عمل کرنا +

۴۔ سبق کے آخری صفحے پر جو فعل ہیں۔ اُن کو چُن لو۔
پھر یہ بتاؤ کہ ہر فعل کس کس زمانے میں
ہے ؟

عملی کام

کسی شہر کے بازار میں ڈنمارک کے دُودھ کا
ایک ڈبّہ لے کر دیکھو اور غور کرو کہ کس طرح وُہ
دُودھ ڈنمارک کے گاؤں سے تُمھارے شہر تک
پہُنچا +

۴۰۔ مُرغ آباد کا ڈراما

مُرغ آباد مُرغوں کی سلطنت کی راجدھانی کا نام تھا۔ یہاں مُرغی رانی حکومت کرتی تھیں۔ ایک دن مُرغی رانی نے حُکم دیا کہ آج کوئی اچھا ڈراما کیا جائے۔ ایک بڑے سے ہال میں ڈرامے کا انتظام کیا گیا اور شہر کے مُعزّز رئیسوں اور بڑے بڑے عہدے داروں کو بھی دعوت نامے بھیجے گئے۔ ٹھیک وقت پر ہال مہمانوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ مُرغی رانی کے لئے بھی ایک خاص جگہ مقرّر تھی۔ جہاں سونے کی کُرسی بچھی تھی اور اُوپر مخمل کی چھتری لگی تھی۔ مُرغی رانی ٹھیک وقت پر تشریف لائیں۔ اور اپنی کُرسی پر بڑی شان سے بیٹھ گئیں۔ اِن کے آتے ہی تماشا شُروع ہو گیا۔

ڈراما

پہلا سین:۔ بازار۔ ایک مُرغا دُکان پر بیٹھا

ترکاری بیچ رہا ہے۔ دُوسرے کے سامنے چنے اور گیہوں کا ڈھیر ہے۔ ایک دُکان پر ایک بلّی بیٹھی چُوہا صاف کر رہی ہے۔ تین چار چُوہے اِس کے سامنے لٹک رہے ہیں +

ایک سُرخ رنگ کا مُرغا دو چُوزے ساتھ لئے داخل ہوتا ہے۔ پہلے مُرغ دُکان داروں کی طرف مُنہ کر کے "ککڑوں کوں" کرتا ہے۔ وُہ جواب میں "ککڑوں کوں" یعنی وعلیکم السّلام کہتے ہیں۔ پھر وُہ بلّی کے پاس جاتا ہے۔ وُہ دیکھ کر کھڑی ہو جاتی ہے +

مُرغا:- خالہ سلام +

بلّی:- جیتے رہو بیٹا کیسے آئے گوشت چاہئے یا قیمہ؟

مُرغا:- جی نہیں خالہ۔ میں تو ایک اور تکلیف دینے آیا ہوں +

بلّی:- نہیں بیٹا۔ تکلیف کی کیا بات ہے۔ کہو کیا کام ہے؟

مُرغا:- میں حج کو جا رہا ہوں۔ بچّوں کی ماں مر گئی ہے۔ سفر کا مُعاملہ ہے ساتھ لے جا نہیں سکتا
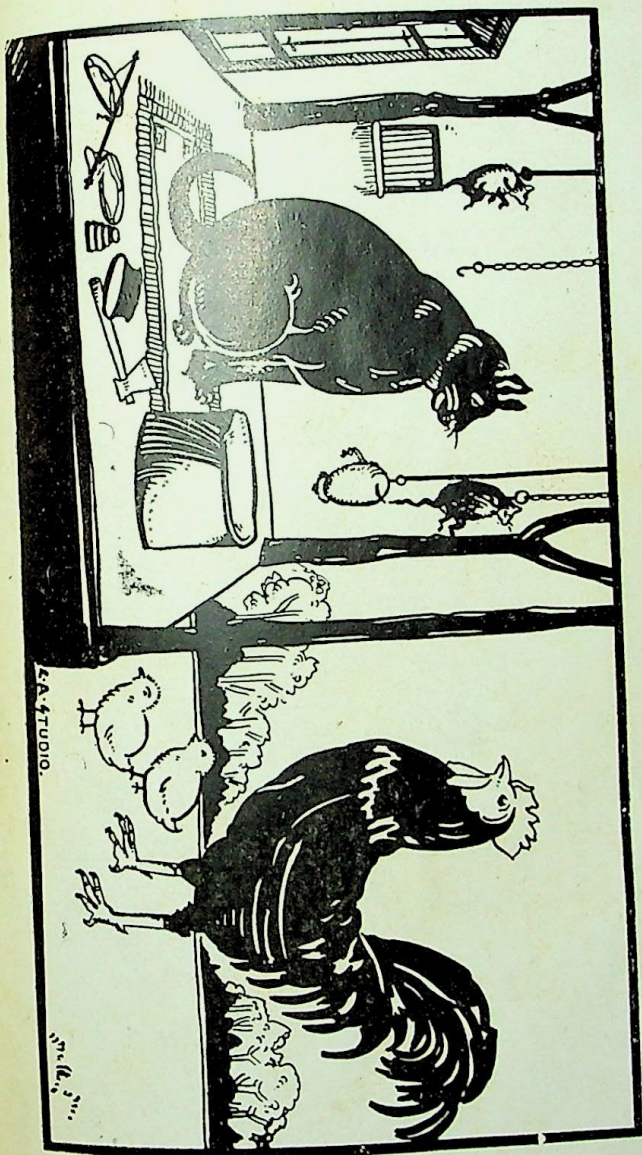
سوچ رہا ہوں کس کے پاس چھوڑ جاؤں +

بلّی :- بیٹا! میرے پاس چھوڑ جاؤ - میں اپنے بچّوں کی طرح رکھوں گی +

مُرغا :- خالہ یہ تو بڑا اِحسان کروگی - میں کس مُنہ سے تمھارا شکریہ ادا کروں +

بلّی :- نہیں اس میں احسان اور شکریے کی کیا بات ہے - میں آج تمھارے کام آئی کل تُم میرے کام آؤگے +

مُرغا :- ایسا خیال کرنے والے اب دُنیا میں تھوڑے ہی رہ گئے ہیں +

چُوزوں سے :- لو بیٹا دادی کے پاس رہو - میں جلد ہی واپس آ جاؤں گا - مگر دیکھنا شرارت نہ کرنا اور دادی امّاں کو تکلیف نہ دینا +

چُوزے سہم کر بلّی کی طرف دیکھتے ہیں - مُرغا اُنھیں دھکیل کر دُکان میں کر دیتا ہے - بلّی پچھلی ٹانگوں پر بیٹھ کر ایک پنجہ ایک چُوزے کے سر پر اور دُوسرا دُوسرے کے سر پر رکھ دیتی ہے - مُرغا تسلیم کے لئے سر جُھکاتا ہے - دُکان والے مُرغ ایک دُوسرے کی طرف مُنہ کرکے چونچ

کھول دیتے ہیں - گویا لال مرغ کی بے وقوفی پر ہنستے ہیں +

(اپنزوہ گر جاتا ہے)

دوسرا سین - بلّی کا گھر :- ایک طرف ایک ننھا سا بلّی کا بچّہ کھیل رہا ہے - ایک کونے میں دو چوزے بیٹھے ہیں - بلّی چھریاں تیز کر رہی ہے +

مکان کا دروازہ کھلتا ہے - اور ایک اور بلّی داخل ہوتی ہے اور گھروالی کو سلام کرتی ہے -

گھروالی :- آؤ بی کہاں سے آنا ہُوا ؟

مہمان :- یہیں سے آ رہی ہوں توبہ توبہ قانون سے بُرا حال ہو رہا ہے - چوہا کہیں ملتا نہیں اور مرغی رانی کی حکومت میں مرغا مرغی تو الگ رہے - کسی چوزے کو بھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے +

گھروالی :- ہاں بی جس ملک میں رہیں وہاں کے قانون تو ماننا ہی پڑتے ہیں +

مہمان :- ہاں اِن قانونوں نے تو ستیاناس کر دیا اب سمجھ میں نہیں آتا کوئی جئے تو کیسے - چوزوں

کو ایک طرف بیٹھا دیکھ کر اور زبان سے ہونٹ صاف کر کے)۔
نہیں! تمھارے یہاں یہ مال کہاں سے آیا؟
گھر والی :- یہ میرے ایک دوست کے بچے ہیں وہ حج کو گیا ہے - اور انھیں میرے پاس چھوڑ گیا ہے +
مہمان :- عجیب بے وقوف ہے کہ تمھیں چھچھڑوں کی رکھوالی سپرد کر گیا ہے - اُسے بے وقوفی کی سزا دینا چاہئے +
گھر والی :- نہیں بی ایسی بات نہ کہو میری نیت بگڑتی ہے امانت ہی ہے +
مہمان :- واہ یہ تو خدا کا حکم بھی ہے کہ بھوکے مرنے لگو تو کسی کی کوئی چیز تمھارے پاس رکھی ہو تو اُسے ضرور کھا جاؤ - بلکہ اگر نہ کھاؤ تو سخت گناہ ہے +
گھر والی :- (زبان ہونٹوں پہ پھیر کر) اے بی خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کرو - میری نیت ڈانواڈول ہونے لگی - امانت میں خیانت بڑا گناہ ہے +
مہمان :- چلو گناہ ہی سہی آخر عمر میں حج کر لیں گے +

گھر والی :- اچھا تو تمھاری خوشی - یہ کہہ دونو چوزوں کی طرف بڑھیں - اتنے میں باہر سے آواز آئی -
ککڑوں کوں +

گھر والی :- (گھبرا کر) اوہو ان کا تو باپ آ پہنچا +
مہمان :- اُسے کسی طرح ٹال دو +
گھر والی :- ٹالوں کیسے ؟
مہمان :- انھیں کہیں چھپا دو اور کہنا وہ تو لومڑی بن گئے +

اتنے میں پھر آواز آئی -
ککڑوں کوں -
گھر والی نے جلدی سے دروازہ کھولا -
مہمان نے چوزے چھپا دئے -
مرغا داخل ہوا اور اس نے گھر والی کو سلام کیا +
گھر والی :- کیوں بیٹا ! آج سے ہو آئے ؟
مرغا :- پروں کو پھڑپھڑا کر -
(اس ایکٹنگ پر بڑے زور سے گُٹ گُٹ گُکیں ہوئی)
جلد بتاؤ میرے بچے کہاں ہیں" ؟
گھر والی زور زور سے رونے لگی +
مہمان :- بھائی بچے تمھارے تو لومڑی بن کر بھاگ گئے +

مُرغا :- ہیں! چُوزے لُومڑی بن گئے ؟

گھر والی نے سر ہلا دیا +

مُرغا :- اچھّا تو وُہ لُومڑی بنے ہیں تو تُمھیں اب کبُوتر ہی بنا کر چھوڑوں گا +

یہ کہہ کر مُرغا باہر نِکل گیا +

گھر والی :- اے بی دیکھا اب مُصیبت آئی ۔ ویسا ہیں رہ کر مگر مجھ سے بیر ۔ مُرغوں کی حکُومت ہیں اُن کے بچوّں کو بھلا کیسے چھیڑ سکتے ہیں ۔ اب بتاؤ کیا کرُوں ۔ اُسے بُلا کر اس کے بچّے حوالے کر دُوں ؟

مہمان :- نہیں اِس میں بدنامی ہے سب بِلّیوں کا اِعتبار اُٹھ جائے گا ۔ اِس وقت تو چُپکی ہو رہو ۔ دیکھو یہ کیا کرتا ہے ؟

(یہ کہہ کر اُس نے سلام کے لئے ہاتھ اُٹھایا ۔ دوسری نے سر جُھکا دِیا اور پردہ گر گیا +)

اِس پردہ کے گِرنے پر بڑے زور سے کُٹ کُٹ اور گُٹکڑُوں کوں شرُوع ہُوئی ۔ ایک دفعہ پھر پردہ اُٹھا اور اب دونوں بِلّیاں سر کو جُھکائے ہُوئے تھیں +

(پھر پردہ گر گیا +)

تیسرا سین:۔ عدالت ۔ ایک بڑا سا مُرغ
سیاہ ٹوپی پہنے کُرسی پر بیٹھا ہے ۔ سامنے میز رکھّی
ہے ۔ ایک اور مُرغا اس کی دائیں طرف بیٹھا ہے +
دو تین مُرغ کٹھرے کے پاس کھڑے ہیں کُک
کُک کُک کُک باتیں ہو رہی ہیں +
اتنے میں بچّوں والا مُرغا داخل ہُوا ۔ ایک اور
مُرغا اس کے ساتھ تھا ۔ اُس نے ایک درخواست
جج صاحب کی میز پر رکھ دی +
جج صاحب:۔ ہُوں ۔ بلّی کہتی ہے ۔ چُوزے لُومڑی
بن گئے ۔ بہت ہوشیار ہے (بچّوں والے
مُرغ سے) اچّھا ! تُم ہماری ایک بات کان
میں سُنو +
جج صاحب بڑی متانت سے نیچے اُترے اور
اس کے پاس آ کر کان میں کچھ کہا اُس نے خوشی
سے پر پھُلا دِئے ۔ اور بولا "ککڑوں کوں" +

پانچواں سین ۔ بازار

ایک بلّی کا بچّہ پھر رہا ہے بچّوں والا مُرغا آتا ہے
مُرغا:۔ کیوں بیٹا کیا کر رہے ہو ؟
بلّی کا بچّہ:۔ کھیل رہا ہُوں +

مُرغا :- چلو تمھیں مٹھائی لے دیں +
بلّی کا بچّہ :- نہیں ہم تو چوہا لوں گا +
مرغا :- اچھا چلو تمھیں چوہا ہی لے دیں گے +
بلّی کا بچّہ :- (اُچھل کر) چلو چلو لے دو -
مرغا اور بلّی کا بچّہ چلے جاتے ہیں +

چھٹا سین - بلّی کا گھر

بلّی بیٹھی رو رہی ہے - ہائے میرا بچّہ - ہائے میرا بچّہ
باہر سے آواز آتی ہے -
ککڑوں کوں -
بلّی :- (روتی آواز میں) آ جاؤ +
مُرغا اندر آتا ہے - بلّی کو روتا دیکھ کر ایک آنکھ
بند کر لیتا ہے - اور پھر حاضرین کی طرف دیکھتا ہے
(اس ایکٹنگ پر بہت ہی زور سے کھک کھک
ککیں ہوتی ہے) -
مُرغا :- کیوں بی خالہ کیوں رو رہی ہو؟
بلّی :- ہائے میرا بچّہ کہیں چلا گیا +
مُرغا :- چلا کہاں جاتا - اُسے تو کل میں نے دیکھا ہے
بلّی :- کہاں کہاں ؟
مُرغا :- بازار میں - میں اُسے اپنے ساتھ گھر لے گیا تھا

بلّی :- میں تمھارے صدقے گئی میرے پیارے بیٹے
یہ کہہ کر بلّی نے مُرغ کو گلے لگا لیا۔ مُرغے نے
پھر ایک آنکھ بند کر کے حاضرین کی طرف دیکھا۔
(اب پھر زور سے کُٹ کُٹ کیں ہوئی)
بلّی :- تو اچھّا بیٹا اسے اب لے آؤ +
مُرغا :- لاؤں کہاں سے ؟ وُہ تو آج صُبح کبوتر بن کر
اُڑ گیا +
(اس فقرے پر بہت زور سے کُٹ کُٹ کیں ہوئی)
بلّی :- بیٹا مذاق نہ کرو۔ بھلا بلّی کا بچّہ کبوتر بن
سکتا ہے ؟
مُرغا :- کیوں نہیں بن سکتا۔ مُرغی کا چوزا تو
لومڑی بن جائے۔ اور بلّی کا بچّہ کبوتر نہیں
بن سکتا +
بلّی :- اچھّا یہ بات ہے۔ ابھی میں نالش کرتی ہوں
مُرغی رانی کی حکومت اور یہ اندھیر۔
یہ کہہ کر وُہ گھر سے باہر نکلی مُرغا بھی ساتھ ہو لیا +

ساتواں سین۔ عدالت

جج کُرسی پر بیٹھا ہے۔ سررِشتہ دار پہلو میں ہے
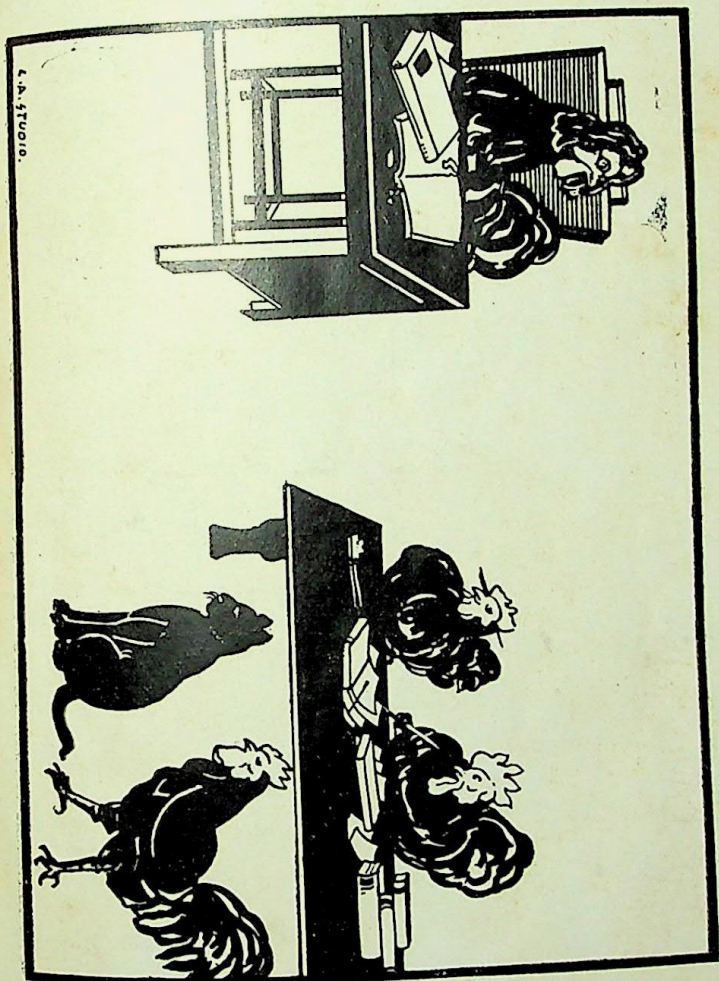
وکیل سامنے کھڑے ہیں۔ بلّی اور مُرغا داخِل ہوتے ہیں +

بلّی :- مُرغی رانی کی دُہائی ہے۔ مُرغی رانی کی دُہائی ہے +

جج صاحِب :- یہ کیا شور مچا رکھّا ہے؟

بلّی :- حُضُور اِس مُرغے نے میرے بچّے کو مار دیا ہے +

جج صاحِب :- تُمھارا نام ؟

بلّی :- چھجّن +

جج صاحِب :- تُمھارے باپ کا نام ؟

بلّی :- شیر جنگ +

جج صاحِب :- باقاعِدہ مُقدّمہ دائر کرو۔

بلّی :- حُضُور اگر باقاعِدہ مُقدّمہ ہُوا تو میرے مرنے تک بھی اِس کا فیصلہ نہ ہوگا +

جج صاحِب :- پھر کیا ہو ؟

بلّی :- حُضُور بے قاعِدہ کارروائی ہو یعنی اِنصاف ہو

جج صاحِب :- اچّھا اور مُرغے تیرا کیا نام ہے ؟

مُرغا :- حُضُور لالو +

جج صاحِب :- اور تیرے باپ کا نام ؟

مُرغا :- حُضُور۔ کالو +

جج صاحِب :- جو کچھ یہ بلّی کہتی ہے وُہ سچ ہے ؟
مُرغا :- حضُور یہ تو سچ ہے کہ مَیں اس کے بچّے کو گھر لے گیا تھا - لیکن وُہ آج صبح کبُوتر بن کر اُڑ گیا ×
جج صاحِب :- پکڑ لو اِس بے وقوف کو - بلّی کے بچّے بھی کبھی کبُوتر بنے ہیں - عدالت کو پاگل سمجھتا ہے
بلّی :- سرکار کی خیر اِنصاف اسی کو کہتے ہیں ×
مُرغا :- حضُور میری ایک بات اور سُن لیں ×
جج صاحِب :- جلدی بولو - ہمیں فُرصت نہیں ہے ہمارا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے ×
لالُو کا وکیل :- جناب آپ کو تنخواہ کام کی ملتی ہے یا کھانا کھانے کی ؟
جج صاحِب :- عدالت کی توہین ×
اس کی ٹانگوں میں رسّی باندھ دو ×
لالُو :- حضُور میری بات سُن لیں ×
جج صاحِب :- فوراً کہو -
لالُو :- حضُور مَیں پُوچھتا ہُوں مُرغی کے بچّے لومڑی بن سکتے ہیں ؟
جج صاحِب :- کبھی نہیں ×
لالُو :- تو حضُور ! مَیں اپنے دو بچّے اس بلّی کے

پاس چھوڑ گیا تھا۔ یہ کہتی ہے وہ لومڑی بن گئے +
جج صاحب :- سررشتے دار سے - اس بلّی کا کیا
نام ہے ؟
سررشتہ دار :- (مثل دیکھ کر) جمن +
جج صاحب :- او جمن! جو لالو کہتا ہے وہ سچ ہے؟
جمن :- حضور اس بات کا تو ایک گواہ بھی ہے +
جج صاحب :- پکڑ لو اس بلّی کو اور لٹکا دو پھانسی پر +
بلّی نے اپنا سر جج کے پاؤں پر رکھ دیا اور
بولی "حضور وہ بچّے میرے پاس ہیں - میں ابھی
حاضر کرتی ہوں" +
جج صاحب :- فوراً حاضر کرو - اور لالو! تم بھی بلّی
کا بچّہ حاضر کرو +
بلّی کے ساتھ دو مرغے باہر گئے -
لالو کے ساتھ اسی طرح دو پولیس کے مرغے گئے +
تھوڑی دیر میں چوزے اور بلّی کا بچّہ حاضر کئے گئے +
جج صاحب نے حکم سنایا :-
لالو کو اس کے بچّے دے دئے جائیں - اور جمن
ایک سیر چنے اسے ہرجانے کے دے - جمن کو بھی
اس کا بچّہ دے دیا جائے - لیکن جمن کی دُم کاٹ

لی جائے۔ اور اُسے مع اُس کی قوم اور برادری کے مُلک سے نکال دِیا جائے +

جج صاحب یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے۔

لالُو نے پر پھیلا دِئے اور چوزوں کو پروں کے نیچے لے لیا۔ جمّن بے ہوش ہو کر گر پڑی اور پردہ گر گیا +
پردے کے گرنے کے بعد دیر تک کُٹک کُٹک کُکیں۔ کُٹک کُٹک کُکیں ہوتی رہی +

سوال

۱۔ لالُو مُرغ نے جمن بلّی کے پاس کیا امانت رکھّی ؟
۲۔ جمن نے لالُو کو کیسے دھوکا دینا چاہا ؟
۳۔ لالُو نے جمّن سے اپنی امانت وصُول کرنے کی کیا ترکیب سوچی ؟
۴۔ جمن نے مُرغی رانی کی عدالت میں کیا نالش کی ؟
۵۔ لالُو مُرغ نے جمّن کی نالش کا کیا جواب دِیا ؟
۶۔ جج نے مُقدّمے میں کیا فیصلہ کِیا ؟

مشق

۱۔ تماشے کو انگریزی میں "ڈراما" کہتے ہیں۔ ہر حصے کے

کھیل کو "سین" کہتے ہیں۔ بتاؤ تمھارے ڈرامے کا نام "مرغ آباد کا ڈراما" کیوں ہے؟ اس میں کتنے سین ہیں۔ اور کس کس بات پر تماشا دیکھنے والے مرغوں نے "کُک کُک رکیں" کیا؟

۲۔ مقدمہ - عدالت - وکیل - گواہ - جج - سررشتہ دار - فیصلہ - ہرجانہ +

اوپر کے لفظ سبق میں آئے ہیں۔ یہ سب کچہریوں کے لفظ ہیں۔ تم ہر ایک کا مطلب سمجھو +

۳۔ "جس ملک میں رہیں وہاں کے قانون کو ماننا ہی پڑیگا" اوپر کی بات جج جی نے کہی۔ اس کا مطلب کس ملک سے تھا۔ اور کس قانون سے" +

۴۔ "دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر" +
اوپر کی کہاوت سبق میں آئی ہے۔ اس کے معنی پر غور کرو +

۵۔ نیچے کے لفظوں سے جملے بناؤ :-
کھچا کھچ - کام آنا - برا حال ہوتا - ستیاناس کر دینا +

عملی کام

تم بھی اپنے مدرسے میں مرغ آباد کا ڈراما کھیلو +